چاند سے پہلے
(EID PLAYS)
عمیرہ احمد
WWW.PAKSOCIETY.COM
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

فہرست

کردار

مرکزی

1- اسد
2- داؤد
3- روشنی
4- بیتا

ثانوی

1- ڈرائیور

لوکیشنز

1- اسد کا گھر
2- اسد کا آفس
3- داؤد کا گھر
4- پارک
5- سڑک

چاند سے پہلے

(Eid Plays)

Scene No # 1

وقت: دن

جگہ: ناشتے کی ٹیبل (ڈائننگ روم)

کردار: روشی، اسد

اسد اور روشی ناشتے کی ٹیبل پر بیٹھے ناشتہ کر رہے ہیں۔ اسد بڑے انہماک سے سلائس پر مکھن لگا رہا ہے۔ جبکہ روشی اپنے کپ میں چائے ڈالتے ہوئے کنکھیوں سے اسد کو دیکھ رہی ہے۔ یوں جیسے کچھ کہنے کے لیے پر تول رہی ہو۔ پھر جیسے وہ کسی فیصلہ پر پہنچتے ہوئے کہتی ہے۔

روشی: وہ......وہ اسد مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔

اسد: (اطمینان سے) تو اس میں اطلاع دینے والی کیا بات ہے......کہو۔

روشی: (اُلجھ کر) میں شادی کے بعد اتنے دن سے تم سے یہ بات کرنا چاہتی تھی۔

اسد: (مسکراتے ہوئے) اتنے دن......؟ صرف سات دن ہی تو ہوئے ہیں ہماری شادی کو۔

روشی: میں نے تم سے ایک جھوٹ بولا تھا......

اسد: (چونک کر) کیسا جھوٹ......؟

روشی: پہلے تم وعدہ کرو......تم ناراض نہیں ہو گے۔

اسد: (بے حد تشویش سے) کوئی ایسی بات ہے، جس پر میں ناراض ہو سکتا ہوں......؟

روشی: ہونا تو نہیں چاہیے......مگر ہاں......

اسد: (جیسے کرنٹ کھا کر) تمہاری ممی یہاں رہنے کے لیے آ رہی ہیں......؟

روشی: (غصے سے) میری ممی کے یہاں آ کر رہنے پر تم ناراض ہو گے......؟

اسد: (یک دم مسکرا کر اور پھر آخری جملہ سنجیدگی سے)......ارے نہیں...... میں مذاق کر رہا تھا......مگر وہ آ تو نہیں رہی ہیں نا......

روشی: (ناراضی سے) نہیں......

اسد: (گہرا سانس لیکر) پھر ٹھیک ہے......اور کسی بات کی مجھے پرواہ نہیں۔

روشی: (بے حد خوش ہو کر) سچ......؟

اسد: ہاں

روشی: (اطمینان سے) پھر ٹھیک ہے...... میں خوامخواہ ڈر رہی تھی ...... حالانکہ پینا مجھے سمجھا بھی رہی تھی۔

اسد: (یک دم چونک کر) پینا......؟ یہ پینا کون ہے......؟

روشی: میری بیسٹ فرینڈ۔

(اسد چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے زبردست اچھولگتا ہے۔ روشی تیزی سے چائے کا کپ اُس سے پکڑ کر رکھتی ہے)

روشی: چائے گرم تھی ...... کہا بھی تھا آرام سے پیئیں۔

اسد: (ہکا بکا ہو کر) کیسی بیسٹ فرینڈ......؟ ......تم نے کہا تھا تمہاری بیسٹ تو کیا کسی قسم کی فرینڈ نہیں ہے۔

روشی: وہ......

اسد: (بات کاٹ کر بولتا جاتا ہے) تم نے زندگی میں کبھی دوست نہیں بنائی۔

روشی: (پھر کچھ کہنا چاہتی ہے) وہ......

اسد: (پھر بات کاٹ کر اپنی بات جاری رکھتا ہے) اور یہ کہ تمہیں دوستی کے نام سے نفرت ہے۔

روشی: وہ......

اسد: (پھر بات کاٹتا ہے) اور......

روشی: (روشی غصے سے اُس کی بات اس بار کاٹ دیتی ہے۔) بات تو کرنے دو مجھے...... تین دفعہ بات کاٹی ہے تم نے میری......

اسد: (قدرے شرمسار ہو کر) Sorry

روشی: (یک دم نارمل انداز میں) It's ok ......یہی تو بتا رہی تھی تمہیں کہ جھوٹ بولا تھا میں نے......

اسد: (بے یقینی سے) اپنی بیسٹ فرینڈ کے بارے میں جھوٹ بولا......؟

روشی: (اطمینان سے) اُسی کے کہنے پر بولا تھا اُس نے کہا تھا اس طرح میری شادی ہو جائے گی ......اور ہو گئی......

(مسکراتے ہوئے) She is always right

اسد: (بے حد غصے سے) تم ...... تم جانتی تھی میں کسی ایسی لڑکی سے شادی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا جس کی ...... جس کی کوئی بیسٹ فرینڈ ہو۔

روشی: (غصے سے) مَیں بھی بریڈ پٹ کے علاوہ کسی سے شادی کا تصور نہیں کر سکتی تھی ...... اب تمہارے گھر میں بیٹھی ہوں ...... so what ......

اسد: تم نے ...... تم نے مجھے "دھوکہ" دیا۔

روشی: (پہلا جملہ اُلجھ کر بڑبڑاتی ہے ...... دوسرا جملہ اسد سے کہتی ہے) میں نے تو صرف جھوٹ بولا تھا ...... یہ دھوکہ بھی تھا کیا ......؟

اسد: تم نے ...... اسد ہمایوں سے جھوٹ بولا ......؟

روشی: (بے حد لاپرواہی سے) تم امریکہ کے صدر ہو کہ تم سے کوئی جھوٹ نہیں بول سکتا؟

اسد: (غصے سے) دو ماہ ہماری منگنی رہی ایک دفعہ بھی تم نے اپنی اس ...... اس بیسٹ فرینڈ کا ذکر نہیں کیا۔

روشی: (غصے سے) ہاں ...... ہاں ...... میں تمہیں بتاتی اور تم منگنی توڑ دیتے چودہ رشتے ختم ہوئے بینا کی وجہ سے میرے۔

اسد: (شاکڈ انداز میں) چودہ منگنیاں ہوئی تھیں تمہاری ......؟

روشی: (ہاتھ کی انگلیاں اُٹھا کر) صرف چار ...... دس لڑکے تو بینا نے پہلے ہی ریجیکٹ کیے تھے ...... منگنی کی تو نوبت ہی نہیں آئی۔

اسد: (ابھی بھی شاکڈ) چار منگنیاں ......؟

روشی: (غصے سے) سات تو تمہاری بھی اپنی ٹوٹی ہیں۔

اسد: (یک دم ہکا بکا) کس نے کہا تم سے ......؟

روشی: (طنزیہ) آپ کے بیسٹ فرینڈ داؤد نے۔

اسد: (بے ساختہ) اُلو کا پٹھا ......

//Cut//

Scene No # 2

وقت: دن

جگہ: داؤد کا آفس

کردار: اسد، داؤد

اسد اور داؤد آفس میں آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ داؤد بے حد غصے میں اسد کو انگلی

کے اشارے سے کہہ رہا ہے۔

داؤد: دیکھ اسد میرے باپ کو گالی مت دے۔

اسد: (غصے سے) گالی میں تجھے دے رہا ہوں ...... انکل کو بیچ میں کیوں لا رہا ہے؟

داؤد: (سر کھجا کر یک دم بدلے ہوئے لہجے میں) ہاں واقعی پاپا کا بھلا یہاں کیا کام ......؟ مجھے گالی دے رہا ہے تو کوئی بات نہیں۔

اسد: (دانت پیس کر) کون سی سات منگنیاں ٹوٹی تھیں میری ......؟

داؤد: (بے یقینی سے ...... ہاتھ کی پوروں پر گنتے ہوئے) سات نہیں تھیں کیا ......؟ ایک منٹ ٹھہر ...... گننے دے ......

اسد: (اپنے لفظوں پر زور دے کر سینے پر ہاتھ رکھ کر) ہر منگنی مختلف وجوہات کی بنا پر ''ختم'' ہوئی تھی ...... اور سب میں نے ختم کی تھیں۔

داؤد: (معصومیت سے) ''ختم کرنے'' اور ''ٹوٹنے'' میں کوئی فرق ہوتا ہے کیا ......؟

اسد: (بے حد غصے میں 7 کے عدد پر زور دے کر) اور ''سات'' منگنیاں نہیں ہوئی تھیں میری ......!

داؤد: (بے حد ناراض ہو کر دروازے کی طرف جاتے ہوئے) سات دفعہ مٹھائی نہیں بانٹی تھی تُو نے آفس میں ......؟ ٹھہر میں آفس بوائے کو بلوا کر بتاتا ہوں تجھے ......

اسد: (دانت پیس کر دھمکی دیتے ہوئے) خبردار یہاں سے ایک قدم بھی باہر نکالا تُو نے ...... پہلے گھر میں ذلیل کیا اب یہاں کرے گا ...... جہاں میری بات چلی تُو نے اُسے منگنی بنا دیا۔

داؤد: (انگلیوں پر گنتے ہوئے) ہاں کہہ دے مٹھائی بھی میں لا لا کر منگنی سے پہلے ہی بانٹتا رہا ...... PC، شیرٹن، میریٹ کارلٹن، ہالی ڈے ان ...... اور وہ آخری والی کہاں ہوئی تھی۔

اسد: (بے ساختہ) لال قلعہ ......

داؤد: ہاں وہیں ...... پورے شہر کے ہوٹلوں میں منگنیاں کی ہیں تُو نے ......

اسد: (دانت پیس کر) اور تُو اسی طرح گن گن کر روشی کو بتاتا رہا ......

داؤد: میں نے کب بتایا ...... اُس نے خود مجھ سے پوچھا ...... کہ تمہارا کوئی افیئر تو نہیں۔ میں نے کہا بھابھی اُس کی منگنیاں اتنی ہوتی رہی ہیں کہ اُسے افیئر کے لیے وقت ہی

نہیں ملا۔

اسد: (غصے سے) خبردار آئندہ تُو نے میرے گھر میں قدم بھی رکھا تو ......

داؤد: (غصے سے) تو یہ تھی اصلی بات ......تو بس یہی کہنے آیا تھا کہ میں تمہارے گھر نہ آؤں ...... یہ سارا جھگڑا تو نرا بہانہ تھا۔

اسد: (غصے سے) ہاں ہاں یہی بتانے آیا ہوں میں تمہیں ...... کہ آئندہ مجھے اپنی شکل بھی مت دکھانا۔

داؤد: (غصے سے) اس لیے ...... اس لیے میں کہہ رہا تھا کہ یہ آٹھویں منگنی بھی توڑ دے ...... مجھے تو روشی کو دیکھتے ہی پتہ چل گیا تھا کہ یہ لڑکی ہماری دوستی کو چٹکیوں میں ختم کر دے گی۔

اسد: (ناراض ہو کر) خبردار روشی کے بارے میں ایک لفظ بھی کہا تو۔

داؤد: (انگلی اُٹھا کر) دیکھا ...... دیکھا آ گئی ہے نا وہ ہمارے بیچ ...... اُس کی وجہ سے شادی سے ایک دن پہلے پندرہ سال ساتھ رہنے کے بعد تُو نے مجھے اپنے گھر سے نکال دیا۔

اسد: (بات کاٹ کر) اور گھر سے نکال کر گھر کے داہنی طرف والا گھر کرائے پر لے کر دیا...... یہ بھی بول۔

داؤد: (اپنی بات جاری رکھتا ہے) شادی کے تیسرے دن تو اُسے ہنی مون پر بھوربن لے گیا۔ چار دن وہاں رہا اور ان چار دنوں میں تُو نے مجھے ایک کال نہیں کی۔

اسد: (بات کاٹ کر) وہ اس لیے اُلو کے پٹھے کہ تو دن میں دس دس دفعہ کال کرتا تھا مجھے وہاں پر ...... اب کہاں ہو؟ (نقل اُتار کر) اب کہاں ہو؟ اب کیا کر رہے ہو......؟ چار دن میں کم از کم چار سو بار پوچھا تُو نے کہ کب واپس آؤ گے۔

داؤد: (جذباتی ہوتے ہوئے) وہ اس لیے کیونکہ تو پہلی بار کسی لڑکی کے ساتھ اکیلا کہیں گیا تھا...... مجھے فکر تھی تیری...... تجھے آج کل کی لڑکیوں کا نہیں پتہ۔

اسد: (دانت پیس کر) وہ لڑکی بیوی تھی میری ......

داؤد: (تیزی سے) اخباریں بھری ہوئی ہیں خبروں سے کہ بیوی نے شوہر کو مار دیا۔

اسد: (غصے سے چلاتے ہوئے) روشی ایسی لڑکی نہیں ہے۔

//Cut//

Scene No # 3

وقت: دن

جگہ: اسد کا لاؤنج

کردار: روشی، بینا

روشی اور بینا بڑے اطمینان سے صوفے پر بیٹھی TV دیکھنے میں مصروف ہیں۔ وہاں روشی کی شادی کی مووی لگی ہوئی ہے۔

صوفے کے سامنے پڑی ٹیبل پر پلیٹ کیلوں اور سیبوں کے چھلکوں سے بھری ہوئی ہے اور پھلوں کی ٹوکری بالکل خالی ہے۔ اُس کے پاس پڑی ایک اور پلیٹ میں چکن کی ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں اور ایک اور پلیٹ میں ایک کیک کا خالی گول گتہ پڑا ہے۔ اور اُس کے اوپر ایک چھری پڑی ہوئی ہے۔ ایک اور پلیٹ میں نمکو کے چند آخری دانے پڑے ہوئے ہیں پھر دو آئس کریم کے باؤلز ہیں جن میں تھوڑی تھوڑی آئس کریم لگی ہوئی ہے۔

ایک پیزا ہٹ کا خالی ڈبہ بھی پڑا ہوا ہے۔

روشی اور بینا کے ہاتھوں میں جوس کے گلاس پکڑے ہوئے ہیں۔

اور روشی بے حد تشویش سے بینا سے کہہ رہی ہے۔

روشی: تم جوس کیوں نہیں پی رہی ...... پہلی بار میرے گھر آئی ہو ...... اور کچھ کھا پی نہیں رہی......؟

بینا: (بے زاری سے) بس ایسے ہی دل نہیں چاہ رہا۔

روشی: (جگ میں سے باقی جُوس اُس کے گلاس میں اُنڈیل کر)......بس یہ تھوڑا جوس لے لو......

بینا: نہیں نہیں ...... جوس بہت پیا میں نے ......

روشی: (جگ رکھتے ہوئے) کہاں پیا......؟ یاد ہے پہلے ایک جگ تم اکیلی پیا کرتی تھی ...... آج ہم دونوں نے مل کر پیا...... پھر بھی کتنی مشکل سے ختم ہوا۔

بینا: (مسکراتے ہوئے) ہاں ...... بس جب سے تمہاری شادی ہوئی ہے میری بھوک پیاس ختم ہوگئی ہے۔

روشی: (اُداسی سے) belive me بینا میرا بھی یہی حال ہے ...... کسی چیز میں دل ہی نہیں لگتا۔

بینا: تم نے اسد کو بتایا تو اُس کا ری ایکشن کیسا تھا......؟

روشی: بہت غصہ کر رہا تھا۔

بینا: تم سے جھگڑا......؟

روشی: (لاپرواہی)...... ہاں جھگڑنے کی کوشش کی۔

بینا: (چٹکی بجا کر) دیکھا میں نے تمہیں پہلے ہی کہا تھا۔

روشی: (اطمینان سے) ہاں میں نے بھی یہی کہا اُس سے کہ بینا نے مجھے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ تم یہی کرو گے۔

بینا: پھر......؟

روشی: (دوٹوک انداز میں) پھر کیا......؟ میں نے صاف صاف بتا دیا اُسے کہ میں نے سات دن بینا کے بغیر گزار لیے......اب ایک اور دن نہیں گزار سکتی۔

بینا: (مسکراتے ہوئے داد دینے والے انداز میں) ویری گڈ...... پھر......؟

//Cut//

Scene No # 4

وقت: دن

جگہ: داؤد کا آفس

کردار: داؤد، اسد

آفس ٹیبل پر سینڈوچ جوں کے توں رکھے ہیں۔ پیزا بھی پورے کا پورا پڑا ہے۔ چائے کے کپ بھی اُسی طرح بھرے ہوئے ہیں۔ اسد اور داؤد بے حد فکرمند انداز میں ٹیبل کے اطراف میں بیٹھے ہیں۔

اسد: (تلخی سے) پھر کیا......؟ میں نے صاف صاف اُسے بتا دیا کہ وہ ایک جھوٹی چالاک اور دھوکہ باز لڑکی ہے۔

داؤد: (داد دیتے ہوئے) ویری گڈ

اسد: (دوٹوک انداز میں) میں نے کہہ دیا اُس سے کہ یہ میرا گھر ہے یہاں میرا دوست تو جب چاہے آسکتا ہے......مگر اُس کی کوئی دوست کبھی نہیں۔

داؤد: (مٹھیاں بھینچ کر) زبردست...... پھر......؟

اسد: میں نے صاف صاف بتا دیا کہ اُسے میری باتیں قبول نہیں تو وہ ابھی گھر چھوڑ کر چلی جائے۔

داؤد: (یک دم مشکوک ہو کر) یہ سب تُو نے اُس سے واقعی کہا......؟

اسد: (بے ساختہ کچھ ٹھنڈا پڑ کر کھسیانے انداز میں) دل میں کہا...... اب شادی کے ساتویں دن کون سا شوہر اپنی بیوی سے یہ ساری باتیں کہتا ہے۔

داؤد: (بے حد غصے میں) تو دفع ہو جا پھر...... خوامخواہ میرا وقت ضائع کر رہا ہے۔

اسد: (دکھی ہو کر) تجھے میرے دکھ کا اندازہ نہیں ہے یار۔

داؤد: (بے ساختہ) میں نے منع کیا تھا تجھے شادی سے......

اسد: (غصے سے) ہاں ہاں کیا تھا منع...... اب چھوڑ دے یہ تکرار...... اب تو ہو گئی شادی ...... اب کوئی حل بتا مجھے۔

داؤد: میں کیا حل بتاؤں......؟

اسد: (اُداس ہو کر) تو جانتا ہے میں نے شادی کے لیے کوئی سٹینڈرڈ نہیں رکھا...... سوائے اس کے کہ لڑکی کی کوئی بیسٹ فرینڈ نہ ہو۔

داؤد: (چونک کر پھر اپنی ٹیبل کا دراز کھول کر اندر کچھ ڈھونڈتے ہوئے۔) ہیں...... کوئی اسٹینڈرڈ نہیں رکھا...... ٹھہر ایک منٹ......

اسد: (حیران ہو کر) کیا کر رہا ہے......؟

داؤد: (ایک کاغذ نکال کر اُسے پڑھتے ہوئے) تُو نے اپنے ہاتھ سے اپنی آئیڈیل بیوی کی خوبیوں کی لسٹ بنا کر دی تھی...... ہاں یہ رہی...... لڑکی کی height پانچ فٹ نو انچ سے کم نہ ہو۔

اسد: (اپنے والٹ سے ایک کاغذ نکال کر اُسے پڑھتے ہوئے) اور تیری لسٹ تو ابھی تک میرے والٹ میں پڑی ہے...... لڑکی سگھڑ سلیقہ مند ہو...... سلائی کڑھائی سے لیکر کھانا پکانے تک ہر کام آتا ہو اُسے۔

داؤد: (مسکراتے ہوئے) اُس کی رنگت ایشوریہ رائے جیسی ہو۔

اسد: (مذاق اُڑانے والے انداز میں) وہ خوش مزاج، پُر اعتماد اور باتونی ہو۔

داؤد: (بے اختیار ہنس کر) اُس کے ہونٹ انجلینا جولی جیسے ہوں۔

اسد: (کاغذ سے پڑھتے ہوئے) وہ بالکل گھریلو ہو۔

داؤد: (مذاق اُڑانے والے انداز میں) اس کی آنکھیں عتیقہ اوڈھو جیسی ہوں۔

اسد: (کاغذ تہہ کرتے ہوئے) اور اُس کی کوئی بیسٹ فرینڈ ہو جس پر وہ جان دیتی ہو۔

داؤد: (کاغذ تہہ کرتے ہوئے) اور اُس کی کوئی بیسٹ فرینڈ سرے سے ہو ہی نا۔

اسد: (بے چارگی سے) ایک چیز نہیں ہے روشی میں۔ میری اس لسٹ سے...... میں پھر بھی خوش تھا کہ چلو اُس کی کوئی بیسٹ فرینڈ تو نہیں ہے نا۔

داؤد: (بے حد تشویش سے گہرا سانس لے کر) تیری لسٹ والی چیزیں تو عقل کے اندھوں والی ہیں......مگر میری تو یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ آخر میری لسٹ والی لڑکی کہاں ہے۔

//Cut//

Scene No # 5

وقت: دن

جگہ: اسد کا گھر

کردار: اسد، روشی، بینا

روشی اور بینا لاؤنج کے بیرونی دروازے کی طرف جا رہی ہیں جب اسد بریف کیس پکڑے اندر آتا ہے۔ وہ بینا کو دیکھ کر چونکتا ہے جبکہ بینا اور روشی آپس میں معنی خیز مسکراہٹوں کا تبادلہ کرتی ہیں۔

بینا: (مسکراتے ہوئے) السلام علیکم اسد بھائی!

اسد: وعلیکم السلام!

روشی: اسد یہ بینا ہے میری بیسٹ فرینڈ......

اسد: (باقی کا جملہ اُس کے ذہن میں گونجتا ہے۔) اوہ...... (صبح ذکر ہوا اور شام کو گھر پر موجود...... مجھے اسی کا تو ڈر تھا)......؟

(پھر بمشکل مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے بینا سے کہتا ہے) تو آپ ہیں بینا...... بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر...... بہت سُنا ہے آپ کے بارے میں۔

روشی: (معنی خیز انداز میں روشی کہتی ہے۔ اسد کو دیکھتے ہوئے) اور بہت "سنایا" بھی ہے تمہارے بارے میں۔

بینا: (مسکراتے ہوئے) مجھے بھی بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر...... ویسے مجھے ہر ایک سے مل کر خوشی ہوتی ہے۔

اسد: (قدرے بڑبڑا کر) کاش ہر ایک کو بھی آپ سے مل کر خوشی ہوتی۔

بینا: (چونک کر) جی......؟

اسد: (یک دم مُسکرا کر) جی...... آپ بیٹھیں نا...... اتنی جلدی جا رہی ہیں۔

بینا: (گھڑی دیکھ کر) ہاں جا تو جلدی ہی رہی ہوں۔

اسد: (بے حد اخلاق سے) آئیں میں آپ کو ڈراپ کر دوں......

بینا: (چونک کر) کہاں......؟

اسد: (روشی اور بینا کو باری باری دیکھ کر) آپ کے گھر......کیا آپ کی گاڑی آ رہی ہے......؟

بینا: (روشی کی طرف دیکھ کر ہنستی) اب ساتھ والے گھر جانے کے لیے میں ڈرائیور اور گاڑی منگوایا کروں۔

اسد: (گڑبڑا کر) کیا مطلب......؟

روشی: (مسکراتے ہوئے) بینا ہماری بائیں جانب والے گھر میں رہتی ہے۔

اسد: (جیسے کرنٹ کھاتا ہے۔ اٹک کر) کیا......؟ کب سے......؟ وہاں تو ہمدانی صاحب رہتے تھے۔

بینا: (کندھے اُچکا کر جاتے ہوئے) رہتے ہوں گے......اب تو ہم لوگ رہتے ہیں......تین دن پہلے ہی شفٹ ہوئے ہیں......اچھا میں چلتی ہوں......رات کو ملتے ہیں......بائے

روشی: (پیار سے بینا کو جاتے دیکھ کر) بائے......

روشی: (اسد ہکا بکا اُسے جاتا دیکھ رہا ہے) تُم کو کیا ہوا......؟

اسد: (بے حد نروس) تم نے مجھے نہیں بتایا کہ تمہاری بیسٹ فرینڈ ہمارے گھر کے بائیں طرف رہتی ہے۔

روشی: (بڑے تیکھے انداز میں کہہ کر اندر چلی جاتی ہے۔ اسد ایک نظر اُس کو دیکھتا ہے اور ایک نظر بیرونی دروازے کو اُس کے چہرے پر بے بسی ہے۔) تم نے مجھے بتایا کہ تمہارا بیسٹ فرینڈ ہمارے گھر کے دائیں طرف رہتا ہے۔

//Cut//

Scene No # 6

وقت: شام

جگہ: اسد کا بیڈ روم

کردار: اسد، روشی

روشی کمرے میں صوفے پر ایک میگزین لیے بیٹھی ہے۔ جب اسد اپنا بریف کیس لیے اندر داخل ہوتا ہے۔ وہ بریف کیس رکھتے ہوئے کہتا ہے۔

اسد: میری سمجھ میں نہیں آ رہا کہ تم ایک معمولی دوست کی خاطر اپنا موڈ کیوں خراب کر رہی ہو......؟

روشی: (بے حد ناراض ہو کر) اوّل تو میری معمولی دوست نہیں میری بیسٹ فرینڈ ہے...... اور دوسری بات یہ ہے کہ موڈ میرا نہیں تمہارا خراب ہوتا ہے...... آخر تمہیں کسی کی بیسٹ فرینڈ سے تکلیف کیا ہے۔

اسد: (بے حد تحمل سے) تمہیں اندازہ نہیں ہے کہ ان بیسٹ فرینڈز کی وجہ سے کتنے مسئلے پیدا ہوتے ہیں......

روشی: (تیکھے انداز میں) مثلاً......؟

اسد: (سمجھاتے ہوئے) میری ممی اور پاپا کے درمیان ہونے والے 80 فیصد جھگڑے ممی کی فرینڈز کی وجہ سے ہوتے تھے۔ تمہارے پاپا نے بھی کوئی اسی طرح کی احمقانہ شرط رکھ دی ہو گی۔

اسد: میرے پاپا نے مجھ سے بس یہ کہا تھا بیٹا کبھی اُس لڑکی سے شادی مت کرنا جس کی کوئی بیسٹ فرینڈ ہو۔

روشی: (غصے سے) تمہاری بات کی وجہ سے مجھے بینا کو شادی سے پہلے تم سے چھپانا پڑا...... میری شادی پر بھی وہ مہمانوں کی طرح آ کر شرکت کر کے چلی گئی......اور یہ صرف تمہاری وجہ سے ہوا۔

اسد: (ناراض ہو) میری وجہ سے...... مجھے تو اگر شک بھی ہو جاتا کہ تم اور وہ......(اٹکتا ہے) کہ وہ اور تم......

روشی: (تلخی سے) ہاں بولو رک کیوں گئے......کیا......؟ کہو کہو......؟

اسد: (یک دم ٹون بدل کر) کچھ نہیں......کھانا لگاؤ......بھوک لگ رہی ہے۔

روشی: (آرام سے میگزین کی طرف متوجہ ہو کر) کچھ نہیں بنایا آج میں نے......

اسد: (ناراض ہو کر) کیوں......؟

روشی: (برا مان کر) دیکھا نہیں بینا آئی ہوئی تھی......اُس کے پاس بیٹھتی یا کھانا بناتی میں۔

(اسد اُس کو گھورتے ہوئے بے حد غصے میں واش روم میں اپنی ٹائی کھولتے ہوئے چلا جاتا ہے)

//Cut//

Scene No # 7

وقت: رات

جگہ: اسد کا بیڈروم

کردار: اسد، روشی

کمرے میں نیم تاریکی ہے۔ اسد گہری نیند میں کمبل لیے بیڈ پر لیٹا ہوا ہے۔ جبکہ بیڈ کے دوسرے سرے پر روشی کراؤن سے ٹیک لگائے سیل فون کان سے لگائے مدھم آواز میں باتوں میں مصروف ہے۔

اسد نیند میں اُس کی آواز سے ڈسٹرب ہوتا ہے اور آنکھیں کھول کر کروٹ لیتے ہوئے اُس سے پوچھتا ہے۔

اسد: رات کے دو بجے کس کا فون ہے؟

روشی: بینا کا ...... ہم لوگ شادی سے پہلے اسی وقت ایک دوسرے کو فون کرتی تھیں۔

اسد: (طنزیہ انداز میں) اور وہ جو سارا دن کالز ہوتی ہیں۔

روشی: (اسد سے بات کرتے کرتے دوبارہ بینا سے بات کرنے لگتی ہے۔) تو وہ تو دن کی کالز ہوتی ہیں ...... سو جاؤ تم ...... ہاں ہاں اسد ہی ہے تم نے صحیح کہا تھا ...... اب کالز پر بھی اعتراض کر رہا ہے۔ (اسد اُس کے جملے پر بے اختیار دانت پیستا ہے اور کروٹ لے کر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ روشی اب دوبارہ بات کر رہی ہے۔ اسد یک دم اُٹھ کر واش روم میں چلا جاتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 8

وقت: رات

جگہ: واش روم، داؤد کا بیڈروم

کردار: اسد، داؤد

اسد بے حد غصے کے عالم میں باتھ ٹب کے کنارے پر بیٹھا ہوا سیل فون کان سے لگائے بات کر رہا ہے۔

اسد: میری تو سمجھ میں نہیں آتا کون سی باتیں کرتی ہوتی ہیں انہیں رات کے دو، دو بجے ......

داؤد: (جماہی لے کر) ہاں ...... آ ......

اسد: میں تو اس فون سے تنگ آ گیا ہوں ...... جب سے میری شادی ہوئی ہے 24 گھنٹے

میرے گھر کا فون انگیج ملتا ہے۔

داؤد: (یک دم تشویش سے) دیکھنا کتنا بل آئے گا۔

اسد: (یک دم بھڑک کر) بھاڑ میں گیا بل...... میں آفس میں جا کر اپنی بیوی سے بات کرنے کو ترس گیا ہوں......

داؤد: (یک دم غصے میں آ کر) اتنا ترس گئے ہو تو میرا دماغ کیوں کھا رہے ہو...... بیوی کا جا کر کھاؤ۔

اسد: (جتاتے ہوئے) تم میرے بیسٹ فرینڈ ہو۔

داؤد: (جل کر) جس سے تم نے شادی کرتے وقت مشورہ تک نہیں کیا۔

اسد: (اپنی بات جاری رکھتے ہوئے) 24 گھنٹے اس گھر میں یا تو بینا کا ذکر ہوتا ہے یا پھر وہ خود موجود ہوتی ہے......اور یہ نہ ہو تو پھر اس سے فون پر بات ہو رہی ہے۔

داؤد: (جماہی لیتے ہوئے بے زاری سے) سونے دے یار...... صبح آفس جانا ہے۔

اسد: (بے حد غصے میں آ کر) تجھے سونے کی پڑی ہے...... آفس کی پڑی ہے...... بینا اور روشی کو دیکھ...... جو ساری ساری رات باتیں کرتی رہتی ہیں۔

داؤد: طعنے دینے کی ضرورت نہیں ہے...... مرد باتیں نہیں کرتے سو جا صبح ڈھیروں کام کرنے ہیں تجھے...... گڈ نائٹ۔

(کہہ کر فون بند کر دیتا ہے۔ اسد بے حد جھنجھلاہٹ سے فون کو دیکھتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 9

وقت: دن

جگہ: پارک

کردار: اسد، روشی، بینا، داؤد

اسد، روشی اور بینا کے ساتھ ٹریک پر جاگنگ کرتے ہوئے یک دم ہانپتے ہوئے رُکتا ہے۔ اُسے رکتے دیکھ کر روشی اور بینا بھی رُک جاتی ہیں۔

روشی: کیا ہوا......؟

اسد: (اسد بے حد پھولے ہوئے سانس کے ساتھ بمشکل کہتا ہے) بس...... میں...... میں اب بیٹھوں گا......

روشی: اتنی جلدی......؟

بینا: ابھی تو ٹریک کا ایک چکر بھی پورا نہیں ہوا......

اسد: (ایک بینچ کی طرف جاتے ہوئے) نہیں بس......

بینا: (روشی سے) دیکھا...... کہا تھا نا...... مت لاؤ ساتھ...... اسد بھائی کہاں جاگنگ کر سکتے ہیں۔

(اسد اُس کی بات پر تلملاتا ہے مگر اُس کا سانس اتنا پھولا ہوا ہے کہ وہ بات نہیں کر پا رہا اور بینچ پر جا کر بیٹھ جاتا ہے۔

روشی: (روشی بے نیازی سے کہتے ہوئے بینا کے ساتھ ٹریک پر دوبارہ جاگنگ شروع کر دیتی ہے) ضد کر رہا تھا...... اچھا ہوا اب پتہ چلا اُسے...... چلو...... ہم تو چلتے ہیں ......تم بیٹھو اسد...... پانی وغیرہ پیئو...... (اسد بے حد غصے میں اپنا سانس بحال کرتا ہوا بینچ پر بیٹھ کر اپنا موبائل نکالتا ہے اور داؤد کو کال کرتا ہے۔)

داؤد: ہیلو......

اسد: ہیلو داؤد!

داؤد: (حیران ہوتے ہوئے) تُو کہاں سے بول رہا ہے......؟ سانس کیوں پھولا ہوا ہے تیرا......؟

اسد: (کراہتے ہوئے) میں جاگنگ ٹریک پر ہوں۔

داؤد: (چونکتا ہے) کس لیے......؟

اسد: (بمشکل بولتا ہے) روشی کے...... کے ساتھ...... آیا...... تھا......

داؤد: مگر کیوں......؟

اسد: (بمشکل کمر پکڑے ہوئے)...... روز بینا کو لے کر آتی ہے یہاں...... میں نے کہا ...... میں خود جاؤں گا تمہارے ساتھ جاگنگ کرنے......

(بے اختیار کراہتا ہے) ہائے......

داؤد: (بے حد پریشان ہو کر) کیا ہوا......؟

اسد: میری کمر میں درد ہو رہا ہے۔

داؤد: (بے حد غصے اور پریشانی میں فون کان سے لگائے اپنی شرٹ پہنتے ہوئے) تجھے کس نے کہا تھا منہ اُٹھا کر اس عمر میں جاگنگ کرنے نکل پڑ......

اسد: (کراہتے ہوئے) مجھے کیا پتہ تھا...... دس منٹ کے بعد میری یہ حالت ہو جائے گی۔

داؤد: (بے حد تشویش سے جلدی جلدی اپنی شرٹ تبدیل کرتے ہوئے) اب بیٹھا رہ ادھر ہی...... ہلنا مت...... میں آتا ہوں۔

اسد: (کراہتے ہوئے دور بھاگتی روشی اور بینا کو دیکھتا ہے) تو فکر مت کر...... ہلنے والی حالت ہے بھی نہیں میری...... گرم پانی کی بوتل ساتھ لے کر آنا...... ہائے......

//Cut//

Scene No # 10

وقت: دن

جگہ: اسد کا پورچ

کردار: داؤد، بینا

بینا ایک چھوٹی ٹرے میں کھانا رکھ کر اسد کے لاؤنج کے دروازے سے باہر نکل رہی ہے جبکہ داؤد ایک ٹرے میں کھانے کے خالی برتن لیے اندر جا رہا ہے جب دونوں کا آمنا سامنا ہوتا ہے۔

داؤد: (قدرے گڑبڑا کر) السلام علیکم!

بینا: (اوپر سے نیچے تک اُس کا جائزہ لیتے ہوئے) وعلیکم السلام!

داؤد: یہ...... میں برتن دینے آیا تھا۔

بینا: (بے ساختہ) اور میں کھانا لینے آئی تھی۔

داؤد: (قدرے شرمندہ انداز میں وضاحت پیش کرتے ہوئے برتنوں کو دیکھ کر) میرا کک ذرا بیمار تھا آج کل...... اس لئے......

بینا: (بے حد ڈھٹائی سے) خیر میرا کک تو بالکل ٹھیک ہے...... مگر میں پھر بھی کھانا یہیں سے لے جاتی ہوں۔

داؤد: (یک دم مسکرا کر اندازہ لگاتا ہے) شاید...... آپ ہی بینا ہیں۔

بینا: (تیکھے انداز میں اطمینان سے) جی...... اور یقیناً آپ داؤد ہیں۔

داؤد: (مسکرا کر معنی خیز انداز میں) جی...... اسد سے آپ کے بارے میں بہت سنا تھا۔

بینا: (معنی خیز انداز میں اپنے لفظوں پر زور دے کر) اور میں نے بھی روشی سے آپ کے بارے میں ''بہت'' سنا ہے۔

داؤد: (اوپر سے نیچے تک دیکھ کر سوچتے ہوئے) میں تو پتہ نہیں کیا سمجھتا رہا مگر آپ تو...... اچھی خاصی مناسب اور نارمل لڑکی ہیں۔

بینا: (سوچتے ہوئے) اور آپ بھی ٹھیک ٹھاک ہی ہیں۔

داؤد: (یک دم مسکرا کر) مجھے کہنا تو نہیں چاہیے ...... مگر مجھے آپ سے ملنے کی بہت خواہش تھی۔

بینا: (یک دم مشکوک ہو کر) اگر یہ مذاق تھا تو مجھے اس پر بالکل ہنسی نہیں آئی۔

داؤد: (مسکرا کر اطمینان سے) وہ تو خیر میرے کسی مذاق پر کسی کو بھی نہیں آتی۔

بینا: (سنجیدہ) مجھے ضرور آتی ...... کیونکہ میں ہر مذاق پر ہنسنے والوں میں سے ہوں ......

داؤد: (یک دم قہقہہ لگاتا ہے) ...... میں بھی

بینا: (بے حد سنجیدہ) یہ بہرحال مذاق نہیں تھا

داؤد: (وہ بھی سنجیدہ اور کھسیانا ہو جاتا ہے) سوری ...... میں سمجھا مذاق تھا ......

بینا: (ملامت بھرے انداز میں) روشی ٹھیک ہی کہتی تھی۔

داؤد: (چونکتا ہے) کیا ......؟

بینا: کچھ نہیں ...... (کہتے ہوئے جاتی ہے۔ داؤد مڑ کر اس کو دیکھتا رہتا ہے)

//Cut//

Scene No # 11

وقت: رات

جگہ: کچن

کردار: اسد، روشی

اسد فریج کھولے اندر سے کچھ تلاش کر رہا ہے جب روشی اندر داخل ہوتی ہے۔

روشی: کیا ڈھونڈ رہے ہو......؟

اسد: تم نے پیزا بیک کیا تھا وہ کہاں ہے؟

روشی: وہ تو بینا لے گئی ...... تمہیں تو پتہ ہے اُسے پیزا کتنا پسند ہے۔

اسد: (اسد بے حد غصے سے فریج کا دروازہ بند کرتا ہے۔) میں نے تمہیں کہہ کر وہ پیزا بیک کروایا تھا۔

روشی: (آرام سے) مگر میں نے پیزا بیک کرنا اُس کے لیے سیکھا تھا۔

اسد: (غصے سے) تمہارا بس چلے تو اس گھر کی ہر چیز اُٹھا کر تم اسے دے دو۔

روشی: (ترکی بہ ترکی) اور تمہارا بس چلے تو تم اس گھر کی ہر چیز اُٹھا کر داؤد کو دے دو۔

اسد: (چلا کر) داؤد خود دار انسان ہے...... وہ تمہاری دوست کی طرح کمینہ نہیں ہے......

روشی: (بے حد غصے سے) کون سی کمینگی دکھائی ہے میری دوست نے۔

اسد: (نقل اُتارتے ہوئے) بینا یہ پیزا لے جاؤ...... یہ نوڈلز بھجوا دوں بینا کو...... یہ سوپ بڑا پسند ہے بینا کو...... غلام علی یہ آئس کریم دے آؤ بینا کو...... کیک بیک کیا ہے ذرا بینا کو چیک کروا آؤں۔

روشی: (روشی آرام سے فریج کھول کر کچھ ڈھونڈنے لگتی ہے) یہ کیک کدھر ہے؟

اسد: (یک دم چونک کر مدھم آواز میں) کون سا کیک......؟

روشی: جو تم رات کو لائے تھے...... چاکلیٹ fudge

اسد: (یک دم مسکرا کر میٹھی آواز میں) وہ داؤد کو بھجوا دیا...... اُسے چاکلیٹ fudge بہت پسند ہے......

روشی: (طنزیہ انداز میں) مگر داؤد تو ایک بہت ہی خود دار انسان تھا۔

اسد: (یک دم موضوع بدل کر) چلو باہر چلتے ہیں۔

//Cut//

Scene No # 12

وقت: شام

جگہ: اسد کا لاؤنج

کردار: اسد، روشی، بینا

روشی بینا کے ساتھ چلتے ہوئے لاؤنج کے دروازے کی طرف جا رہی ہے۔ بینا کے بازو پر ہینگر میں روشی کا ایک بہت خوبصورت سوٹ لٹکا ہوا ہے۔

تبھی اسد بریف کیس پکڑے اندر آتا ہے

بینا: (چونک کر) ارے اسد بھائی تو آج بہت جلدی آ گئے۔

روشی: (حیران ہوتے ہوئے جبکہ اسد کی مسکراہٹ بینا کے بازو پر لٹکے سوٹ کو دیکھ کر غائب ہو جاتی ہے۔) ہاں اسد آج کیسے جلدی آ گئے......؟

اسد: ہاں بس کچھ طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔

روشی: (چونک کر) ارے کیا ہوا......؟

بینا: کہیں اسد بھائی رات کو جاگنگ کے لیے تو نہیں چلے گئے تھے...... (بینا کہتی ہے

(بینا اور روشی بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنستی ہیں اسد کا موڈ بے حد آف ہو جاتا ہے۔)
اور پچھلی بار بھی پورا ایک ہفتہ کمر پکڑ کر لیٹے رہے تھے۔

بینا: (جبکہ بینا اطمینان سے کہتے ہوئے جاتی ہے) اچھا روشی میں چلتی ہوں ...... ابھی تیار ہونے میں بھی ٹائم لگے گا۔

روشی: (اسے باہر روانہ کرتے ہوئے) ہائے ......

اسد: (ناراضی سے) یہ سوٹ کس لیے لے کر گئی ہے؟

روشی: (کندھے اُچکا کر) ظاہر ہے پہننے کے لیے۔

اسد: (بے حد غصے سے) فار گاڈ سیک ...... یہ میں نے ہنی مون پر دلوایا تھا تمہیں اور تم نے ایک بار بھی نہیں پہنا اُسے۔

روشی: تو پھر......؟

اسد: (غصے سے) تو پھر یہ کہ کچھ میرے ہی جذبات کا خیال کرلو...... میں نے اتنی چاہت سے تمہیں ایک سوٹ لے کر دیا......اور تم نے جھٹ اپنی دوست کو پکڑا دیا۔

روشی: (ناراض ہو کر) پہننے کے لیے لے کر گئی ہے...... ہمیشہ کے لیے نہیں لے کر گئی۔

اسد: (اس سے پہلے کہ کچھ اور کہتا داؤد ایک شاپنگ بیگ ہاتھ میں پکڑے اندر آتا ہے۔) میری بلا سے مجھے زہر لگتی ہیں وہ بیویاں جو اپنے شوہروں کے تحفے دوستوں کو استعمال کے لیے دیتی ہیں......

داؤد: کیا ہوا یار......؟ جھگڑا ہو رہا ہے کیا......؟

اسد: (مسکرانے کی کوشش کرتے ہوئے) نہیں ...... نہیں بس ایسے ہی ...... تم کیسے آگئے......؟

داؤد: (شاپر دیتے ہوئے) وہ میں یہ تمہاری شرٹ واپس دینے آیا تھا۔

اسد: (پکڑتے ہوئے) ارے......اتنی جلدی......ابھی رکھتے......

داؤد: (روشی تیکھی نظروں سے اُسے دیکھتی ہے۔ مسکراتے ہوئے روشنی کو دیکھ کر) نہیں...... اب اس ویک اینڈ پر وہ بلو والی لوں گا...... جو بھابھی نے تمہاری برتھ ڈے پر دی تھی......

اسد: (بے حد مسکرا کر) Anytime yaar......بیٹھو کہاں جا رہے ہو......؟

داؤد: (تیزی سے) پھر کبھی......ابھی جلدی میں ہوں...... خدا حافظ بھابھی۔

(کہتے ہوئے تیزی سے جاتا ہے اسد اب کچھ کھسیانا ہو کر وہ شاپنگ بیگ صوفے پہ اپنے بریف کیس کے ساتھ رکھتا ہے۔)

روشی: (روشی بے حد غصے کے عالم میں کہتی ہے) مجھے زہر لگتے ہیں وہ شوہر جو بیویوں کے تحفے اپنے دوستوں کو استعمال کے لیے دیتے ہیں۔

(کہتے ہوئے وہاں سے جاتی ہے۔ اسد بڑے کھسیانے انداز میں اپنا سر کھجاتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 13

وقت: دن

جگہ: سڑک

کردار: اسد، داؤد

اسد اور داؤد گاڑی میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسد گاڑی ڈرائیو کر رہا ہے اور ساتھ غصے میں باتیں کر رہا ہے۔

اسد: دیکھا کس طرح بے وقوف بنایا مجھے ...... مجھے خبر تک نہیں ہونے دی اور دوست کو ساتھ والے گھر میں لے آئی۔

داؤد: میں تو پہلے ہی کہہ رہا تھا تمہیں کہ......

اسد: (بات کاٹ کر) اور دوست ایسی کہ سارا سارا دن میرے گھر بیٹھی رہتی ہے۔

داؤد: (شکوہ والے انداز میں) اور ایک تم ہو کہ تمہیں میرا خیال ہی نہیں آتا۔

اسد: (جھنجھلاتا ہے) تمہیں اپنی پڑی ہے...... میں کس مصیبت میں پھنس گیا ہوں اُس کا احساس ہی نہیں۔

داؤد: (غصے سے) مجھے احساس نہیں ہوگا تو کیا تمہاری بیوی کو احساس ہوگا......؟

اسد: (تلخی سے) اب بار بار بیوی کے طعنے دینے کی ضرورت نہیں ...... پہلے ہی روشی نے تمہارے طعنے دے دے کر میرا دماغ خراب کر دیا ہے۔

داؤد: (تیز آواز میں) دیکھا ...... دیکھا ...... میں نے کہا تھا نا وہ جلتی ہے مجھ سے...... ہماری دوستی سے۔

اسد: (سر پکڑ کر) اس وقت مجھے صرف یہ بتاؤ کہ میں کروں کیا۔

داؤد: (غصے سے) تم صاف صاف بتا دو اُسے کہ تم یہ سب برداشت نہیں کرو گے......

//Cut//

Scene No # 14 (A)

وقت: دن

جگہ: اسد کا بیڈروم

کردار: اسد، روشی

روشی اور اسد آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ روشی بے حد لاپرواہی سے اسد سے کہہ رہی ہے۔

روشی: (کندھے اُچکا کر) تم برداشت نہیں کر سکتے تو مت کرو۔

اسد: (دوٹوک انداز میں ڈرامائی سٹائل سے) تمہیں میرے اور بینا میں سے کسی ایک کو چننا پڑے گا۔

//Inter Cut//

Scene No # 15 (A)

وقت: دن

جگہ: اسد کا آفس

کردار: اسد، داؤد

اسد اور داؤد ایک دوسرے کے سامنے ٹیبل کے اطراف بیٹھے ہیں۔ داؤد بے حد خوشی سے کہہ رہا ہے۔

داؤد: بھابھی کے تو ہوش ٹھکانے آگئے ہوں گے یہ سن کر...... انہوں نے بھی سوچا ہوگا کہ اسد تو آج کسی اور ہی رنگ میں نظر آرہا ہے...... کہا ہوگا تم سے کہ اسد میں تمہارے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی۔

//Inter Cut//

Scene No # 14 (B)

وقت: دن

جگہ: اسد کا بیڈروم

کردار: اسد، روشی

اسد اور روشی آمنے سامنے کھڑے ہیں۔ روشی بے حد سنجیدگی سے کہہ رہی ہے۔

روشی: (کندھے اُچکا کر) میں تو بینا کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتی...... اُسے چھوڑنے کا سوال

ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اسد: یہ بات ہے تو پھر میں تمہیں طلاق دے دوں گا......

//Inter Cut//

Scene No # 15 (B)

وقت: دن

جگہ: اسد کا آفس

کردار: اسد، داؤد

داؤد اسد کے کندھے کو تھپک رہا ہے اور بے حد جوش کے عالم میں کہتا ہے۔

داؤد: یہ ہوئی نامردوں والی بات ...... بھابھی نے تو رونا شروع کر دیا ہوگا ...... ہاتھ جوڑنے شروع کر دیئے ہوں گے تمہارے سامنے ...... کہ سرتاج خدا کے لیے مجھے طلاق مت دیجیے گا......

//Inter Cut//

Scene No # 14 (C)

وقت: دن

جگہ: اسد کا بیڈروم

کردار: اسد، روشی

روشی بے حد غصے کے عالم میں اسد سے کہہ رہی ہے۔

روشی: (وہ کہتے ہوئے تیزی سے ڈائننگ روم میں جاتی ہے۔) مجھے ابھی اور اسی وقت طلاق دو...... ابھی ...... اور اسی وقت......

اسد: (منتیں کرتا پیچھے جاتا ہے) روشی ...... روشی پلیز میری بات تو سنو......

روشی: (ڈائننگ روم سے سوٹ کیس نکالتے ہوئے) بینا نے پہلے ہی بتا دیا تھا کہ تم یہی کرو گے میرے ساتھ ...... میں نے اسی لیے بیگ پیک کر کے رکھا تھا......

اسد: (مزید گھبراتا ہے اور سوٹ کیس پکڑنے کی کوشش کرتا ہے) پلیز ...... مجھے معاف کر دو ...... پلیز ...... میں نے غلطی سے یہ سب کہہ دیا۔

روشی: نہیں ...... اب میں ایک منٹ کے لیے یہاں نہیں رکوں گی ...... بینا نے صحیح کہا تھا ...... سارے شوہر ایک جیسے ہوتے ہیں ...... خودغرض، ظالم، کنجوس اور تنگ نظر......

اسد: (تقریباً رونے والے انداز میں) دیکھو مت جاؤ ...... پلیز ...... یہ تمہارا گھر ہے

......میں چلا جاتا ہوں ......مگر تم مت جاؤ۔

//Cut//

Scene No # 15 (C)

وقت: دن

جگہ: اسد کا آفس

کردار: اسد، داؤد

داؤد بے حد غصے سے اسد سے کہہ رہا ہے اس کے ایک کندھے پر ہاتھ مار کر کہتا ہے۔

داؤد: ابے جانے دیتا نا ...... کیا قیامت ٹوٹ پڑتی ...... چار دن میکے جا کر بیٹھتی تو تمہاری قدر محسوس ہوتی ......رو رو کر فون کرنا تھا اُس نے تمہیں۔

اسد: (تلخی سے) کون سے میکے جا کر بیٹھنا تھا اُس نے ......؟ میرے گھر سے نکل کر سیدھا بینا کے گھر جانا تھا......اور پھر دونوں نے مجاجن دیکھنے سینما چلے جانا تھا۔

داؤد: (چونک کر) تجھے کیسے پتہ......؟

اسد: مجھے خود بتایا اُس نے اپنے پروگرام کا۔

داؤد: (یک دم سنجیدہ ہو کر) مووی اچھی تھی ویسے یار۔

اسد: بکواس بند کر...... میری زندگی اور موت کا مسئلہ بنا ہوا ہے اور تجھے فلم کی پڑی ہے۔

داؤد: تو ایک کام کر

اسد: کیا......؟

داؤد: بینا کو کہیں جاب دلوا دے۔

اسد: کیا مطلب......؟

داؤد: (سنجیدہ انداز میں) کہیں جاب کرے گی تو تیرے گھر کم آئے گی......

اسد: (مسکرا کر جوش سے) آئیڈیا برا نہیں ہے...... اُسے واقعی کہیں جاب کر لینی چاہیے۔

//Cut//

Scene No # 16

وقت: دن

جگہ: اسد کا لاؤنج

کردار: اسد، روشی، بینا

تینوں صوفوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ بینا بے حد ہکا بکا انداز میں کہتی ہے۔

بینا: جاب......؟

روشی: جاب......؟

بینا: کیسی جاب......؟

اسد: (وہ بظاہر مسکراتے ہوئے خلوص سے کہتا ہے اور بریکٹس والا جملہ٭ دل میں دانت پیستے ہوئے کہتا ہے) کوئی بھی جاب (جس میں تم صبح سے شام تک میری بیوی کو اپنی شکل نہ دکھاؤ)

بینا: (تیکھے انداز میں) پر اسد بھائی میں جاب کیوں کروں گی......؟

روشی: (ناراض ہو کر) ہاں بالکل بینا کو جاب کی کیا ضرورت ہے۔

اسد: (مسکراتے ہوئے) ضرورت تو نہیں ہے......مگر گھر بیٹھ کر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

بینا: (تیز آواز میں) کون وقت ضائع کرتا ہے......؟ میرے پاس تو ایک منٹ فالتو نہیں ہوتا۔

روشی: (سر جھٹک کر) بالکل

اسد: نہیں میرا مطلب ہے بے کار کی سرگرمیوں میں وقت ضائع......

روشی: (بات کاٹ کر یک دم غصے میں وہ اُٹھ کھڑی ہوتی ہے) وہ سوتی ہے، TV دیکھتی ہے۔فون پر باتیں کرتی ہے......اور میرے پاس آتی ہے......ان میں سے بے کار سرگرمی کس کو کہا تم نے......؟

اسد: (یک دم گڑبڑا کر) نہیں میرا مطلب ہے بینا جاب کرے گی تو وہ کتنے روپے کما سکتی ہے۔

بینا: (مذاق اُڑانے والے انداز میں) اچھا...... پھر ایک لاکھ روپے pay والی جاب ڈھونڈھ کر دیں......جس کے ساتھ گھر بھی ملے اور شوفر ڈریون کار بھی۔

(اسد بے چارگی سے اُسے دیکھتا رہتا ہے)

//Cut//

Scene No # 17 (A)

وقت: دن

جگہ: اسد کا آفس

اسد، داؤد

کردار:

اسد اور داؤد بے حد تشویش کے عالم میں آفس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔

اسد: اب ایک گریجویٹ لڑکی کو میں اس طرح کی جاب کہاں سے دلواؤں ...... وہ کہتی ہے بندہ کام کرے تو اچھا کرے ورنہ گھر بیٹھے

داؤد: (بے حد متاثر ہوتے ہوئے) بات تو ٹھیک ہے ......

اسد: (یک دم ناراض ہو کر) کیا مطلب ......؟

داؤد: اچھا تم ایسا کرو کہ اُسے کہو وہ آگے تعلیم حاصل کرنا شروع کر دے۔

اسد: (بے چارگی سے) اُسے کوئی دلچسپی نہیں ہے پڑھنے میں ...... روشی بتا رہی تھی کہ اُس نے بمشکل روتے دھوتے گریجویشن کی ہے۔

داؤد: (سوچ کر) اچھا تو تم اُس سے کہو کوئی کورس کر لے۔

//Inter Cut//

Scene No # 18

وقت: دن

جگہ: اسد کا لاؤنج

کردار: اسد، روشی، بینا

بینا، روشی اور اسد بیٹھے ہوئے ہیں۔ بینا بے حد روانی سے اپنی انگلیوں پر مختلف کورسز کے کام گنوا رہی ہے۔

بینا: پینٹنگ، گلاس پینٹنگ، فیبرک پینٹنگ، انٹریئر ڈیزائننگ، کٹنگ، سٹیچنگ، سیونگ، کوکنگ، بیکنگ، فلاور میکنگ، کینڈل میکنگ، بیوٹیشن ...... ہر طرح کا کورس کیا ہوا ہے میں نے بلکہ چھ چھ ماہ کے ڈپلومے لیے ہوئے ہیں آپ کس کورس کی بات کر رہے ہیں ......؟ (اسد بے چارگی سے ماتھے سے پسینہ پونچھتے ہوئے باری باری اُس کو اور روشی کو دیکھتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 17 (B)

وقت: دن

جگہ: اسد کا آفس

کردار: اسد، داؤد

اسد اور داؤد آفس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسد بے حد پریشان جبکہ داؤد یک دم بے حد مرعوب نظر آرہا ہے۔ وہ بے ساختہ کہتا ہے۔

داؤد: Wow!......

اسد: (ناراض ہوکر) What?

داؤد: (گڑبڑا کر) کچھ نہیں...... مجھے اندازہ ہی نہیں تھا کہ بھابھی کی بیسٹ فرینڈ اتنی ٹیلنٹڈ ہے۔

اسد: (تلخی سے) میں یہاں تم سے بینا کی تعریفیں سننے آیا ہوں...... یہ پوچھنے آیا ہوں کہ اب میں کیا کروں۔

داؤد: (بے ساختہ) تم ایسا کرو اُس کی شادی کروادو۔

//Cut//

Scene No # 19

وقت: رات

جگہ: اسد کا بیڈروم

کردار: اسد، روشی

دونوں صوفہ پر بیٹھے TV دیکھ رہے ہیں جب روشی بے یقینی سے اسد سے کہتی ہے۔

روشی: کیا......؟

اسد: (سنجیدہ انداز میں) ہاں...... اب بینا کی شادی ہوجانی چاہیے۔

روشی: (مشکوک انداز میں) لیکن تمہیں اس کا خیال کیوں آیا......؟

اسد: (بڑے تحمل سے) آخر وہ تمہاری بیسٹ فرینڈ ہے اور میں تو تم سے منسلک ہر چیز کا خیال رکھتا ہوں۔

روشی: (یک دم متاثر ہوکر) تم کتنے اچھے، کتنے رحم دل، کتنے sincere ہو اسد...... اور میں...... میں تمہیں کیا سمجھتی رہی۔

اسد: (سنجیدہ انداز میں مسکرا کر) میں جانتا ہوں...... تم سمجھتی ہو کہ میں بینا سے خار کھاتا ہوں

روشی: (بے ساختہ) ہاں......

اسد: (بے حد متاثر کن انداز میں دھیمے انداز میں مسکراتے ہوئے روشی کی آنکھوں میں

جیسے خوشی کے آنسو آجاتے ہیں۔) حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں ...... وہ ایک بہت اچھی لڑکی ہے...... جس آدمی سے بھی اُس کی شادی ہوگی وہ بہت خوش قسمت ہوگا، آج کل ایسی لڑکیاں ملتی کہاں ہیں ...... تم دیکھنا میں اس کے لیے کتنا اچھا رشتہ ڈھونڈوں گا۔

روشی: (بے ساختہ) ڈھونڈنے کی کیا ضرورت ہے...... سامنے تو ہے......

اسد: (چونک کر) بینا کو کوئی پسند ہے کیا؟

روشی: ہاں......

اسد: (بے حد خوش ہوکر) ارے واہ...... یہ تو اور بھی اچھی بات ہے......کون ہے وہ......؟

روشی: داوٗد......

اسد: (یک دم اُٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے) What?...... خبردار میرے دوست کا نام لیا۔

روشی: (حیران ہوکر) کیوں......؟ کیا ہوا......؟

اسد: (بلند آواز میں) میں تمہیں شکل سے احمق لگتا ہوں کہ میں اپنے بیسٹ فرینڈ کی شادی کرواؤں......؟

روشی: (حیرانی سے) کیوں اس میں کیا خرابی ہے......؟

اسد: (غصے سے) میرے دوست نے ایسا کوئی گناہ نہیں کیا کہ بینا جیسا ڈھول میں اُس کے گلے میں ڈال دوں......

روشی: (غصے سے) ڈھول...... میری دوست کو ڈھول کہا تم نے......؟

اسد: ہاں...... ہاں...... وہ ڈھول، ڈرم، باجہ...... سب کچھ ہے۔

روشی: (بمشکل بولتے ہوئے) اور ابھی ...... ابھی جو تم اُس کے قصیدے پڑھ رہے تھے۔

اسد: (بے حد غصے میں انگلی اُٹھا کر کہتے ہوئے جاتا ہے) جھوٹ بول رہا تھا میں...... لیکن خبردار میرے اکلوتے بیسٹ فرینڈ کی طرف دیکھا بھی تم لوگوں نے......

//Cut//

Scene No # 20

وقت: دن

جگہ: اسد کا آفس

کردار:

داؤد آفس میں اسد کے سامنے کھڑا ہکا بکا انداز میں کہتا ہے۔

داؤد: کیا؟...... بینا مجھے پسند کرتی ہے؟

اسد: (غصّے سے اُس کے تاثرات پر غور کیے بغیر بولتا جاتا ہے۔) میں نے تو وہ جھگڑا کیا روشی سے...... کہ اُس کے ہاتھوں کے طوطے اُڑ گئے ہوں گے...... پہلے اپنی بات تھی تو میں نظر انداز کرتا تھا مگر اب تو سیدھا سیدھا میرے بیسٹ فرینڈ پر ہاتھ صاف کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔

داؤد: (خوابناک انداز میں) آخر مجھے پتہ کیوں نہیں چلا کہ بینا مجھے پسند کرتی تھی۔

اسد: (اُس کے تاثرات دیکھے بغیر) اُس کا کیا خیال تھا میں منّتوں میں تمہارا رشتہ لے کر پہنچ جاؤں گا اُس کے گھر۔

داؤد: (دبی دبی آواز میں) خیر بھابھی نے کوئی اتنی نامناسب بات تو نہیں کی۔

اسد: (یک دم چونک کر داؤد کو دیکھتا ہے) کیا مطلب؟...... کیا مطلب ہے تمہارا؟

داؤد: (ہلکا کر) نہیں وہ میں یہ کہہ رہا تھا کہ......

اسد: (غصے سے) خبردار تم نے اپنے دماغ میں کچھ ایسا ویسا سوچا بھی

داؤد: مگر......

اسد: (بات کاٹتا ہے) میں کسی قیمت پر تمہاری شادی بینا سے نہیں ہونے دوں گا۔

داؤد: لیکن......

اسد: (پھر بات کاٹ دیتا ہے) اور ایسا ہوا بھی تو میری لاش سے گزر کر ہی وہ تم تک پہنچیں گی...... میں اپنی زندگی میں ایسا نہیں ہونے دوں گا۔

(داؤد بے حد بُرے انداز میں جھنجلاتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 21

وقت: شام

جگہ: لاؤنج

کردار: اسد، روشی

دونوں صوفہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور روشی بے حد جوش کے عالم میں کہہ رہی ہے۔

روشی: تم سچ کہہ رہے ہو......؟

تم چاہو تو تم بھی چل سکتی ہو؟ ...... اور کیا جھوٹ بولوں گا

اسد: (گہرا سانس لے کر) میرے ساتھ۔

روشی: (بے ساختہ) نہیں ...... نہیں ...... تم جاؤ ...... میں تمہارا انتظار کروں گی۔

اسد: (لفظوں پر زور دے کر) میں پورے دو ماہ کورس کرنے کے لیے سنگاپور رہوں گا ...... تمہیں مس کروں گا۔

روشی: (بڑے نارمل انداز میں) میں بھی تمہیں بہت مس کروں گی ...... مگر رہوں گی پاکستان میں ہی ......

اسد: (لالچ دیتے ہوئے) میں تمہیں سنگاپور پھراؤں گا روشی۔

روشی: (دوٹوک انداز میں) ...... مجھے تو سیر و سیاحت میں سرے سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔

اسد: (ناراض ہوکر) شادی کے بعد پہلا رمضان اور عید آئے گی میں سنگاپور میں مناؤں گا اور تم پاکستان میں ......

روشی: (اطمینان سے) تو تم آ جانا ...... پاکستان میں عید پر ...... چھٹی لے کر دو تین دن کے لیے۔

اسد: (ڈراتے ہوئے) میرے بعد یہاں اکیلی کیسے رہو گی تم ......؟

روشی: (کندھے اُچکا کر لاپرواہی سے) اکیلی کہاں ...... بینا ہے نا میرے پاس ...... ارے میں بینا کو تو بتاؤں وہ کہتی ہے اسد کہیں جاتا کیوں نہیں ......
(سیل فون پکڑ کر نمبر ڈائل کرنے لگتی ہے اسد بے حد غصے سے اُسے دیکھتا ہے پھر TV کی سکرین پر نظریں جما دیتا ہے۔ جہاں ایک کارٹون شو لگا ہوا ہے ٹام اینڈ جیری روشی اب بے حد جوش میں بینا سے فون پر بات کر رہی ہے۔)

روشی: ہائے بینا ایک سرپرائز ہے ...... اسد دو ماہ کے لیے سنگاپور جا رہا ہے کوئی کورس کرنے ...... (روشی جملے کے آخر میں بینا کے ساتھ مل کر ہنستی ہے۔ اسد کا خون کھولتا ہے مگر وہ TV دیکھتا رہتا ہے۔) سچ ...... I Swear وہ جا رہا ہے ...... ہاں ہاں میں تمہاری طرف شفٹ ہو جاؤں گی ...... خوب مزے کریں گے ...... ڈھیر ساری شاپنگ ...... اکٹھے سوئیں گے ...... اکٹھے جاگیں گے ......

//Cut//

Scene No # 22

وقت: دن

جگہ: سڑک

کردار: اسد، داؤد

اسد اور داؤد گاڑی میں بیٹھے ہیں اور ائیر پورٹ کی طرف جا رہے ہیں۔ داؤد گاڑی ڈرائیو کر رہا ہے اسد اس سے بے حد غصے میں کہہ رہا ہے۔

اسد: میرے واپس آنے سے پہلے پہلے تو نے بینا کے لیے رشتہ ڈھونڈنا ہے۔

داؤد: (جھنجلا کر) اب ایک دفعہ کہہ تو دیا ہے کہ میں پوری کوشش کروں گا...... اب اور کتنی بار کہوں۔

اسد: (غصے سے) میں نے سارے اخباروں میں اشتہار دے دیا ہے...... تم نے لوگوں سے رابطہ کرتے رہنا ہے۔

داؤد: اچھا......

اسد: (بات کاٹ کر) اور شادی دفتروں کے چکر لگانا مت بھولنا۔

داؤد: (طنزیہ انداز میں) اتنا خیال کبھی میرا تو نہیں آیا جتنا بیوی کی بیسٹ فرینڈ کا آرہا ہے۔

اسد: (پہلے پیار سے پھر یک دم مٹھیاں بھینچ کر) تو میری جان ہے...... اور وہ...... وہ...... دیکھ لینا داؤد بینا دوزخ میں جائے گی۔

داؤد: (گھبرا کر) اللہ نہ کرے...... کیسی باتیں کرتے ہو۔

اسد: (بے حد غصے اور بے بسی سے) میں کہہ رہا ہوں تجھے میری واپسی تک اُس کی شادی نہ ہوئی تو میں خودکشی کرلوں گا......

داؤد: (مذاق اُڑاتے ہوئے) خودکشی کر کے دوزخ میں جاؤ گے تو پھر بینا ملے گی وہاں......

اسد: (یک دم منت کرتے ہوئے) دیکھو داؤ تو بینا کے لیے بھائی بن کر رشتہ ڈھونڈھ۔

داؤد: (داؤد کو اُس کی بات پر بے اختیار کھانسی لگتی ہے۔ پھر وہ قدرے کھسیانے سے انداز میں کہتا ہے۔) بھائی بننا ضروری ہے کیا......؟

اسد: (بے چارگی سے) جو مرضی بن...... مگر اُس کے لیے رشتہ ڈھونڈھ۔

داؤد: تیری فلائٹ کا کیا ٹائم ہے......؟

اسد: (یک دم گھڑی دیکھ کر تشویش سے) ارے...... گاڑی تیز چلا چیک اِن شروع

ہونے والا ہو گا؟

//Cut//

Scene No # 23

وقت: دن

جگہ: سنگار پور میں کمرہ/ روشی کا بیڈ روم

کردار: اسد، روشی

روشی بے حد خوشی اور جوش کے عالم میں اسد سے فون پر بات کر رہی ہے۔

روشی: ایک خوشی کی خبر ہے اسد......

اسد: (بے ساختہ) بینا کی شادی طے ہو گئی کیا......؟

روشی: (چونک کر) تمہیں کس نے بتایا......؟

اسد: (بے یقینی سے) کیا واقعی......؟

روشی: ہاں......مگر تمہیں کس نے بتایا۔

اسد: (خوشی سے بے قابو پاس پڑا پانی کا گلاس اُٹھا کر پیتے ہوئے رکھتا ہے۔) مجھے یقین نہیں آرہا......ٹھہرو......میں پانی پی لوں......کب ہو رہی ہے شادی اُس کی......؟

روشی: دو ہفتے بعد۔

اسد: (بے ساختہ) اس ہفتے نہیں ہو سکتی کیا......؟ یا کل؟

روشی: (برا مان کر) اسد......

اسد: (بات کاٹ کر) شادی کہاں ہو رہی ہے......؟

روشی: اسلام آباد......

اسد: (بے اختیار بلند آواز میں دونوں بازو بلند کر کے نعرہ مارتا ہے) یا ہو/ yahoo

روشی: اسد تم......

اسد: (بات کاٹ کر) ابھی تو رمضان بھی شروع نہیں ہوا اور میری دعا قبول ہو گئی۔

روشی: تم نے لڑکے کے بارے میں نہیں پوچھا کہ وہ کون ہے......کیا کرتا ہے۔

اسد: (بات کاٹ کر) مجھے کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ وہ کون ہے اور کیا کرتا ہے......وہ بینا سے شادی کر کے اُسے لے جا رہا ہے......میرے لیے وہ مسیحا ہے۔

روشی: (وہ غصے سے کہہ کر فون رکھ دیتی ہے۔) shut up!

اسد: (اسد بے حد خوشی اور جوش کے عالم میں اُٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور فون ہاتھ میں لیے ڈانس کرنے لگتا ہے۔ پھر ڈانس کرتے کرتے وہ بے اختیار رک کر کہتا ہے۔)

ارے داؤد کو تو یہ خوش خبری بتا دوں......

اسد: (وہ سیل فون پر کال کرنے لگتا ہے وہ بار بار کال کرتا رہتا ہے مگر داؤد کال ریسیو ہی نہیں کرتا اسد قدرے اُلجھ کر کہتا ہے۔) ہیں...... یہ کال کیوں ریسیو نہیں کر رہا...... شاید بزی ہوگا...... پر میری کال ریسیو نہ کرے......

//Cut//

Scene No # 24

وقت: دن

جگہ: روشی کا بیڈ روم

کردار: روشی، اسد

روشی بے حد اُداسی کے عالم میں فون پر اسد سے بات کر رہی ہے۔

روشی: (اُداسی سے) جب سے بینا ہنی مون پر گئی ہے میرا تو دل ہی نہیں لگتا یہاں پر......

اسد: (وہ اپنے دل کی حالت بتا رہا ہے) اور جب سے میں یہاں پر آیا ہوں میرا تمہارے بغیر دل ہی نہیں لگ رہا۔

روشی: (وہ اپنی بات میں مگن ہے۔) پتہ نہیں عید پر بھی آتی ہے یا نہیں...... کہہ رہی تھی شاید سسرال والوں کے ساتھ ہی عید کرنی پڑے۔

اسد: (وہ اپنی بات جاری رکھے ہوئے ہے) پتہ نہیں میں عید پر بھی پاکستان آ پاؤں گا یا نہیں...... ابھی تک چھٹی کا پتہ نہیں چلا۔

روشی: (فکر مند ہو کر) سگنلز کا اتنا پرابلم ہے کہ جتنی بار اس کو کال کروں دو منٹ سے زیادہ بات نہیں ہو پاتی۔

اسد: (یک دم چونکتا ہے) ارے...... یہ داؤد کہاں ہے...... میں اتنی بار کال ملاتا ہوں پچھلے کتنے ہفتوں سے میری کال ہی ریسیو نہیں کر رہا وہ۔

روشی: (قدرے گڑبڑا کر) ہاں وہ ذرا شہر سے باہر گیا ہے......

اسد: (حیران ہو کر) شہر سے باہر گیا ہے...... دنیا سے تو باہر نہیں چلا گیا کہ میری کال ریسیو نہیں ہو سکتی۔

وہ تم اپنے کورس کے بارے میں بتا رہے تھے۔

روشی: (موضوع بدلتے ہوئے) وہ تم اپنے کورس کے بارے میں بتا رہے تھے۔

اسد: کیا.....؟

روشی: مجھے کیا پتہ.....؟

اسد: (یک دم فکر مند ہوتے ہوئے) میں نے تو کورس کی بات ہی نہیں کی..... میں تو داؤد کی بات کر رہا تھا..... لگتا ہے ناراض ہے مجھ سے.....

//Cut//

Scene No # 25

وقت: شام

جگہ: سڑک

کردار: اسد، ٹیکسی ڈرائیور

اسد ایک ریڈیو کیب کے پچھلے حصے میں بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے پاس سیٹ پر ایک خوبصورت پھولوں کا بکے رکھا ہے جسے وہ بڑے رومانٹک انداز میں گہرا سانس لے کر سونگھ کر دوبارہ سیٹ پر رکھتا ہے اور گاڑی کی کھڑکی سے باہر دیکھتا ہے۔

اسد کی آواز: (بڑے رومانٹک انداز میں مسکراتے ہوئے سوچ رہا ہے) روشی تو مجھے یوں اچانک گھر پر دیکھ کر حیران ہو جائے گی..... کتنی اکیلی ہو گی وہ بے چاری گھر پر میرے بغیر..... اور اب ہم دونوں کی زندگی میں کوئی بینا نہیں ہو گی..... بینا کے بغیر زندگی یک دم کتنی خوبصورت لگنے لگی ہے۔

ڈرائیور: آپ کہیں باہر کے ملک سے آئے ہیں؟

اسد: (چونک کر) تمہیں کیسے پتہ.....؟

ڈرائیور: پاکستانی تو اتنی دیر گاڑی میں چپ نہیں بیٹھتے.....

اسد: (برا مان کر) کیوں وہ کیا کہتے تمہیں.....؟

ڈرائیور: (بے ساختہ) پہلی بات..... گاڑی تیز چلاؤ۔

اسد: اور دوسری بات.....؟

ڈرائیور: (بے ساختہ) کیا کل روزہ ہو گا.....؟

اسد: (بے ساختہ) ارے ہاں..... کیا کل روزہ ہو گا.....؟

ڈرائیور: (سر ہلا کر) مشکل ہے..... مرنہ جائے یہ قوم 30 روزے رکھنے پڑے تو.....

56 سال میں کم از کم 30 روزے کھا گئی ہے ایک ایک کر کے......

اسد: (بے ساختہ خوش ہو کر) یعنی آج چاند رات ہو گی...... ویری گڈ......

ڈرائیور: (ملامت بھرے انداز میں) لیں میں تو آپ کو بڑا مذہبی آدمی سمجھا تھا......

اسد: (ڈانٹتے ہوئے) گاڑی تیز چلاؤ......

//Cut//

Scene No # 26

وقت: شام

جگہ: اسد کا لاؤنج

کردار: اسد، روشی، داؤد، بینا

اسد اپنا سوٹ کیس ایک ہاتھ میں اُٹھائے دوسرے ہاتھ میں بُکے لیے لاؤنج میں بے حد خوشی کے عالم میں داخل ہوتا ہے۔

روشی: پتہ نہیں کب بتائیں گے کہ چاند نظر آیا کہ نہیں۔

اسد: (روشی جو صوفے پر بیٹھی ریموٹ ہاتھ میں لیے بے تابی سے TV سکرین پر نظریں جمائے ہوئے ہے۔ وہ اسد کی آواز پر جیسے کرنٹ کھا کر یک دم کھڑی ہو جاتی ہے۔) سرپرائز I'm back

روشی: اسد تم...... یہاں اس وقت...... اچانک......

اسد: (آگے آتے ہوئے بڑے رومانٹک انداز میں کہتا ہے) یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ میں عید پر تمہیں اکیلا چھوڑ دیتا۔ (تبھی دور سائرن کی آواز گونجنے لگتی ہے اور ساتھ ہی لاؤنج کے دروازے سے بینا بے حد جوش کے عالم میں اندر داخل ہوتی ہے۔)

بینا: سرپرائز I'm back

(روشی بینا کو دیکھ کر یک دم چیخ مارتی ہے اور پھر بھاگتے ہوئے اسد کے پاس سے گزرتے ہوئے بُکے گراتے ہوئے بینا سے جا کر لپٹ جاتی ہے۔ اسد ہکا بکا انداز میں پلٹ کر بینا کو دیکھتا ہے۔)

روشی: (روشی اور بینا بے حد خوشی کے عالم میں ایک دوسرے سے مل رہی ہیں۔ سائرن کی آواز کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے۔) تو کب آئی......

بینا: (تبھی بینا اسد کو دیکھتی ہے جو بے حد مایوسی کے عالم میں کھڑا اُسے دیکھ رہا ہے۔)

ابھی ابھی سیدھا یہیں آئی ...... اور دیکھو ساتھ ہی عید کا چاند نظر آ گیا ہے۔

بینا: ارے اسد بھائی کب آئے ......؟ تم نے مجھے بتایا ہی نہیں۔

روشی: ابھی ابھی آئے ہیں میں تو خود دیکھ کر حیران رہ گئی۔

اسد: (بمشکل مسکراتے ہوئے) بہت بہت مبارک ہو شادی کی ...... تمہارا میاں کہاں ہے......؟

بینا: وہ گاڑی سے سامان لا رہا ہے۔ روشی کے لیے کچھ چیزیں لائی تھی ...... لو وہ آ گیا۔

اسد کے عقب میں دیکھ کر کہتی ہے۔

اسد بے اختیار پلٹ کر دیکھتا ہے جہاں داؤد بے حد خوشی کے عالم میں ہاتھ میں شاپنگ بیگ پکڑے لاؤنج سے اندر داخل ہوتا ہے۔ اور اسد کو دیکھ کر اُس کا رنگ اُڑ جاتا ہے۔ دوسری طرف اسد بھی اُسے دیکھ کر شاکڈ ہے۔

وہ پہلے داؤد کو دیکھتا ہے پھر بینا کو اور پھر یک دم سب کچھ اُس کی سمجھ میں آ جاتا ہے وہ یک دم داؤد کی طرف بھاگتا ہے۔

داؤد شاپنگ بیگ پھینک کر بھاگتے ہوئے لاؤنج سے باہر نکل جاتا ہے۔ اسد بے حد طیش کے عالم میں اُس کے پیچھے باہر پورچ میں نکل آتا ہے۔

داؤد اب بھاگتے ہوئے پورچ میں کھڑی گاڑی کے گرد چکر لگا رہا ہے۔ جبکہ اسد اُس کے پیچھے بھاگ رہا ہے۔

اسد: (غصے سے) میں نے تجھے بینا کی شادی کروانے کے لیے کہا تُو نے خود شادی کر لی اُس سے۔

داؤد: (گاڑی کے دوسری طرف پہنچتے ہوئے روشی اور بینا بھی تب تک تیزی سے باہر آ جاتی ہیں) تُو نے خود اجازت دی تھی مجھے کہ جو چاہے بن جاؤ اُس کا ...... بس شادی کرا دے اُس کی۔

اسد: (دانت پیس کر) میں نے بھائی بننے کے لیے کہا تھا۔

داؤد: میں نے تجھے خودکشی سے بچانے کے لیے شادی کی اُس سے۔

اسد: (بے ساختہ) تُو نے مجھے دھوکہ دیا ...... جھوٹ بولا میرے ساتھ......

داؤد: (غصے سے) دھوکہ دیا ...... پر جھوٹ نہیں بولا ...... ایک بار بھی تجھ سے کہا کہ میں نے بینا سے شادی نہیں کی۔

اسد: (غصے سے) تُو نے میری ایک کال ریسیو نہیں کی الو کے پٹھے......

داؤد: (ناراض ہو کر)......اب میں شادی کی تیاریاں کرتا یا تیری کالز ریسیو کرتا۔

اسد: (اس کے پیچھے) تجھے نظر کیا آیا بینا میں......؟

داؤد: (بچنے کی کوشش کرتے ہوئے بینا اور روشی مزے سے دونوں کو آگے پیچھے بھاگتے دیکھ رہی ہیں۔) وہ میرا آئیڈیل تھی......پُر اعتماد، سُگھڑ، سلیقہ مند، گھریلو لڑکی جو اپنی بیسٹ فرینڈ پر جان دیتی ہے۔

اسد: (دانت پیس کر) تیرا آئیڈیل میری بیوی کی بیسٹ فرینڈ ہے اور اس نے میری زندگی اجیرن کر دی ہے......اب وہ میرے بیسٹ فرینڈ کو بھی چھین کر لے گئی۔

داؤد: (سمجھاتے ہوئے) کسی اور سے بینا کی شادی ہوتی تو تو مکمل طور پر روشی کا غلام بن جاتا......پھر میرا بیسٹ فرینڈ نہ چھینا جاتا مجھ سے......

اسد: (دانت پیس کر) آج تو میرے ہاتھوں سے قتل ہو گا...... تجھے میرے بغیر سہرا باندھتے شرم تک نہ آئی......

داؤد: تُو نے اپنی بیوی کی تصویر مجھے شادی سے دو دن پہلے دکھائی تھی ......تب تجھے شرم نہیں آئی تھی کیا......

روشی: دفع کرو ان دونوں کو......آؤ ہم گھومنے چلتے ہیں۔ عید کی بہت سی شاپنگ کرنی ہے۔

بینا: ہاں چلو......

(بینا سے کہتی ہے اور دونوں آگے بڑھ کر گاڑی میں بیٹھتی ہیں۔ اسد اور داؤد گاڑی کے گرد بھاگتے ہوئے دو مختلف اطراف میں یک دم کچھ حیران ہو کر کھڑے ہوتے ہیں۔ تبھی روشی زن سے گاڑی ریورس کر کے کھلے گیٹ سے باہر لے جاتی ہے۔ اسد اور داؤد ایک نظر ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں۔ پھر یک دم دونوں بیرونی گیٹ کی طرف بھاگتے ہیں۔)

اسد: روشی......

داؤد: بینا......

//Cut//

The End

ہزار کا نوٹ

Scene No # 1

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، چھمو

حسن آرا کے باورچی خانے میں چولہے پر شیر خورمہ پک رہا ہے۔ چھمو فل جیولری اور فل میک اَپ میں بھڑ کیلے کپڑے پہنے پسینے سے شرابور دیگچے میں چمچ چلانے میں مصروف ہے۔

کچن کی میز کے اوپر بادام پستہ ورق الائچی کھوپرا اور اسی طرح کے دوسرے لوازمات بڑے طریقے سے پڑے ہوئے ہیں۔ چھمو ایک چمچ چلانے کے بعد میز تک آ کر بادام کی ہوائیوں کی ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈالتی ہے اور دوبارہ شیر خورمہ کے دیگچہ کے پاس آ کر چمچ چلانے لگتی ہے وہ ساتھ ساتھ کچھ گنگنا بھی رہی ہے۔ اور وقتاً فوقتاً اپنے ماتھے پر آیا پسینہ بھی پونچھ لیتی ہے۔ تبھی حسن آرا بولتے ہوئے باورچی خانہ میں آتی ہے۔ چھمو یک دم الرٹ ہو جاتی ہے اور بادام چبانے کی بجائے نگل لیتی ہے۔ تیز تیز چمچ چلاتی ہے۔

حسن آرا: (اندر آتے ہوئے خفگی سے) ابھی تک شیر خورمہ بنا نہیں...... یہ کب بنے گا اور کب ٹھنڈا ہوگا۔

چھمو: بس ہو گیا بیگم صاحبہ میں ابھی پیالوں میں ڈالنے ہی والی تھی۔

حسن آرا: یہ پستہ اور بادام کو کیا ہوا؟...... ابھی تو پلیٹ بھری ہوئی تھی......

حسن آرا: (میز پر پڑا بادام پستہ دیکھ کر خفگی سے) تو نے پھر مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لیے ہوں گے...... کم بخت......

چھمو: (بے ساختہ) قسم لے لیں بیگم صاحبہ اگر دو چار دانوں سے زیادہ چکھے ہوں تو......

حسن آرا: (بات کاٹ کر) چل اب بک بک بند کر اور پیالے بھرنا شروع کر...... یہ نیلما کہاں رہ گئی۔

چھمو: وہ تو ابھی تک ایک چیز بھی نہیں لگا کر گئیں۔

(بڑے معنی خیز انداز میں) آج کل کی بہوؤں سے کام تھوڑی ہوتا ہے بیگم صاحبہ

بس فیشن کرالو......

حسن آرا: (ناراض ہو کر اُس کے حلیے کو دیکھتے ہوئے) فیشن تو تیرا بھی بڑا ہے...... صبح صبح سنور کے بیٹھ گئی ہے...... پتہ بھی ہے باورچی خانے میں کام ہوگا ابھی......

چھمو: (منہ بنا کر) تو کر تو رہی ہوں میں۔

حسن آرا: (میز پر پڑے سب سے خوبصورت پیالے کو ایک طرف کو کرتے ہوئے) اور دیکھو یہ بھائی جان کا پیالہ میں بھروں گی اس پر ورق اور ہوائیاں بھی میں لگاؤں گی...... باقیوں کو تم کرو......

چھمو: (ہنس کر) یہ تو پتہ ہے مجھے...... نہ بھی کہتیں تو بھی میں نے ہاتھ نہیں لگانا تھا آپ کے بھائی جان کے پیالے کو۔

حسن آرا: (ہنس کر) اچھا اب باتیں کم کر...... اور کام زیادہ...... ایک صرف شیر خورمہ میں چمچ چلانا پڑا ہے تو یہ حال ہے...... اگر کہیں پکانے بیٹھتی تو اگلی عید پر ہی پکتا۔ (چھمو پیالوں میں شیر خورمہ ڈالنے لگتی ہے۔)

//Cut//

Scene No # 2

وقت: دن

جگہ: بہادر کا گھر

کردار: بہادر، زہرہ

بہادر شیشے کے سامنے کھڑا عید کی نماز کے لیے جانے کے لیے تیار ہو رہا ہے۔ تبھی زہرہ اندر داخل ہوتی ہے تو وہ کہتا ہے۔

بہادر: کچھ پیسے دینا......

زہرہ: وہی دینے آئی ہوں (وہ کہتے ہوئے الماری کی طرف جاتی ہے اور دراز کھول کر چابی کے ساتھ اُس میں سے دس پچاس اور سو کے چند نوٹ نکال لیتی ہے دوسری طرف بہادر شیشے کے سامنے کھڑا اپنے کم ہوتے ہوئے بالوں کو پوری دلجمعی کے ساتھ سر پر یوں پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے کہ اُس کا گنج مکمل طور پر چھپ جائے پھر جیسے وہ اس میں کچھ ناکام ہو کر کہتا ہے گہرا سانس لے کر وہ سر کے ایک حصے پر ہاتھ رکھ کر کہتا ہے۔)

بہادر: پچھلی عید پر اس جگہ بھی بال تھے میرے اس سال یہاں سے بھی کم ہوئے ہیں۔

(زہرہ پیسے نکال کر گنتے ہوئے کہتی ہے)

زہرہ: پچھلی عید پر حقل بھی زیادہ تھی اس سر میں ...... وہ بھی کم ہوئی ہے ...... یہ لیں ......
(طنزیہ انداز میں کہہ کر پیسے دیتی ہے)

بہادر: (کچھ خفا ہو کر) ...... عید کا دن نہ ہوتا تو میں تمہیں اس کا جواب دیتا ......

زہرہ: (کچھ خفا ہو کر) ...... آپ دیں جواب ...... مت سمجھیں کہ عید کا دن ہے ......

بہادر: (تیز آواز) ہزار کا ایک نوٹ بھی دے دو ......

زہرہ: (تیز آواز) کس لیے ......؟

بہادر: (نظریں چراتے ہوئے) ایسے ہی جیب میں اچھے ہوتے ہیں پیسے ...... ضرورت پڑ جاتی ہے

زہرہ: ...... کیا ضرورت پڑ جاتی ہے آپ کو ......؟ ...... ذرا مجھے بھی تو بتائیں ...... یہاں عید گاہ تک تو جا رہے ہیں۔

بہادر: (ٹالتے ہوئے) پھر بھی ...... جیب میں پیسے اچھے ہوتے ہیں ...... وہاں کتنے مانگنے والے ہوتے ہیں۔

زہرہ: (ٹالتے ہوئے) مانگنے والوں کو ہزار کا نوٹ دیں گے آپ ...... یہ دیئے تو ہیں میں نے مانگنے والوں کے لیے پیسے ......

بہادر: (تیز آواز) ...... اور وہ فطرانہ بھی دینا تھا ......

زہرہ: (نئی دلیل دیتے ہوئے) ...... گن لیں ...... اُس کے بھی پیسے ہیں ......

بہادر: (کچھ خفا ہو کر گنتا ہے) ...... دو چار سو روپیہ اوپر اچھا ہوتا ہے ......

زہرہ: (ہاتھ میں مزید چند نوٹ تھما کر) ...... یہ لیں ...... دو ...... اور چار سو روپیہ اوپر ......

زہرہ: (تیز آواز) لیکن ہزار کا نوٹ نہیں دوں گی میں بہادر صاحب ...... اور بتا رہی ہوں میں آپ کو ...... اس بار حسن آرا کو عیدی دینے نہیں جائیں گے آپ ......

بہادر: جانتا ہوں ...... جانتا ہوں ...... مَیں نے کب کہا کہ میں وہاں جا رہا ہوں ...... مجھے کوئی خواہش نہیں ہے اُس کے گھر جانے کی ...... یا اُس کو عیدی دینے کی ...... جو کچھ اس نے کہا ...... اُس کے بعد بہن بھائی کا رشتہ ختم ہو گیا ...... (نظریں چُرا کر پیسے جیب میں رکھتے ہوئے)

زہرہ: ...... بس یاد رکھیں یہ ...... (بہادر آئینے میں پھر اپنے سر پر بال جمانے کی کوشش

کرتے ہوئے ناگواری سے بڑبڑاتے ہیں)

بہادر: یاد ہے مجھے......

//Cut//

Scene No # 3

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا بیڈروم

کردار: حسن آرا، سراج

سراج آئینے کے سامنے کھڑا گنگناتا ہوا اپنے سر پر اپنی وِگ سیٹ کر رہا ہے۔

سراج: پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے ...... تو لاکھ چلے رے گوری تھم تھم کے ...... پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے......

حسن آرا: (تبھی حسن آرا اندر آتی ہے اور بے حد خفگی کے عالم میں کہتی ہے) کچھ تو لحاظ کیا کریں اس عمر میں سراج صاحب ...... بہو گھر آ گئی ہے۔ وہ سنے گی تو کیا کہے گی۔

سراج: (بے ساختہ)...... لو کیا کہنا ہے اُس نے ...... وہ تو ابھی کل تعریف کر رہی تھی میری آواز کی ...... وہ میں نے اُسے وہ سنایا تھا...... (گا کر) لٹ اُلجھی سلجھا جا رے بالم ...... میں نہ لگاؤں گی ہاتھ رے......

حسن آرا: ......لٹیں ہوتی نا آپ کے سر پر تو اُتار کر ہاتھ میں دے دیتی آپ کے ...... یہ بہو کو سنانے والا گانا ہے۔ بیٹے کو پتہ چلے تو کیا کہے گا وہ۔

سراج: (خفا ہو کر) لو بیٹے کے تو سامنے ہی سنایا تھا ...... اور یہ بالوں کا طعنہ دے دیا تم نے ...... تو تمہارے بھائی جان کے سر پر بال ہیں کیا؟

حسن آرا: (بے ساختہ) آپ کے سر سے تو زیادہ ہی ہوں گے......

سراج: (طنزیہ) دو چار بالوں کا ہی فرق ہو گا ...... وہ بھی ختم ہو جائے گا سال ڈیڑھ میں انشا اللہ......

حسن آرا: (بے ساختہ) بھائی جان ٹھیک کہتے ہیں ...... خاندان کا بڑا اثر ہوتا ہے......

سراج: (ناراض ہو کر) وہ میری اماں بھی کہتی تھیں ...... جب تم نے گھر الگ کرنے کا مطالبہ کیا تھا......

حسن آرا: (بے ساختہ) جواب ہے اس کا میرے پاس ...... پر سراج صاحب عید کا دن ہے ...... میں منہ نہیں لگوں گی آپ کے......

سراج: (دوبارہ گنگنانے لگتا ہے اپنی وگ ٹھیک کرتے ہوئے) ..... پائل میں گیت ہے چھم چھم کے .....

//Cut//

Scene No # 4

وقت:
دن
جگہ:
بہادر کا گھر
کردار:
زہرہ، نادر، بہادر

زہرہ صحن میں کھڑی اپنے بیٹے کو ہدایات دے رہی ہے بلند آواز میں جو اندر کمرے میں دراز میں کچھ تلاش کرتے ہوئے بہادر بڑی آسانی سے سن رہا ہے اور کچھ جز بز ہو رہا ہے۔

زہرہ: اور دیکھو باپ کے ساتھ رہنا ہے تم نے .....

نادر: (بے ساختہ) جی اماں .....

زہرہ: (بے ساختہ) نظروں سے اوجھل نہیں ہونے دینا .....

نادر: (بے ساختہ) ..... جی .....

زہرہ: (بے ساختہ) ..... وہاں سراج یا منصور کا سامنا ہو تو خبردار عید ملنے دی تم نے باپ کو تو .....

نادر: (بے ساختہ) ..... ہم اُن سے دور ہی کہیں نماز پڑھیں گے .....

زہرہ: (بے ساختہ) ..... اور سیدھا نماز پڑھ کر گھر آنا ہے ..... راستے میں پھوپھی کی طرف مت جانے دینا باپ کو .....

نادر: (بے زار) ٹھیک ہے .....

زہرہ: (بے ساختہ) ..... تیرے ابا کہیں تو وہیں موبائل سے فون کر دینا مجھے .....

نادر: (اسی انداز میں) ..... اچھا .....

زہرہ: (بے ساختہ) یہ آخری والی بات دہراؤ ذرا .....

نادر: (بے ساختہ) ..... ابا پھوپھی کے گھر جانے کا کہیں تو میں آپ کو فون کر دوں۔

زہرہ: (مشفق انداز میں) ..... بالکل ٹھیک

نادر: (دلچسپی لے کر) پھر اماں آپ ..... فون پر کریں گی کیا؟

زہرہ: (بے ساختہ) ..... یہ تو اپنے ابا سے پوچھنا ..... (کمرے سے باہر صحن میں آتے ہوئے) لے آگئے ہیں ..... اب جاؤ تم لوگ

بہادر: جب میں نے تمہیں کہہ دیا تھا کہ حسن آرا کے گھر جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے میرا تو پھر بیٹے کا دماغ کھانے کی کیا ضرورت ہے......؟

زہرہ: (بے ساختہ کچھ ناراض ہوکر) میرا بیٹا ہے میں جو چاہے کہوں اُس سے ......اور آپ کا بیٹا ہے دماغ نہیں ہے اُس میں۔

نادر: (بے ساختہ) یہ زیادتی ہے اماں ......

//Cut//

Scene No # 5

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، چھمو، نیلما

حسن آرا کچن میں سب سے خوبصورت پیالے میں پڑے شیر خورمہ پر ورق لگاتی ہوئی اُس پر پستہ بادام کی ہوائیاں چھڑکنے میں مصروف ہے۔ تبھی چھمو تیز تیز قدموں سے چلتی اندر آتی ہے۔

چھمو: نیلما بی بی کو پیغام دے دیا ہے میں نے ......اب دیکھیں مرضی ہوگی تو آجائیں گی......

حسن آرا: (گھور کر) یہ اُس نے کہا تجھ سے؟

چھمو: مطلب یہی بنتا ہے جو انہوں نے کہا......

حسن آرا: (بے ساختہ) اپنا مطلب نہ بتایا کر مجھے......

چھمو: (ناراض ہوکر) لو جی میں نے کیا اپنا مطلب دینا ہے...... جو اُن کی نیت ہے وہ بتا رہی ہوں آپ کو۔

حسن آرا: (ناراض ہوکر ٹوکتی ہے) کتنی بار کہا ہے یہ بالوں میں ہاتھ نہ پھیرا کر باورچی خانے میں......لیکن مجال ہے تجھ پر کچھ اثر ہو جائے......

نیلما: (بہو آتی ہے) السلام علیکم امی......

حسن آرا: (پیار سے) وعلیکم السلام...... بیٹا کتنی بار پیغام بھیجا ہے میں نے......

نیلما: (پیار سے) لیکن مجھے تو صرف ایک بار کہا چھمو نے......

حسن آرا: (حیران ہوکر) کیوں چھمو......؟

چھمو: (گڑبڑا کر لہجہ بدلتے ہوئے) وہ دروازہ جو بند تھا ان کے کمرے کا......اب میں بار بار دروازہ بجاتی تو پھر نیلما بی بی کہتیں کہ چھمو کو تمیز نہیں میں نے سوچا آرام کر

رہی ہوں گی ابھی آجائیں گی......

حسن آرا: (ناراض ہو کر)......تجھ سے تو میں بعد میں پوچھتی ہوں......(نیلما سے) بیٹا تم ذرا یہ فروٹ چاٹ بنا لو......چھمو سے پھل کٹوایا ہے میں نے...... بھائی جان کو بڑی پسند ہے فروٹ چاٹ......شیر خورمہ کے ساتھ فروٹ چاٹ نہ ملے تو موڈ خراب ہو جاتا ہے اُن کا......

نیلما: (سعادت مندی سے) جی امی میں بنا لیتی ہوں......

حسن آرا: اور منصور تیار ہو گیا......؟

نیلما: جی وہ تیار ہیں بالکل......ابا کا انتظار کر رہے ہیں......

حسن آرا: ابا کے بالوں کی وگ سیٹ ہو تو اُنہیں عید کی نماز کا خیال آئے......پچھلے سال عید کی نماز نکل گئی وگ جماتے جماتے......خالی عید مل کر آ گئے لوگوں سے......(نیلما ہنس پڑتی ہے۔)

//Cut//

Scene No # 6

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، سراج، منصور

سراج اور منصور لاؤنج میں کھڑے ہیں عید گاہ جانے کے لیے تیار ہو کر سراج حسن آرا کو آواز دیتے ہیں:

سراج: (بلند آواز میں) حسن آرا بیگم ہمیں آ کر رخصت بھی کرو گی یا بھائی کے لیے شیر خورمہ پر ہوائیاں ہی چھڑکتی رہو گی۔

حسن آرا: (حسن آرا کچھ خفا ہو کر آتی ہے) وگ سیٹ کرتے دیر ہو جائے تو کوئی مسئلہ نہیں...... مجھے کام کرتے دو منٹ دیر ہو جائے تو آسمان سر پر اُٹھا لیتے ہیں۔

سراج: (کچھ خفا ہو کر) یہ بار بار وگ کا نام مت لیا کریں......

منصور: (مداخلت کرتے ہوئے) اب آپ عید والے دن تو لڑنا شروع نہ کریں......

سراج: (یک دم اِدھر اُدھر دیکھ کر) بھئی تمہاری بیگم کہاں ہے......؟ اُس نے خدا حافظ نہیں کہا تمہیں؟

حسن آرا: باورچی خانے میں چاٹ بنا رہی ہے۔

حسن آرا: میں بلاتی ہوں ......

سراج: (کچھ چبھتے انداز میں) بھائی تمہارے نے پتہ نہیں آنا بھی ہے کہ نہیں اور تم نے بہو کو عید کی صبح ہی کام پر لگا دیا۔

حسن آرا: (بے ساختہ) کیوں نہیں آنا میرے بھائی نے ......

سراج: (طنزیہ انداز) ...... سال بھر تو بہن کی شکل نہیں دیکھی انہوں نے ...... اب عید کے دن آ کر کیا کریں گے ......

حسن آرا: (بے ساختہ) ...... سال بھر کی بات اور ہے ...... عید کی بات اور ہے ...... آج تک کبھی ایسا ہوا کہ عید پر نہ آئے ہوں بھائی جان ......

سراج: آج تک سال بھر تک بول چال بھی بند نہیں رہی تم دونوں کی ......

حسن آرا: (تبھی نیلما کو آتے دیکھ کر دبی آواز میں) ...... بہو آ رہی ہے اب اُس کے سامنے یہ قصے لے کر نہ بیٹھیں ......

سراج: (بہو کو سجا سنورا دیکھ کر سراہتے ہوئے) یہ دیکھا یہ ہوتی ہے عید کی تیاری ...... ایک ہماری بیگم ہیں شادی کے بعد پہلی عید پر ہی ناراض ہو کر بیٹھ گئیں ......

حسن آرا: (بات کاٹ کر) سراج صاحب منہ نہ کھلوائیں میرا ...... جو آپ چاند رات کو برابر والی چھت پر کھڑی لڑکی کو دیکھ کر گانا گانے لگے تھے ......

سراج: میں آج بھی حلفیہ کہتا ہوں مجھے پتہ تک نہیں تھا کہ برابر والی چھت پر شکیلہ کھڑی ہے ...... میں نے تو تمہارے لیے گانا گایا تھا وہ ......

حسن آرا: (ناراض) ...... دیکھ لیں اُس کم بخت کا نام آج بھی کس طرح یاد ہے ......

منصور: (کچھ خفا ہو کر) ...... عید کی نماز نکل جائے گی اماں ...... یہ شکیلہ اور جمیلہ کو بعد میں کوس لیں آپ ......

//Cut//

Scene No # 7

وقت: دن

جگہ: بہادر کا گھر

کردار: زہرہ

زہرہ فون پر اپنی بیٹی سے بات کر رہی ہے:

زہرہ: ہاں ہاں کہہ دیا میں نے ...... بہن کے گھر نہیں جائیں گے اس بار تمہارے ابا ......

ہاں ...... ہاں ...... بالکل ...... نادر سے بھی کہہ دیا میں نے ...... اور چھپ چھپا کر چلے بھی گئے تو دیں گے کیا ...... گن کر پیسے دیئے ہیں میں نے اُنہیں ...... ہزار کا نوٹ چھوڑ دو۔ 500 کا نوٹ نہیں ہے ...... سب چھٹا دیا ہے اس بار میں نے اُنہیں ...... بس ابھی نادر آ جائے تو عیدی بھیجتی ہوں میں تمہاری ...... سب کچھ تیار کر کے رکھا ہے میں نے ...... ساسیں ساری ایسی ہی ہوتی ہیں تو اُن کی پرواہ نہ کر۔

//Cut//

Scene No # 8

وقت: دن
جگہ: حسن آرا کا کچن
کردار: نیلما، چھمو

نیلما چاٹ بنا رہی ہے اور چھمو کچھ برتن دھو رہی ہے اور ساتھ نیلما سے باتیں کر رہی ہے۔

چھمو: ویسے بڑی زیادتی ہے یہ آپ سے نیلما باجی۔

نیلما: (چونک کر) کیا ......؟

چھمو: یہ جو آپ کو عید کے دن صبح صبح ہی کام پر لگا دیا۔

نیلما: (مسکرا کر) کوئی کام نہیں ہے ...... چاٹ ہی تو بنانی ہے۔

چھمو: (گہرا سانس لے کر بناوٹی انداز) ہاں پر پہلی عید تھی آپ کی ...... آپ سے کام نہیں کرانا چاہیے تھا ......

نیلما: (ٹال کر) کہانا کوئی کام نہیں ہے یہ ......

چھمو: اب یہ تو آپ کا بڑا پن ہے کہ آپ اس طرح سوچتی ہیں ......

نیلما: (ڈانٹ کر) اب سر کھجانا بند کرو۔ چھمو ...... برتن دھو رہی ہو۔

چھمو (بے ساختہ) وہ تو پسینہ آرہا ہے سر میں اس لیے کھجا رہی ہوں ......

نیلما: چولہے کے سامنے بھی پسینہ آتا ہے ...... برتن دھوتے ہوئے بھی پسینہ آتا ہے ...... اور اُس پر بھی تم بالوں میں 25 clip لگا کر آ گئی ہو ......

چھمو: (اپنے clips پر ہاتھ لگا کر) وہ تو جی عید کی وجہ سے لگائے ہیں ...... اب آج بھی فیشن نہیں کرنا تو پھر کب کرنا ہے ...... میں تو بلو ڈرائی کر کے کھول کے آنا چاہتی تھی اپنے بال پر بیگم صاحبہ سے ڈر لگتا ہے۔

نیلما: (ناراض) پہلے ہی تمہارے بال ہر چیز سے نکلتے ہیں ...... کھول کر آتی تو پھر اور بھی

زیادہ نکلتے۔

چھمو: (ناراض) یہ ویسے الزام ہے مجھ پر جی ...... اس گھر میں تین عورتیں کام کرتی ہیں باورچی خانہ میں ...... لیکن جب بھی بال نکلتا ہے ہر کوئی میرے پر شک کرتا ہے..... بالوں پر کوئی نام تھوڑی لگا ہوتا ہے کسی کا......

نیلما: (ناراض ہو کر) سب سے لمبے بال تمہارے ہی ہیں چھمو ...... اور ہمیشہ اُس چیز میں سے نکلتے ہیں جو تم نے پکائی ہوتی ہے۔

چھمو: (بات بدلتی ہے) وہ نیلما باجی آپ نے ساس بھی کبھی بہو تھی کی اگلی قسط دیکھی ہے.....؟

نیلما: یہ فضول قسم کے ڈراموں میں وقت ضائع مت کر چھمو ...... اور اب جلدی جلدی ہاتھ چلا......

//Cut//

Scene No # 9

وقت: دن

جگہ: گلی

کردار: بہادر، نادر، دکان دار

بہادر اور نادر عید کی نماز کے لیے تیار، گلی میں سے گزر رہے ہیں وہ محلے میں موجود ایک کریانے کی دکان کے سامنے سے گزر جاتے ہیں۔ چند قدم آگے چل کر بہادر یک دم کھانسنے لگتا ہے اور نادر سے کہتا ہے۔

بہادر: تم چلو ذرا میں حبیب کی دکان سے پانی کی بوتل لے آؤں۔

نادر: ...... ابا میں ساتھ چلتا ہوں۔ (وہ بات کرتے بڑی تیزی سے واپس مڑ جاتا ہے اور کھانسنے بھی لگتا ہے نادر چند لمحے رُک کر دیکھتا ہے پھر متامل انداز میں آگے چل پڑتا ہے)

بہادر: نہیں نہیں تم چلتے جاؤ...... عید گاہ کے دروازے کے بائیں جانب کھڑے ہو جانا میں بس دو منٹ میں آتا ہوں ...... ایک تو یہ کھانسی ......

//Cut//

Scene No # 10

وقت: دن

جگہ: حبیب کی دکان

کردار: حبیب، بہادر

بہادر حبیب کی دکان سے باہر آ کر رُکتا ہے:

بہادر: السلام علیکم......

حبیب: وعلیکم السلام...... بہادر صاحب......عید مبارک......

بہادر: (مسکرا کر) بھئی تمہیں بھی بہت بہت عید مبارک ہو...... یہ ہزار کا ایک نوٹ ہوگا تمہارے پاس......

حبیب: (جیب میں سے نوٹ ڈھونڈتا ہے) ہزار کا نوٹ......ٹھہریں ذرا دیکھتا ہوں......

بہادر: یہ بس بیوی نے چھٹا دے دیا تو میں نے سوچا کہ ایک ہزار کا نوٹ بھی لے لوں...... چھٹا تو بہت ہے میرے پاس۔

حبیب: (جیب سے سارے نوٹ نکال کر)......نہیں میرے پاس تو نہیں ہے میں اندر سے بیوی سے لے کر آتا ہوں......بس آپ کی وجہ سے رُک گیا ورنہ میں تو عید کی نماز پڑھنے کے لیے دکان بند کر رہا تھا......

حبیب: (نوٹ گن گن کر اُسے دیتا ہے حبیب ساتھ پکڑ پکڑ کر گنتا ہے) صبح صبح محلے کے دو چار لوگ آ گئے تو کھولنی پڑی......

بہادر: بڑی مہربانی...... یہ گن لو...... یہ سو...... دو سو...... تین سو...... چار سو...... پانچ سو...... یہ 20 کے پانچ چھ سو...... یہ 20 کے اور پانچ سات سو...... یہ دس دس کے دس آٹھ سو...... یہ پانچ پانچ کے 20 نو سو...... اور یہ پانچ پانچ کے اور 20...... 1000 پورا......

حبیب: (دانت نکال کر تمام نوٹ گننے کے باوجود کچھ نادم انداز میں مسکرا کر بے ساختہ)...... اعتبار ہے جی آپ پر...... گننے کی کوئی ضرورت ہی نہیں...... ابھی لاتا ہوں بیوی سے......عید والے دن اصل میں پیسے رکھ لیتی ہے وہ سارے میرے آپ کو تو پتہ ہے چھ بہنوں کو عیدی دینی ہوتی ہے اُسے ڈر ہوتا ہے کہ اُس سے مشورہ کیے بغیر کہیں زیادہ نہ دے آؤں......آپ نے بھی اپنی بہن کو عیدی دینی ہے کیا......؟

بہادر: (گڑبڑا کر نظریں چرا کر)......نہیں......نہیں...... ہاں...... ہاں......وہ تو......وہ اُس کے لیے تو گھر سے جاؤں گا میں...... یہ ہزار کا نوٹ تو ویسے ہی لے رہا ہوں میں ......ذرا جلدی آنا......

حبیب: ہاں جی ابھی آتا ہوں۔ (اندر جاتا ہے)

//Cut//

Scene No # 11

وقت: دن

جگہ: بڑا کمرہ

کردار: جھمو، حسن آرا

جھمو ریموٹ پکڑے ٹی وی لگائے چینل بدل رہی ہے یوں جیسے وہ عید کی سپیشل ٹرانسمیشن کسی چینل پر ڈھونڈ رہی ہے اور جب اُسے وہ نظر نہیں آتی تو پھر وہ ایک ڈرامے والا چینل لگالیتی ہے اور بیٹھ کر دیکھنے لگتی ہے۔ تبھی حسن آرا بے حد خفگی کے عالم میں اندر آتی ہے:

حسن آرا: تو صبح صبح ٹی وی لگا کر بیٹھ جایا کر...... جو کام کہا ہے وہ مت کرنا......

جھمو: (ہنس کر)...... ابھی کام کر کر کے تو آئی ہوں باورچی خانہ سے...... اور ٹی وی پر تو ابھی کچھ آ ہی نہیں رہا...... میں نے تو انتظار میں ڈرامہ لگایا ہے۔

حسن آرا: (ناراض) یہ انتظار تو کوئی کام کرتے ہوئے بھی کر سکتی ہے...... سارا دن ٹی وی ہی چلانا ہے...... اور تو نے سارا وقت اسی کے گرد منڈلانا ہے......

جھمو: (بے ساختہ)...... وہ نیلما بی بی کر تو رہی ہیں کام......

حسن آرا: (ناراض)...... سارا کام اُس نے ہی کرنا ہے...... یا تو بھی کچھ ہاتھ پاؤں ہلائے گی......

جھمو: (ٹھنڈا سانس لے کر) لیں جی...... ایک آپ ہیں...... آپ کو ان کا کتنا خیال ہے...... ایک وہ ہیں مجھ کو کہہ رہی تھیں کہ میری پہلی عید ہے پر ساس نے پھر بھی باورچی خانہ میں کام پر لگا دیا......

حسن آرا: (ناراض ہو کر) پہلی عید ہے پر شادی کو پورا سال ہونے کو آیا ہے......

جھمو: (ہاں میں ہاں ملا کر) میں نے بھی یہی کہا تھا...... پر آج کل کی بہوؤں کا تو آپ کو پتہ ہی ہے...... کام کے تو نام سے بھاگتی ہیں......

حسن آرا: (بے ساختہ)...... تیری طرح...... چل اب جا کر ڈرائنگ روم کی جھاڑ پونچھ بھی کر لے...... منصور کے دوستوں نے آ جانا ہے تھوڑی دیر میں......

//Cut//

Scene No # 12

وقت: دن

جگہ: حبیب کی دکان

کردار: نادر، بہادر، حبیب، چند لوگ

بہادر بے حد بے تابی سے حبیب کی دکان پر کھڑا اُس کا انتظار کر رہا ہے۔ ساتھ ساتھ وہ اِدھر اُدھر جھانک بھی رہا ہے۔ پاس سے عید گاہ کی طرف جانے والے کچھ لوگ اُسے سلام اور عید مبارک کہتے ہیں تو وہ بھی بظاہر مسکراتے ہوئے عید مبارک کہتا ہے تبھی اُسے نادر دور سے آتا دکھائی دیتا ہے۔ بہادر یک دم الرٹ ہو جاتا ہے۔

نادر: (قریب آکر) کیا ہے ابا...... کدھر رہ گئے......؟ میں کب سے انتظار کر رہا ہوں ......نماز شروع ہونے والی ہے......اندر جگہ نہیں ملنی......

بہادر: (وہ اُس کے ساتھ چل پڑتا ہے) ہاں......ہاں...... میں بس آ رہا تھا...... چلو...... (چلتا ہے)

نادر: چلیں...... (دونوں کافی دور چلے جاتے ہیں تو عقب میں حبیب کی آواز آتی ہے)

حبیب: بہادر صاحب...... بہادر صاحب...... (پلٹ کر حبیب کی دکان کی طرف دیکھتا ہے جس میں سے حبیب گردن نکالے کھڑا ہے)

نادر: یہ حبیب آپ کو پکار رہا ہے......

بہادر: (پلٹ کر حبیب کی دکان کی طرف دیکھتا ہے) ہاں وہ چھتا لینے گیا تھا اندر...... بعد میں لے لوں گا اُس سے...... 20 روپے ہی تو ہیں...... (بمشکل ہنس کر نادر سے کہہ کر تیز قدموں سے چلتا جاتا ہے نادر بھی مطمئن انداز میں ساتھ چلتا ہے۔ بہادر کے چہرے پر کچھ مایوسی ہے)

//Cut//

Scene No # 13

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، نیلما

حسن آرا بیرونی دروازے تک جاتی ہے۔ دروازہ کھول کر ایک بار باہر جھانکتی ہے پھر ٹہلتے ہوئے واپس اندر آتے ہوئے باہر آتی نیلما سے کہتی ہے۔

حسن آرا: یہ عید کی نماز ہو نہیں گئی......؟

نیلما: ......ہاں امی......ہو گئی ہے......بس ابھی آ رہے ہوں گے......

حسن آرا: (سوچتے ہوئے)...... ہاں رستے میں ملتے ملاتے آ رہے ہوں گے میرا خیال ہے حبیب کی دکان پر کھڑے ہوں گے بھائی جان کے ساتھ۔

//Cut//

Scene No # 14

وقت: دن
جگہ: گلی
کردار: بہادر، نادر، سراج، منصور، چند دوسرے لوگ

بہادر اور نادر نماز پڑھ کر عید گاہ سے آرہے ہیں۔ راستے میں ایک فقیر اُن سے مانگتا ہے۔

فقیر: اللہ کے نام پر دے دو بابا......

بہادر: (نادر سے) اس کو بھی دے دو دس روپے۔

نادر: (کچھ زچ ہو کر) ابا...... ہر فقیر کو میں نے ہی دینا ہے کیا......آپ بھی تو دیں نا...... اماں نے تو آپ کو دیئے تھے خیرات کے لیے پیسے......

بہادر: (گڑبڑا کر) ہاں...... ہاں...... میں بھی دوں گا...... ابھی راستے میں اور بہت سے فقیر آنے ہیں۔

نادر: (خفا انداز میں فقیر کو نوٹ دے کر) کون سے فقیر آنے ہیں اب ابا...... پانچ منٹ میں گھر پہنچ جانا ہے ہم نے......

بہادر: دے دوں گا...... دے دوں گا پیسے...... تم فقیر کو تو دو......

سراج: بھائی جان...... بھائی جان...... (عقب سے آواز)

نادر: دیکھ لیں جس کا ڈر تھا وہی ہوا نا...... مل گئے نا آپ کے بہنوئی...... اب تیز تیز چلیں......

بہادر: کتنا تیز چلوں......؟ جوتا تنگ کر رہا ہے...... تمہاری اماں نے بھی پتہ نہیں کیا سوچ کر یہ دلیپ کمار کے زمانے کی چپل لے دی مجھے...... (جان بوجھ کر رفتار آہستہ کرتا ہے لنگڑاتا ہے)

//Cut//

Scene No # 15

وقت: دن
جگہ: گلی
کردار: سراج، منصور، نادر، بہادر، کچھ دوسرے لوگ

منصور اور سراج تیزی سے بہادر اور نادر کی طرف جا رہے ہیں جو اور بھی تیزی سے چل رہے ہیں۔ منصور یک دم باپ سے کہتا ہے۔

منصور: انہوں نے آواز نہیں سنی یا ہمیں avoid کر رہے ہیں......

سراج: (مسکراتے ہوئے)......ہمیں avoid کر رہے ہیں لیکن ظاہر کر رہے ہیں کہ آواز نہیں سنی......

منصور: (ناراض ہو کر) تو اگر ہمیں avoid کر رہے ہیں تو کرنے دیں...... پھر ہمیں بھی کیا ضرورت ہے پیچھے پیچھے بھاگ کر جانے کی......نہیں عید ملنا چاہتے تو نہ ملیں۔

سراج: (بے حد چھچھورا انداز) لو عید ملنے کے لیے کون بے تاب ہو رہا ہے میں تو یہ کنفرم کرنے جا رہا ہوں کہ تمہاری ماں کی عیدی آ رہی ہے کہ نہیں......

//Cut//

Scene No # 16

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: زہرہ، نادر

زہرہ صحن میں بیرونی دروازے سے باہر جھانک کر دروازہ بند کرتے ہوئے دوسرے ہاتھ میں پکڑے سیل پر ایک نمبر ڈائل کر کے نادر سے بات کرتی ہے:

زہرہ: ہیلو......کہاں رہ گئے تم لوگ......؟

نادر: بس آ رہے ہیں اماں۔

زہرہ: ابا ساتھ ہی ہیں نا......

نادر: بالکل ساتھ ہیں ......

زہرہ: اور ہو کہاں......؟

نادر: حبیب کی دکان پر۔

زہرہ: بس ٹھیک ہے وہاں سے سات منٹ کا رستہ ہے......آ جاؤ جلدی۔

//Cut//

Scene No # 17

وقت: دن

جگہ: گلی

کردار: بہادر، نادر، منصور، سراج، چند لوگ، ایک بھکاری

نادر فون بند کرتا ہے تو بہادر بے حد خفگی سے اُس کے ساتھ چلتے ہوئے کہتا ہے۔

بہادر: ماں نے نیا ہدایت نامہ دے دیا تمہیں؟ (تبھی سراج آ جاتا ہے)

چاند سے پہلے

سراج: السلام علیکم......
بہادر: (بے ساختہ ٹھنڈا لہجہ) وعلیکم السلام......
سراج: (زبردستی گلے ملتے ہوئے) عید مبارک بھائی جان...... (بمشکل)
بہادر: عید مبارک...... (نادر اور منصور بھی ملتے ہیں)
عید مبارک...... (پھر نادر سے ملتا ہے)
منصور: عید مبارک ماموں......
بہادر: عید مبارک......
سراج: (ہنس کر) اس بار تو عید گاہ میں نظر ہی نہیں آئے آپ لوگ......؟
نادر: (ٹھنڈا لہجہ) ہاں بس ذرا پیچھے جگہ ملی......
بہادر: (ٹھنڈا لہجہ) اور ٹھیک ہو تم......؟
سراج: (ہنس کر) جی بھائی جان آپ کی دعائیں ہیں......
بہادر: (گرمجوشی سے) اور گھر میں خیریت ہے سب۔
سراج: جب تک میں گھر سے باہر رہتا ہوں...... گھر میں خیریت ہی خیریت ہوتی ہے...... آپ چلیں نا...... (نادر کو دیکھ کر جو اُس کا بازو پکڑ لیتا ہے)
بہادر: میں بعد میں آتا ہوں......
سراج: حیرانگی سے پہلے تو آپ ہمیشہ عید کی نماز کے بعد ہی ساتھ چلتے تھے...... آج کیا ہوا......؟ (طنزیہ مسکراہٹ)
بہادر: (بے ساختہ) جوتا کاٹ رہا ہے......
سراج: (قہقہہ مار کر ہنستا ہے) یہ کتوں کے کاٹنے کا تو سنا تھا...... جوتا کب سے کاٹنے لگا۔
فقیر: ......اللہ کے نام پر بابا......
بہادر: (نادر سے وہ 5 دیتا ہے خفا انداز) یہ اس فقیر کو دس روپے دے دو......
سراج: (منصور سے وہ 100 دیتا ہے) اور بیٹا تم اس فقیر کو سو روپیہ دے دو......
بہادر: (نادر سے) چلو جلدی گھر......
بہادر: (مسکرا کر) خدا حافظ......
سراج: خدا حافظ...... (تبھی دور سے حبیب آنے لگتا ہے)
حبیب: بہادر صاحب...... بہادر صاحب......

نادر: (رُکنا چاہتا ہے) اباوہ حبیب بلا رہا ہے چھٹا دینا ہے اُس نے میں لے کر آتا ہوں......

بہادر: (تیز چل کر) وہ بعد میں لے لوں گا......اب سراج کے سامنے دس 20 روپے کے چھٹے کے لیے رُکوں میں۔

نادر: (حیران ہو کر) آپ کا جوتا ٹھیک ہو گیا کیا......؟

بہادر: (ساتھ ہی گالی دیتا ہے) نہیں اتنا ٹھیک نہیں ہے......بس ہمت کر رہا ہوں چلنے کی......اُلو کا پٹھا......

نادر: (برا مان کر) کون میں......؟

بہادر: (ناراض) سراج کو کہہ رہا ہوں......

//Cut//

Scene No # 18

وقت: دن

جگہ: گلی

کردار: سراج، منصور

منصور باپ کے ساتھ اپنے گھر کی طرف جاتے ہوئے کچھ خفگی کے عالم میں کہتا ہے:

منصور: ابا سو روپے ڈبو دیئے میرے...... پیچھے ہر فقیر کو پانچ پانچ روپے دیتے آئے ہیں ......اب اس کو سو روپے دینے کی کیا تک بنتی تھی۔

(ہنس کر) سراج: خیرات نہیں دی برخوردار عزت کے لیے دیئے ہیں سو روپے...... روز روز موقع تھوڑی آتا ہے ایسا......

منصور: (بات کاٹ کر) پھر بھی ابا......

سراج: اگر میں پہلے پانچ روپے دیتا تو تیرا ماموں سو روپے دیتا میں اچھی طرح جانتا ہوں اُسے......

منصور: ماموں اتنے بے وقوف نہیں ہیں...... (وہ بے ساختہ کہتا ہے پھر خوش خوش گانے لگتا ہے)

سراج: جتنے بھی ہیں کافی ہیں (گانے لگتا ہے۔ پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے)

//Cut//

Scene No # 19

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

چاند سے پہلے

کردار: بہادر، نادر، زہرہ

بہادر بے حد غصے میں اپنے صحن میں کھڑا کہہ رہا ہے نادر صحن میں ایک کرسی پر بیٹھا کاغذ پر کچھ لکھ رہا ہے۔

بہادر: چھچھورا خاندان...... چھچھورا حلیہ...... چھچھوری حرکتیں اور چھچھوری باتیں......

زہرہ: (بے ساختہ طنزیہ) بڑی جلدی پتہ چلا آپ کو بہادر صاحب...... میں تو کب سے کہہ رہی ہوں کہ آپ کی بہن......

بہادر: (خفگی سے) بہن کی بات نہیں کر رہا میں بھائی کی بات کر رہا ہوں......

زہرہ: (آرام سے) ایک ہی بات ہے۔

بہادر: (ناراض) ایک ہی بات کیسے ہوگئی؟......

زہرہ: (تنفر سے) ایک ہی خاندان ہے وہ......

بہادر: ایک ہی خاندان بھئی کیسے ہوگیا وہ...... حسن آرا ہمارے خاندان سے ہے...... اور سراج الدولہ کا خاندان دوسرا ہے......

زہرہ: (طنزیہ) چلیں ایک خاندان چھچھورا نہ سہی...... باقی سب تو چھچھورا ہی ہے آپ کی بہن کا...... باتیں بھی حرکتیں بھی۔

بہادر: (وہ بات بدلتا ہے) 100 روپیہ دے دیا فقیر کو...... نو دو لیتا کہیں کا......

زہرہ: (زہرہ کی سوئی ابھی بھی حسن آرا پر اٹکی ہے) اسی لیے کہا میں نے آپ کو کہ کوئی ضرورت نہیں عیدی دینے کے لیے جانے کی جو فقیروں کو 100,100 روپے بانٹتے ہیں...... ان کے لیے آپ کے ہزار روپے کی کیا اہمیت ہے......

بہادر: (بہادر کی سوئی بہنوئی پر اٹکی ہے) اور چھچھوری باتیں...... کتا کاٹتا ہے یہ جوتے کا تو پہلی بار سنا ہے...... جی چاہا ایک ہاتھ رکھ کے دوں...... اپنی طرف سے مذاق فرما رہے تھے محترم......

زہرہ: (بے ساختہ) مذاق فرما نہیں اُڑا رہے تھے بہادر صاحب آپ کا......

نادر: (یک دم لکھتے لکھتے بہادر کا پاؤں دیکھ کر) ابا ویسے آپ کا جوتا ٹھیک ہوگیا......؟

زہرہ: (دیکھتی ہے) کیوں جوتے کو کیا ہوا......؟

نادر: ابا کو شاید پورا نہیں......

زہرہ: (ناراض) کیوں پورا نہیں......

بہادر: (گڑبڑا کر) نہیں ...... نہیں ...... ٹھیک ہے۔

نادر: پر گلی میں تو آپ لنگڑا کر چل رہے ہیں اب کیسے ٹھیک ہو گیا ......

بہادر: (مسکرانے کی کوشش) اتنا چلا تو کھلا ہو گیا اب ......

زہرہ: پہلے ہی کھلا تھا بہادر صاحب ......

بہادر: (اٹک کر) یقیناً کھلا ہو گا ......

زہرہ: (تیز آواز میں) میرے ساتھ دکان سے پہن کر چیک کر کے خریدا تھا آپ نے ...... بھول گئے ......؟

بہادر: (مصنوعی انداز) ہاں دکان میں تو ٹھیک لگا تھا ......

نادر: (لسٹ بہادر کو دے کر) اور ابا یہ پیسے دے دیں فقیروں کو بانٹے تھے میں نے ...... اور فطرانہ بھی دیا ......

زہرہ: ہیں فقیروں کو تم نے کیوں بانٹے ...... یہ تو لے کر گئے تھے مجھ سے ......

بہادر: ہاں لے کر تو گیا تھا ...... پر لگتا ہے جیب کٹ گئی میری ......

زہرہ: (ناراض) جیب کیسے کٹ گئی ......؟ بہن کے گھر تو نہیں ہو کر آئے ......؟

بہادر: (بے ساختہ) تم پوچھ لو نادر سے ...... میں پورا وقت اُس کے ساتھ رہا۔

نادر: (دفاع کرتے ہوئے) ہاں اماں پھوپھو کے گھر تو نہیں گئے ...... پر ابا جیب کس وقت کٹی ...... آپ نے مجھے تو نہیں بتایا ......

//Cut//

Scene No # 20

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، سراج، منصور، جھمو

بیرونی دروازے پر دستک ہوتی ہے حسن آرا بے اختیار جھمو سے کہتی ہے: (وہ کھڑی ہوتی اپنا دوپٹہ سر پر سے سرے سے لگاتی جھمو سے کہتی ہے)۔

حسن آرا: لو آ گئے بھائی جان ...... جھمو تو جا کر شیر خورمہ اور چاٹ کی ٹرے سجا ......

جھمو: لے آؤں ......؟

حسن آرا: (ناراض ہو کر ڈانٹتی ہے) پہلے تو لے کر آتی ہے ......؟ خود لے کر آؤں گی میں ......

(جھمو جاتی ہے)

سراج: (اندر داخل ہو کر پُر جوش انداز میں) السلام علیکم عید مبارک بیگم۔

حسن آرا: عید مبارک ......

منصور: عید مبارک اماں (اُسے گلے لگا کر پھر آگے بڑھ کر دروازے کی طرف جاتے ہوئے کہتی ہے۔ بھائی جان کے استقبال کے لیے)

حسن آرا: عید مبارک بیٹا ...... یہ بھائی جان کہاں رہ گئے ......؟ آپ خود اندر آ گئے یہ نہیں کیا کہ ساتھ لے کر ہی اندر آتے ......

سراج: لو...... وہ آتے تو انہیں ساتھ لے کر آتے نا ......

حسن آرا: (رنگ پھیکا پڑتا ہے) کیوں ......؟ وہ کہاں ہیں؟

سراج: (ہنس کر) اُن کا کوئی ارادہ نہیں بیگم اس بار تمہیں عیدی دینے کے لیے آنے کا ...... عید گاہ میں ہم سے ملے تک نہیں اور جب ہم خود گلی میں ان کے پیچھے گئے تو سیدھے منہ بات تک نہیں کی انہوں نے۔

حسن آرا: (بے ساختہ) ...... ہاں تو آپ سے بات نہیں کی ہو گی ...... اب تو پتہ ہے بھائی جان کو آپ کی حرکتیں ......

سراج: (ناراض ہو کر) میری حرکتیں ...... میں کیا کرتا ہوں ......

منصور: (کہہ کر اندر جاتا ہے) کہہ رہے تھے کہ جوتا بدل کر آؤں گا جوتا کاٹ رہا تھا اُنہیں ......

حسن آرا: (ہنس کر کہتی ہے) دیکھا ...... میں نہ کہتی تھی ...... کوئی وجہ ہو گی جو ساتھ نہیں آئے ...... اب تنگ جوتے کے ساتھ آتے میرے گھر ......

سراج: (چڑ کر) اچھا ...... تو دیکھ لینا پھر ...... یہ شیر خورمہ ملے گا یا نہیں ......

حسن آرا: (آواز دیتے ہوئے) چھمو ...... لے آ شیر خورمہ ان کے لیے ......

//Cut//

Scene No # 21-A

وقت: دن

جگہ: بہادر کا گھر

کردار: بہادر، زہرہ

زہرہ ٹرے میں شیر خورمہ سجائے لا کر بہادر کے سامنے رکھتی ہے جو بے حد سنجیدہ بیٹھا ہوا ہے صحن میں پڑی ایک کرسی پر۔ زہرہ ٹرے رکھ کر نادر کو آواز دیتی ہے۔

زہرہ: نادر ...... آ جاؤ ...... شیر خورمہ کھا لو ......

نادر: (اندر سے آواز) آتا ہوں اماں...... (بیٹھ کر شیر خورمہ پیالے میں ڈالنے لگتی ہے)

زہرہ: یہ لیں بہادر صاحب زندگی میں پہلی بار عید کے دن میرے ہاتھ کا بنا شیر خورمہ اپنی بہن کے گھر سے پہلے کھا رہے ہیں......

بہادر: (مداخلت کرتا ہے) بس تھوڑا ہی ڈالنا...... مجھے طلب نہیں ہے زیادہ۔

زہرہ: (طنزیہ) طلب کیوں ہوگی زیادہ...... وہ تو حسن آرا کے شیر خورمہ کے لیے ہوتی ہے—— پیالے بھر بھر کے کھائے جاتے ہیں وہاں......

نادر: (باہر آکر بیٹھتے ہوئے) دیں اماں...... مجھے بھی کیا کھلانا ہے......؟ پھر آپا کی عیدی لے کر جانا ہے میں نے......

زہرہ: (بہادر اس دوران شیر خورمہ کے پیالے میں بڑے محتاط انداز میں چمچ چلا کر کر کچھ دیر تولتا ہے اور پھر پہلا چمچ احتیاط سے منہ میں رکھتا ہے۔) دو دفعہ فون آگیا ہے اُس کا—— کہ بھائی کب آرہا ہے عیدی لے کر میری۔

نادر: ہاں بس یہ کھالوں تو چلتا ہوں......

زہرہ: (زہرہ نادر سے پوچھتی ہے) کیسا لگ رہا ہے بہادر صاحب...... آپ کو میرے ہاتھ کا شیر خورمہ——؟

بہادر: (بمشکل نگلتے ہوئے) بس ٹھیک ہے...... میٹھا کچھ زیادہ ہوگیا...... اور دودھ کچھ پتلا رہ گیا—— اور سویاں بھی کچھ ٹھیک سے گلی نہیں...... لیکن ٹھیک ہے۔

زہرہ: (ناراض ہو کر) باقی پیچھے ٹھیک کیا رہ گیا...... دو سیکنڈ میں پانچ سو نقص ڈال دیئے آپ نے میرے شیر خورمہ میں......

بہادر: (بے ساختہ) اب تم نے خود پوچھا مجھ سے کہ کیسا ہے تو میں نے کہا...... نہ پوچھتی تو میں کچھ کہہ رہا تھا......

زہرہ: (ناراض) تعریف کرنے کو کہا تھا میں نے......

بہادر: (بے ساختہ) ہاں تو تعریف کی میں نے...... میں نے کہا...... اچھا ہے......

زہرہ: (بے ساختہ) حسن آرا سے بھی اچھا ہے۔

بہادر: (بات بدلتا ہے) پانی دینا......

زہرہ: (پانی کا گلاس تھما کر طنزیہ) یہ لیں...... اُس کے بعد بھی پوچھوں گی......

بہادر: (گلاس رکھتے ہوئے) اور دینا......

زہرہ: (بے ساختہ) شیر خورمہ......؟

بہادر: پانی......

زہرہ: (اور پانی دیتی ہے خفگی کے عالم میں) پانی پی پی کر میرے ہاتھ کا شیر خورمہ کھا رہے ہیں......

نادر: (فخریہ انداز میں) پر دیکھیں اماں میں نے ایک بار بھی پانی نہیں پیا آپ کے ہاتھ کا شیر خورمہ کھاتے ہوئے......

زہرہ: (خفگی سے) آپ کی بہن کے شیر خورمے میں پستے بادام کے سوا کیا ہوتا ہے...... میں بھی ایک کلو پستہ بادام اس میں ڈال دیتی......چھچھورے لوگوں کی طرح......اور اوپر چاندی کے ورق تھوپ دیتی تو آپ جھوم جھوم کر کھاتے میرا شیر خورمہ بھی......

بہادر: (بے ساختہ) میں نے کچھ کہا......؟

زہرہ: پر میں ایسی چھچھوری حرکتیں نہیں کرتی......ویسے بھی پستہ بادام بہت مہنگے ہو گئے ہیں......

بہادر: (پھر وہی انداز) میں نے کچھ کہا؟......

زہرہ: (خفا ہو کر) تو کہیں آپ......میں نے کہا کہ نہ کہیں......جو دل میں ہے کہہ دیں بہادر صاحب......

//Cut//

Scene No # 22

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، سراج، منصور، نیلما

منصور نیلما اور سراج شیر خورمہ کھا رہے ہیں۔ حسن آرا بے تابی سے بھائی کا انتظار کر رہی ہے سراج شیر خورمہ کا ایک چمچ منہ میں ڈالتے ہوئے کہتا ہے:

سراج: (گہرا سانس لے کر) شیر خورمہ تو بناتی تھیں اللہ جنت نصیب کرے میری بڑی آپا......کیا خوشبو ہوتی تھی......کیا ذائقہ ہوتا تھا......سویاں منہ میں چمچ رکھنے پر گھلتی تھیں......اُن کے گھر کے دروازے سے باہر تک خوشبو جاتی تھی اُس شیر خورمہ کی......پھر وہ ذائقہ دوبارہ کبھی نہ دیکھا میں نے کہیں......

نیلما: (بے ساختہ) اہا اماں بھی اچھا شیر خورمہ بناتی ہیں......میں پہلی بار کھا رہی ہوں پر It's too good......

سراج: (مذاق اُڑاتے ہوئے) ہاں بیٹا بنا لیتی ہیں تمہاری ساس بھی ...... پر جو ذائقہ میری......

حسن آرا: (بات کاٹ کر) اب بس کریں سراج صاحب عمر گزر گئی میری لیکن ہر عید پر شیر خورمہ کا پہلا چمچ منہ میں ڈالتے ہی آپ کو اپنی بڑی آپا یاد آ جاتی ہیں ......اور خود بڑی آپا کے شوہر ہر جگہ برائیاں کرتے پھرتے تھے بڑی آپا کے ہاتھ کے کھانوں کی ......

سراج: (خفا ہو کر) بہنوئی جس قماش کا تھا اُس سے یہی توقع کی جا سکتی تھی ......

منصور: اماں آپ بھی تو کھائیں۔

سراج: بیٹا یہ تو اپنے بھائی کے ساتھ ہی کھائیں گی شیر خورمہ کا وہ پیالہ جس میں شیر خورمہ کم اور پستہ بادام زیادہ ہیں ---- پر لگتا ہے آج اُس شیر خورمہ کے پیالے کو چکھنے کی سعادت ہمیں بھی نصیب ہونے والی ہے ---- بھیا نہیں آنے کے آج ...... میں تو چلا TV دیکھنے۔ (اپنا شیر خورمہ کا پیالہ لیتے اُٹھ کر جاتا ہے حسن آرا خفا اُسے دیکھتی ہوئی منصور سے کہتی ہے)

حسن آرا: (بڑبڑاتے ہوئے) عمر دیکھو ---- اور انداز دیکھو ان کے ...... یہ واقعی سٹھیا گئے ہیں ---- اب جا کر TV پر ڈھونڈیں گے میرا اور ریما کی کوئی ٹرانسمیشن۔

//Cut//

Scene No # 21-B

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: بہادر، زہرہ، نادر

بہادر اپنے منہ میں شیر خورمہ کا ایک چمچ ڈالتا ہے اور پھر منہ چلاتے چلاتے یک دم رُکتا ہے اور منہ میں ہاتھ ڈال کر ایک لمبا سا بال نکالتا ہے۔ پھر بے حد خفگی کے عالم میں پیالہ رکھتے ہوئے کہتا ہے:

بہادر: (بلند آواز میں) لاحول ولا قوۃ ---- زہرہ بیگم ---- زہرہ بیگم ......

زہرہ: (اندر سے آتی ہے) کیوں شور ڈالا ہوا ہے ---- بیٹی کی عید بھجوا رہی ہوں آپ کو اپنا کوئی کام یاد آ گیا ہے۔

بہادر: (کھڑا ہو کر بال دکھاتا ہوا) کام یاد ---- ؟ یہ دیکھو ---- یہ کیا ہے؟

زہرہ: (دیکھنے کی کوشش کرتی ہے) کیا ہے ---- ؟ نظر نہیں آ رہا ---- کیا کیڑا ہے ہاتھ میں ......

بہادر: (غصے سے) عینک لے کر آؤ ......

زہرہ: ارے نادر ذرا عینک لے کر آنا میری ...... پتہ نہیں کیا دکھانا چاہ رہے ہیں تیرے ابا......

بہادر: (غصے سے) میں کہتا ہوں یہ ہو رہا ہے اس گھر میں ......

زہرہ: (غصے سے) ہو کیا گیا ہے اس گھر میں جو طوفان اُٹھا رہے ہیں ......

بہادر: (ناراض) جو ہوا ہے یہ پہلی بار ہوا ہے میرے ساتھ ......

نادر: یہ لیں اماں عینک ...... (آ کر عینک دیتا ہے)

زہرہ: (عینک لگا کر بال دیکھنے کی کوشش کرتی ہے) پر ہوا کیا ...... دکھائیں ...... کیا دکھا رہے ہیں ...... ؟ اوہ یہ تو بال ہے (اور پھر طنزیہ بہادر سے) یہ دکھانا تھا مجھے ...... بہادر صاحب آپ کا دماغ چل گیا ہے۔

بہادر: (غصے سے) یہ بال کہاں سے نکلا ہے؟ ......

زہرہ: کہاں سے نکلا ہے؟

بہادر: شیر خورمہ کے پیالے سے۔

زہرہ: (لاپرواہی سے) تو ...... ؟

بہادر: (غصے سے) تو ...... ؟ یعنی کہ تو ؟ یعنی کہ یہ کوئی بات ہی نہیں ......

زہرہ: (غصے سے) ہاں تو کیا بات ہے ...... پیالے میں بال پڑ گیا ...... کھاتے ہوئے آپ کے منہ میں آ گیا ...... آپ نے نکال دیا ...... تو ...... ؟

بہادر: (نادر سے) تم دیکھ رہے ہو اپنی ماں کا انداز ...... یہ سلیقہ ہے اس گھر کی عورت کا ...... کہ کھانے میں سے بال ...... وہ بھی عید کے شیر خورمہ میں سے بال ...... لاحول ولاقوۃ

نادر: (ماں سے) اچھا ابا اب تو جو ہونا تھا ہو گیا ...... اماں اب چل کر وہ چیزیں دے دیں مجھے ...... میں تو جاؤں ......

بہادر: (ناراض ہو کر) اور یہ بال اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ تم نے کتنے برے طریقے سے یہ شیر خورمہ پکایا ......

زہرہ: بہادر صاحب اگر ایک دن بال نکل آیا تو کیا قیامت آ گئی ...... روز میرے ہی ہاتھ کا پکا کھاتے ہیں آپ ...... روز کون سے بال نکلتے ہیں؟

بہادر: ایک حسن آرا ہے مجال ہے ایسی بدسلیقگی اس کے ہاں ہو ...... چمچے ہیں تو وہ چمک رہے ہوں گے ...... برتن ہیں تو وہ نئے نکور لگتے ہیں ...... دل خوش ہو جاتا ہے اس کا شیر خورمہ دیکھ کر۔ (زہرہ نادر کے ساتھ اندر جاتے جاتے حسن آرا کے تذکرے پر

پلٹ کر آتی ہے خفگی کے عالم میں)

زہرہ: دیکھا آگئے نا اسی بات پر...... یہی سننا چاہتی تھی میں بہادر صاحب آپ کے منہ سے ...... یہی تھا آپ کے دل میں......کوئی نقص نکال کر بہن کے گھر پہنچوں میں ......

بہادر: (کچھ گڑبڑا کر) میں نے اُس کے گھر جانے کا کب کہا؟

زہرہ: (غصے سے) اور مجھے تو لگتا ہے یہ بال بھی آپ نے خود ڈالا ہے شیر خورمہ میں۔

بہادر: لاحول ولاقوۃ......میرے سر پر اتنے لمبے بال ہیں......ڈھونڈو اور ناپو بال کو وہ تمہارا ہی بال ہے......

زہرہ: بال ناپتی ہے میری جوتی......اور یہ بہن کے سلیقے کے قصیدے نہ پڑھیں میرے سامنے......چار چار نوکر ہیں اُس کے گھر پر......میری طرح صبح پانچ بجے کام پر نہیں لگ جاتی......اور چمچے کیوں نہیں چمکیں گے......ہر عید پر نئے نکالتی ہے وہ......اور وہ جو جہیز میں اُس کو برتنوں کا انبار دیا ہے وہی کام آرہے ہیں اُس کے اب تک۔

نادر: اماں آجائیں......یہ لڑائی بعد میں کریں......ابھی سارا دن ہے باقی......

زہرہ: (غصے سے) بات کرتے ہیں بہن کے سلیقے کی......

//Cut//

Scene No # 23

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، نیلما، منصور

نیلما شیر خورمہ کے برتن ٹرے میں رکھ کر لے جاتی ہے تو حسن آرا اُس کے وہاں سے چلے جانے کا یقین کرنے کے بعد منصور سے کہتی ہے۔

حسن آرا: بھائی جان کا موڈ کیسا تھا......؟

منصور: (بے ساختہ) جیسا ہمیشہ ہوتا ہے۔

حسن آرا: (مسکرا کر) یعنی اچھا......

منصور: (سنجیدہ) یعنی برا......

حسن آرا: (کچھ خفا) لو اب تو بھی باپ کی زبان بولنے لگا۔

منصور: (سنجیدہ) اماں آپ کو پتہ ہے آپ کے سوا اُن کو کوئی پسند نہیں ہے اس گھر میں

حسن آرا: (سنجیدہ) وہ تو تیری وجہ سے ہوا......تو نے جو نیلما سے شادی پر ضد کی ورنہ تجھ کو تو

کتنا چاہتے تھے بہادر بھائی ......

یہ کیسی چاہت ہے رشتہ ہو جاتا تو سب پیار محبت اور نہیں ہوا تو سلام دعا سے بھی گئے۔

منصور: اب ایک رشتہ نہیں کیا تو اس کا مطلب ہے کہ بہن کے گھر

حسن آرا: (بے ساختہ) اور کیا ......؟ اب ایک رشتہ نہیں کیا تو اس کا مطلب ہے کہ بہن کے گھر آنا ہی چھوڑ دیں بھائی جان ......

منصور: (بے ساختہ) مطلب پرست ہیں آپ کے بھائی اماں ......

حسن آرا: بھائی جان کا قصور نہیں یہ ساری کارستانی بھابھی کی ہے۔

منصور: (کہہ کر اُٹھ جاتا ہے حسن آرا رنجیدہ بیٹھی رہتی ہے) بھابھی کی ہو یا بھائی کی ...... آپ کے ہی رشتہ دار ہیں دونوں ...... اور ابا ٹھیک کہتے ہیں۔ بڑے مطلبی رشتہ دار ہیں آپ کے ......

//Cut//

Scene No # 24

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کے گھر کا لاؤنج

کردار: سراج، چھمو

سراج TV آن کیے بے حد اشتیاق کے عالم میں مختلف چینلز پر عید کی ٹرانسمیشن ڈھونڈتا پھر رہا ہے تبھی چھمو اندر آتی ہے تو وہ اُس سے کہتا ہے۔

سراج: چھمو یہ ریما کس چینل پر آ رہی تھی ......؟

چھمو: (لاپرواہی سے) لو جی مجھے کیا پتہ ...... قسم لے لیں اگر صبح سے بیگم صاحبہ نے مجھے TV کو ہاتھ بھی لگانے دیا ہو ......

سراج: اوہ فو ...... تو تمہیں یہ بھی نہیں پتہ کہ میرا نے کس چینل پر آنا تھا ......؟ (چینل بدلتے ہوئے)

چھمو: (ہنس کر) نہیں جی ...... وہ تو اس وقت سو کر بھی نہیں اُٹھی ہو گی۔

سراج: عید کا دن ہے یہ۔

چھمو: (اسی انداز میں) اسی لیے تو کہہ رہی ہوں۔

سراج: اگر TV پر آنا ہو تو پھر ضرور سو کر اُٹھ جائے گی۔

چھمو: (کچھ کہنے لگتی ہے) مجھے تو جی سٹار پلس۔

سراج: (ٹوک کر خفگی سے) ایک تو میں تنگ آ گیا ہوں تمہارے سٹار پلس سے ...... تم میں

حب الوطنی نام کی کوئی شے نہیں......؟

چھمو: (معصومیت سے سر کھجا کر) وہ کیا ہوتی ہے جی......؟

سراج: (ناراض ہو کر) تم جاؤ...... جا کر باورچی خانے میں کام کرو اپنی بیگم صاحبہ کے ساتھ......

چھمو: (یک دم چونک کر) بیگم صاحبہ ٹھیک ہی کہتی ہیں آپ کے بارے میں......

سراج: (بے ساختہ) کیا کہتی ہیں......؟

چھمو: (بے حد خفا) جو بھی کہتی ہیں......

سراج: (خفا ہو کر) پر کہتی کیا ہیں بیگم صاحبہ میرے بارے میں......

چھمو: یہ کہ صاحب جی کے دماغ میں عقل اور سر پر بال ایک جتنے ہیں...... (کہہ کر جاتی ہے سراج بے حد خفگی سے اُسے جاتا دیکھتا ہے)

//Cut//

Scene No # 25

وقت: دن

جگہ: بہادر کا گھر

کردار: بہادر، نادر، زہرہ

بہادر بے حد خفگی سے کمر کے پیچھے دونوں بازو باندھے صحن میں بے حد روٹھے انداز میں ٹہل رہا ہے اور ساتھ بڑبڑاتا بھی جا رہا ہے:

بہادر: شیر خورمہ میں بال کھلا دیا...... لاحول ولاقوۃ...... یہ سلیقہ ہے زہرہ خاتون کا......

(تبھی نادر اندر سے کچھ شاپرز پکڑے آتا ہے اور باپ سے کہتا ہے)

نادر: اچھا ابا میں چلتا ہوں آپا کو عیدی دینے جا رہا ہوں...... یہ دیکھیں پھر فون آ گیا (وہ کہہ رہا ہے تبھی فون آ جاتا ہے اُس کے موبائل پر)...... ہیلو...... ہاں میں آ رہا ہوں آپا...... نکلنے ہی والا ہوں...... جی...... جی وہ سب دیا ہے اماں نے...... جی میں آ رہا ہوں...... ایک گھنٹے میں دس فون کر دیئے آپا نے حالانکہ پتہ بھی ہے کہ میں نے آنا ہی ہے...... لیکن پھر بھی طوفان اُٹھایا ہوا ہے...... جلدی آؤ...... جلدی آؤ...... (تبھی زہرہ ایک اور شاپر اُٹھائے آتی اُس کو ڈانٹتی ہے۔ بہادر اُس کی باتیں سنتے ہوئے کچھ اور بے چین ہوتا ہے)

زہرہ: لو...... اب بہن ہے وہ...... انتظار میں تو بیٹھی ہوگی...... اُس کے کون سے دو چار بھائی ہیں جو باری باری عیدی لے کر جائیں گے...... تمہی نے جانا ہوتا ہے...... اور

وہ بھی جب تک تمہاری شادی نہیں ہو جاتی بعد میں تو بیویاں کہاں ملنے دیتی ہیں بہنوں سے ...... خبردار تو نے شادی کے بعد اپنی آپا کے گھر عیدی لے کر جانا چھوڑا......

نادر: اماں ...... آپ کہاں کی کہاں پہنچ گئی ہیں ...... بات اب کی ہو رہی ہے۔

زہرہ: اچھا یہ کباب، چاٹ اور شیر خورمہ بھی لے جاؤ۔

بہادر: (بے ساختہ) بالوں والا شیر خورمہ......

زہرہ: چپ بیٹھیں آپ ...... (ڈانٹتی ہے)

//Cut//

Scene No # 26

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، چھمو

حسن آرا باورچی خانے میں داخل ہوتی ہے تو چھمو چائے بنانے میں مصروف ہے اور ساتھ کیلا کھا رہی ہے۔ حسن آرا کو دیکھتے ہی وہ کیلا جو ابھی صرف آدھا کھایا ہے اُس نے وہ چھلکے سمیت چھپانے کے لیے تیزی سے ڈسٹ بن میں پھینک دیتی ہے لیکن حسن آرا دیکھ لیتی ہے۔ اور بے حد خفگی کے عالم میں اُس سے کہتی ہے:

حسن آرا: سارا فروٹ کھا جا تا چھمو ...... کچھ مت چھوڑنا گھر میں......

چھمو: (ہنس کر ڈھٹائی سے) نہیں ...... ابھی فریج بھرا ہوا ہے۔

حسن آرا: (ناراض ہو کر) بھرا ہے مگر تمہارے لیے نہیں بھرا ...... اور یہ چائے کس کے لیے چڑھائی ہے؟

چھمو: (ہنس کر) وہ سر میں درد ہو رہا ہے اس لیے......

حسن آرا: (طنزیہ) پہلے تو دودھ کا گلاس بھر کے پیتی تھی تو سر درد ہونے پر ...... آج چائے کیسے یاد آ گئی تجھے......

چھمو: (سنجیدہ) وہ نیلما بی بی کو بھی ایک کپ دینا تھا تو میں نے سوچا اکٹھے بنا لوں ...... آپ بھی پیئیں گی......

حسن آرا: (سنجیدہ) نہیں ...... اور یہ نیلما کہاں ہے......؟

چھمو: (بڑبڑاتی ہے) وہ تو جی اپنے کمرے میں چلی گئیں ...... کہہ رہی تھیں اُن کے میکہ سے عیدی آئی ہے ...... وہ ذرا تیار ہو جائیں......

حسن آرا: لو ابھی تیاری میں کوئی کسر تھی......

چھمو: (ہاں میں ہاں) اور کیا......

حسن آرا: (ہاں میں ہاں) اور میکے سے عیدی ہی آنی تھی کوئی ملکہ برطانیہ کا تاج تو نہیں آ رہا......

چھمو: (بڑبڑاتے ہوئے) بالکل صحیح کہہ رہی ہیں آپ۔

حسن آرا: (بڑبڑا کر) ایسے جیسے میری عیدی تو آئی ہی نہیں کبھی......

چھمو: (بے ساختہ معصومیت) اور کیا......؟ بہادر بھائی جان کب تک آ جائیں گے؟

حسن آرا: (ناراض ہو کر) تجھے کیا......؟ جب مرضی آئیں...... تیری طرح فارغ نہیں بیٹھے سو کام ہیں اُنہیں......

چھمو: (معنی خیز انداز میں) یہ تو ہے...... پر نیلما بی بی ہی بار بار پوچھ رہی تھیں کہ اماں کے بھائی کب آئیں گے......اور آتے بھی ہیں کہ نہیں......؟

حسن آرا: (غصے سے) یہ نیلما نے پوچھا......؟

چھمو: (ناراض) اور کیا جی...... میں نے کوئی اپنے پاس سے کہنا تھا

حسن آرا: اُسے کیا میری عیدی سے......؟

چھمو: میں نے بھی یہی کہا اُن سے......

حسن آرا: (ناراض) وہ اپنے کام سے کام رکھے۔

چھمو: بالکل......

حسن آرا: اور یہ سب کچھ اُسی کی وجہ سے تو ہوا ہے......

چھمو: اور کیا......؟

حسن آرا: کہاں مرضی تھی میری منصور کے ساتھ اُس کی شادی کرنے پر...... ایسی حسین تھی میری بھتیجی...... لیکن اُس نے منصور کو پھانس لیا...... مان کے نہ دیا وہ میری بات...... بھائی چھوٹ گیا میرا اُس کی وجہ سے...... اور اب وہ اپنی عیدیاں سناتی پھر رہی ہے۔

چھمو: یہ سب کہہ دیں جی انہیں...... دودھ کا دودھ پانی کا پانی کر دیں

حسن آرا: ہاں ہاں کہہ بھی دوں گی کبھی میں ڈرتی نہیں اُس سے......

چھمو: ڈرتی تو آپ واقعی کسی سے نہیں......

حسن آرا: (یک دم بیرونی دروازے پر بیل کی آواز سنتی ہے اور بے حد جوش میں خوش ہو کر دوپٹہ سیدھا کرتی باہر جاتی ہے) لگتا ہے بھائی جان آ گئے...... میں کہہ رہی تھی ناں کہ

چاند سے پہلے

آنے ہی والے ہوں گے ..... تم لے آؤ شیر خورمہ اور چاٹ کی ٹرے.....

//Cut//

Scene No # 27

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: سراج

سراج TV پر عید ٹرانسمیشن میں ایک بڑا رنگین سا گانا دیکھتے ہوئے جھوم رہا ہے جب وہ بیل کی آواز سنتا ہے اور یک دم جیسے ہڑبڑا کر چونک جاتا ہے۔ ریموٹ سے TV بند کرتے وہ بڑے ہڑبڑائے انداز میں جوتا پہنتے تقریباً بھاگتے ہوئے دروازے سے باہر جاتا ہے۔

//Cut//

Scene No # 28-A

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: زہرہ

زہرہ گھر کے صحن میں سیل فون کان سے لگائے ٹہل رہی ہے اور ساتھ ساتھ باتیں بھی کر رہی ہے۔

زہرہ: پہنچ گیا نادر..... اچھا..... ماشاءاللہ..... ہاں..... ہاں بھائی ہے تمہارا..... اپنی مرضی سے وہ سوٹ لے کر آیا ہے..... تمہیں ہر بار عید پر دیتا ہے تو اس بار کیسے نہ دیتا..... شکریہ ادا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں بھائی ہے تمہارا..... ہاں ہاں..... بھائی کس لیے ہوتے ہیں..... ہیں وہ لفافہ نہیں لے کر گیا..... اچھا تو بھیج اُس کو میں دوبارہ بھیجتی ہوں..... میں.....؟..... میں ادھر صحن میں ہی ہوں..... نادر آجائے تو پھر جاؤں گی اندر..... ورنہ تیرے ابا نکل جائیں گے گھر سے..... (وہ کہتے ہوئے بڑے چیکے انداز میں ایک طرف دیکھتی ہے)

کیمرہ پہلی بار پیچھے برآمدے میں پرندوں کے ایک پنجرے کے پاس کھڑے بہادر کو دکھاتا ہے جو زہرہ کے جملے پر تملا کر اُسے پلٹ کر دیکھتا ہے۔

//Intercut//

Scene No # 29

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، چھمو، جمعدار، سراج

حسن آرا بے حد خوش خوش تیز تیز چلتے ہوئے دوپٹہ سیدھا کرتی جا کر دروازہ کھولتی ہے باہر بگو جمعدار جھاڑو بغل میں دبائے ہنستا ہوا کھڑا ہے حسن آرا کی مسکراہٹ غائب ہو جاتی ہے۔

بگو: سلام بیگم صاحبہ...... عید مبارک......

حسن آرا: (بے حد ٹھنڈے لہجے میں اور مایوس انداز میں) عید مبارک......

بگو: وہ میری عیدی جی......

حسن آرا: ہاں...... ہاں لا رہی ہوں میں (تبھی چھمو بھی شیر خورمہ کی ٹرے پکڑے لہراتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی باہر آجاتی ہے۔ حسن آرا واپس پلٹتی ہے بے حد مایوسی کے عالم میں تو چھمو کو ٹرے سمیت آتا دیکھ کر خفگی سے کہتی ہے)

حسن آرا: یہ تو ٹرے لے کر کہاں چل پڑی ہے...... چل اندر جا کر رکھ۔

چھمو: (حیران ہو کر) آپ نے ہی کہا تھا بھائی جان آئے ہیں......

حسن آرا: (ناراض) آجائیں گے وہ بھی...... سارا دن پڑا ہے۔

سراج: (صحن میں نکلتے دانت نکال کر) نہیں آئے نا...... وہ نہیں آتے......

حسن آرا: (خفگی سے) نہیں آتے تو نہ آئیں...... کوئی فرق نہیں پڑتا مجھے......

سراج: (ٹالتی ہے) "فرق تو پڑتا ہے......"

حسن آرا: بگو کھڑا ہے باہر...... عیدی مانگ رہا ہے...... پیسے دیں......

سراج: (جیب سے سو کا ایک نوٹ نکال کر اُسے دیتا ہے) بگو صرف عید والے دن اتنی صبح آتا ہے کم بخت...... آج تک ایک عید پر بھی ایک منٹ لیٹ نہیں ہوا...... یہ ہوتی ہے وقت کی پابندی...... (حسن آرا نوٹ لے کر دروازے پر جاتی ہے اور بڑی احتیاط سے عیدی بگو کو دیتی ہے کہ بگو کے ہاتھ سے اُس کا ہاتھ نہ چھوئے)

حسن آرا: ...... یہ لے بگو......

بگو: مہربانی بیگم صاحبہ......

سراج: (تبھی سراج بھی پیچھے آکر تجسس سے کہتا ہے) ارے ٹھہر بگو...... وہ بہادر صاحب کے گھر سے لے آئے عیدی......

بگو: ...... نہ جی...... وہاں ابھی نہیں گیا...... اب جاؤں گا......

حسن آرا: (یک دم کچھ خیال آنے پر میٹھے انداز میں) اچھا واپسی پر آنا...... پھل دوں گی تجھے......

میں کھڑا ہوتا ہوں ابھی دے دیں

بلو: (خوش ہو کر) میں کھڑا ہوتا ہوں
پھر دیتی ہوں ......

حسن آرا: ٹائم لگے گا نکالنے میں تو اُدھر ہو آ...... پھر دیتی ہوں ......

بلو: اچھا جی......

سراج: (حسن آرا دروازہ بند کر کے اندر آتی ہے سراج پیچھے آتے ہوئے) یہ آج بلو جمعدار
پر اتنی مہربانی کیسے؟......

حسن آرا: سراج صاحب آپ جا کر TV پر اپنی ریما اور میرا ڈھونڈیں ...... مجھ سے سوال
جواب نہ کریں۔ (بے حد خفگی سے کہتی ہوئی باورچی خانے کی طرف چلی جاتی ہے
سراج پھر گنگناتا ہوا اندر جاتا ہے)

سراج: پائل میں گیت ہیں چھم چھم کے......

//Cut//

Scene No # 28-B

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: زہرہ، بہادر

زہرہ فون بند کر رہی ہے بہادر بے حد خفگی اور غصے کے عالم میں اُس سے کہتا ہے۔

بہادر: بیٹی کی نظر میں دو کوڑی کا کر دیا مجھے ...... بار بار ایک ہی تکرار ...... تمہارے ابا جا رہے
ہیں بہن کے گھر...... تمہارے ابا جا رہے ہیں بہن کے گھر...... کیا سوچتی ہوگی وہ کہ
باپ کو اُس کا کوئی خیال ہی نہیں......

زہرہ: (تیز آواز) یہی تو بتا رہی ہوں بہادر صاحب کہ بیٹی اور بیوی کا خیال رکھنا سیکھیں
اب...... بہن کو بھول جائیں......

بہادر: (تیز آواز) بھول گیا ہوں بہن کو میں ...... صحن میں پھرنے کا یہ مطلب نہیں کہ میں
گھر سے نکلنے کے لیے پر تول رہا ہوں۔

زہرہ: اب یہ تو آپ کو پتہ ہوگا کہ آپ پر تول رہے ہیں یا کیا کر رہے ہیں......

زہرہ: (مسکراہٹ چھپاتے ہوئے) پر 40 سالہ شادی شدہ زندگی میں آج پہلی بار میں
نے آپ کو اپنے قدموں پر اتنا چلتے دیکھا ہے...... اور وہ بھی عید کے دن......

بہادر: (خفا) اب میں اپنی مرضی سے اپنے گھر میں اپنے قدموں پر بھی نہیں چل سکتا۔

زہرہ: (سنجیدہ) چلیں چلیں جتنا مرضی چلیں پر اس برآمدے سے اُس دروازے تک اور بس......

بہادر: (غصے سے) میں گیا اس دروازے سے باہر ابھی تک......؟

زہرہ: جانے دیا ہوتا تو جاتے نا...... بہادر صاحب آپ کی بہن نے میری بیٹی کے ساتھ زیادتی کی ہے...... یہ یاد رکھنا ہے آپ نے۔

بہادر: (ناراض) یاد ہے مجھے...... اچھی طرح یاد ہے......

زہرہ: میری حسین و جمیل بیٹی کو چھوڑ کر اپنے اُلو نما بیٹے کے لیے چھچھوندر بیاہ لائے۔

بہادر: (چونک کر سوچتا ہے پھر بڑبڑا کر کہتا ہے) کون چھچھوندر......؟ اوہ اچھا نیلما......

//Cut//

Scene No # 30

وقت: دن

جگہ: نیلما کا بیڈ روم

کردار: نیلما، منصور

نیلما آئینے کے سامنے کھڑی بالوں میں برش کرتے ہوئے منصور سے بے حد سنجیدگی کے ساتھ کہہ رہی ہے جو چینل تلاش کرنے میں مصروف ہے:

نیلما: (چونک کر) یہ اماں کا موڈ کچھ آف ہے آج......

منصور: تمہیں کس نے کہا......؟

نیلما: میں نے خود محسوس کیا اور پھر چھمو نے بھی بتایا۔

منصور: (سنجیدہ) چھمو کو تم رہنے دو...... اور اماں ٹھیک ہیں بالکل۔

نیلما: (سنجیدہ) نہیں بالکل ٹھیک تو نہیں ہیں...... شادی کو ایک سال ہو گیا ہے...... اتنا تو میں بھی پہچانتی ہوں کہ اُن کا موڈ کب اچھا اور کب برا ہوتا ہے......

منصور: ماموں عیدی دینے آ جاتے تو موڈ بالکل ٹھیک رہتا اُن کا...... سارا مسئلہ اُن کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

منصور: بتایا تو تھا یار...... اماں اور ماموں کی مرضی تھی ماموں کی بیٹی سے میری شادی کرنے کی......

نیلما: تو......؟

منصور: (ٹال کر) تو کچھ نہیں...... ٹھیک ہو جائیں گی......

نیلما: (گہرا سانس) ہو ہی جائیں تو اچھا ہے...... ابھی ممی اور پاپا آئیں گے وہ اماں کا ایسا موڈ دیکھیں گے تو کیا کہیں گے......

//Cut//

Scene No # 31

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: زہرہ، بہادر

بہادر TV لگائے بیٹھا ہے جس پر سر کے بال گرنے اور مردوں میں گنجا پن کے حوالے سے کوئی اشتہاری فلم چل رہی ہے اور وہ بڑا مگن ہو کر مختلف مردوں کے اس حوالے سے بیانات اور اس دوا کے کامیاب اثرات کے بارے میں سن رہا ہے جس کا وہ اشتہار ہے۔ تبھی زہرہ پلیٹ میں پھل لیے آکر پاس بیٹھتی ہے اور چھری سے سیب کاٹنا شروع کرتے ہوئے کہتی ہے۔

زہرہ: (ایک چینل پر عید ٹرانسمیشن چلتی دیکھ کر) عید والے دن بھی یہی سب کچھ لگا کر بیٹھے ہوتے ہیں...... کم از کم عید والے دن تو کچھ ڈھنگ کا لگا دیا کریں۔

بہادر: (بے ساختہ) کچھ ڈھنگ کا لگا ہو کسی چینل پر تو کچھ ڈھنگ کا لگاؤں...... سب ایک نمبر کے چھچھورے شوباز اکٹھے کیے ہوتے ہیں صبح سویرے......

زہرہ: (بے ساختہ کہتی ہے) آپ کی بہن اور بہنوئی سے کم شوباز اور چھچھورے ہیں یہ سب......

بہادر: ہاں سراج کی کمپن کے ہی لوگ ہیں یہ سارے۔

زہرہ: (زہرہ پھر سیب چھیلتے ہوئے حسن آرا کا تذکرہ شروع کر دیتی ہے) بچپن سے شہلا کو دیکھ دیکھ کر ہمیں کہتی رہی...... میں تو اپنی شہلا کو ہی بہو بناؤں گی...... بھتیجی ہی لے کر آؤں گی گھر...... اور بیٹا جوان ہوا شادی کا وقت آیا تو کیسے آنکھیں پھیر لیں اُس نے...... طوطوں کو مات کر دیا اُس نے......

بہادر: (دبے لفظوں میں) یہ تو اُس کو خود سوچنا چاہیے تھا......

زہرہ: خود کوئی نہیں سوچتا بہادر صاحب...... زبان ہلانی پڑتی ہے احساس دلانے کے لیے آج کل...... پر مجال ہے بہن کے سامنے آپ کی چپ ٹوٹے...... منہ میں گھنگھنیاں لیے بیٹھے رہتے ہیں......

بہادر: (بے ساختہ) اُسے پتہ ہے ہماری ناراضگی کا......

زہرہ: پتہ ہے تو کیا کر لیا اُس نے...... آکر معافی مانگی......؟ ہاتھ پیر جوڑے......؟ ارے جھوٹے منہ سے بھی شرمندگی کا اظہار تک نہیں کیا...... خون سفید ہو گیا ہے آپ کی بہن کا۔

بہادر: (ہاں میں ہاں ملا کر) ہاں وہ تو واقعی ہو گیا...... ٹھیک کہتی ہو تم......

زہرہ: (فخریہ انداز میں) اور ہماری بیٹی کون سی بیٹھی رہ گئی...... آپ کے بھتیجے سے اچھا داماد مل گیا اُسے......

بہادر: (بہادر یک دم بے چین ہو جاتا ہے) بے شک...... یہ نادر کہاں رہ گیا......؟

زہرہ: (ہنس کر کہتی ہے) بہن کے ہاں گیا ہے اتنی جلدی کہاں آنے دے گی وہ اُسے...... سیب کھائیں۔

بہادر: (خفگی سے) وہ جو شیر خورمہ کا بال تھا وہ......

زہرہ: (بات کاٹ کر) شیر خورمہ کا بال شیر خورمہ میں گیا...... یہ سیب ہے۔

بہادر: (بے زاری سے) اُس بال کے بعد دل اُٹھ گیا میرا کھانے پینے سے۔

زہرہ: اچھا تو مت کھائیں...... میں کون سا اصرار کر رہی ہوں۔ (سیب کھانے لگتی ہے)

//Cut//

Scene No # 32

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: چھمو، حسن آرا

حسن آرا کچن میں فریج سے کچھ نکال رہی ہے جب چھمو اُس سے کہتی ہے۔ ٹیبل پر پڑے پیالے کو دیکھ کر۔

چھمو: یہ شیر خورمہ کے پیالے کا کیا کرنا ہے جی......؟

حسن آرا: (غصے سے) تجھے کیا تکلیف ہے اس پیالے کی؟

چھمو: (منہ بنا کر) کوئی تکلیف نہیں جی...... ویسے ہی پوچھ رہی تھی......

حسن آرا: (ڈانٹ کر) خبردار تو نے اس پیالے کے اوپر سے ایک بھی پستہ بادام اُتار کر کھایا......

چھمو: (ناراض) لو جی...... اب میں اتنی بھی کمینی نہیں ہوں......

حسن آرا: (ناراض) اور جا کر نیلما کو بلا کر لا......

چھمو: (آرام سے) اُن کا سنگھار ختم ہو گا تو آئیں گی وہ پیغام دے آتی ہوں اُن کو۔

حسن آرا: (غصے سے) سارا قصور اسی کا ہے...... نہ یہ رشتہ ہوتا نہ......

چھمو: (مزے سے) صحیح کہہ رہی ہیں آپ......

حسن آرا: (غصے سے) بھائی چھڑا دیا میرا۔

چھمو: اور کیا......؟ ہر بار صبح صبح آ کر عیدی دے جاتے تھے...... شیر خورمہ کھاتے تھے......

حسن آرا: (گہرا سانس) سارا قصور اُن کی بیوی کا ہے...... وہی نہیں آنے دے رہی ہوگی......
ورنہ ایسے بھی نہیں تھے کہ ایک رشتہ نہ ہونے پر......

چھمو: (مزے سے) یہ تو بالکل ٹھیک کہا آپ نے...... آپ کے بھائی کی بیوی تو کبھی اچھی نہیں لگی مجھے...... بڑی چلتا پرزہ عورت ہے......

حسن آرا: سارا قصور بھائی جان ہی کا ہے...... وہ چاہے تو آ سکتے تھے...... اور آ جائے تو اُن کا کیا جاتا ہے...... میاں کے سامنے دو کوڑی کی عزت نہیں رہنے دی میری (چھمو ہمدردانہ انداز میں خود بھی اپنے دوپٹے سے آنکھیں اور ناک رگڑتے ہوئے کہتی ہے)

چھمو: حوصلہ کریں بیگم صاحبہ...... حوصلہ کریں...... تو پھر یہ پیالے کا کیا کرنا ہے......؟

حسن آرا: دفع ہو کم بخت تو...... تجھے ابھی بھی پیالے کی پڑی ہے۔ (غصے سے روتے روتے کہتی ہے)

//Cut//

Scene No # 33

وقت: دن
جگہ: بہادر کا گھر
کردار: بہادر، زہرہ، بگو

بہادر صحن میں نکلتا ہے تیز قدموں سے تو اُس کے عقب سے زہرہ کی آواز آتی ہے۔

زہرہ: بہادر صاحب اب کدھر چل دیئے......؟ (گڑبڑا کر صحن میں پودوں کے پاس رک جاتا ہے)

بہادر: کدھر جانا ہے میں نے...... پودوں کو پانی دینے لگا ہوں......

زہرہ: دے دیا میں نے صبح سویرے...... (پودوں کا معائنہ کرتے ہوئے اور پھر وہ اُنہیں پانی دینے لگتا ہے نلکے کے ساتھ پائپ لگا کر)

بہادر: مرجھائے ہوئے لگ رہے ہیں...... کیاری سوکھی پڑی ہے گرمی بھی تو کتنی ہے......
تبھی بیرونی دروازے پر دستک ہوتی ہے تو زہرہ کہتے ہوئے جاتی ہے۔

زہرہ: میں دیکھتی ہوں...... نادر آیا ہوگا...... (وہ جا کر دروازہ کھولتی ہے تو باہر بگو کھڑا بڑی مستعدی کے عالم میں اُس کے دروازے کے سامنے سے جھاڑو دے رہا ہے اور اُسے دیکھتے ہی جھٹ سے کہتا ہے)۔

بگو: سلام بیگم صاحبہ...... عید مبارک......

زہرہ: (طنزیہ) آ گئے تم ...... یاد آ گیا تمہیں کہ یہ محلہ بھی ہے کراچی میں ......

بگو: (ہنس کر) ہاں جی کیوں نہیں ......

بہادر: (دروازے پر آ کر اُسے ہٹاتے ہوئے کہتا ہے) کون ہے ......؟ کس سے منہ ماری کر رہی ہو ......؟ ہٹو ...... مجھے بات کرنے دو ......

بگو: (ہنس کر) سلام صاحب جی ...... عید مبارک

زہرہ: (بے ساختہ) دیں اسے عید اور فارغ کریں ......

بہادر: (اپنی جیبیں ٹٹولتا ہے) پیسے کہاں ہیں میرے پاس ...... تمہیں بتایا تو تھا جیب کٹ گئی ...... تم لا دو سو کا ایک نوٹ اُسے ......

بگو: (ہمدردانہ انداز میں) ہیں صاحب جی ...... جیب کہاں کٹ گئی آپ کی ......؟

بہادر: (زہرہ کو غائب دیکھ کر جلدی سے کہتا ہے) وہاں عید گاہ میں ...... اچھا بگو ایک کام کرو ......

بگو: (جوش میں) حکم کریں صاحب جی ...... نالی نکالنی ہے ...... گٹر کھلوانا ہے ...... غسل خانہ دھلوانا ہے ...... بگو حاضر ہے جی ......

بہادر: (مدھم اور شرمسار انداز) وہ ہزار کا ایک نوٹ منگوانا ہے ......

بگو: (حیران) ہزار کا نوٹ ......؟

بہادر: (راز دارانہ انداز میں) ہاں ...... وہ حبیب دکان والے کے پاس ہے ...... تو ایسا کر اُس سے لا کر مجھے دے جا ......

بگو: (حیران ہو کر) لیں ...... پر وہ مجھے کیوں دے گا ......؟

بہادر: (جیب سے ایک کاغذ قلم نکال کر نمبر لکھتا ہے اور اُسے دیتا ہے) تو میرا فون نمبر دے اُسے ...... میں فون پہ کہتا ہوں اُسے ...... اور دیکھو بیگم صاحبہ کو پتہ نہ چلے۔

بگو: کیوں جی ......؟

بہادر: (جلدی سے زہرہ کو آتا دیکھ کر بگو جلدی سے کاغذ چھپاتا ہے) یہ بعد میں بتاؤں گا تجھے ...... یہ نمبر رکھ لے ...... تیری بیگم صاحبہ آ رہی ہے ......

//Cut//

Scene No # 34

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: سراج، منصور

سراج ابھی بھی ریموٹ لیے چینل سرچ کر رہا ہے۔ جب منصور اندر آتا ہے تو سراج بے حد خفگی کے عالم میں کہتا ہے۔

سراج: TV کا معیار بہت گر گیا ہے۔

منصور: (بیٹھتے ہوئے) کیا ہوا ابا......

سراج: (ناراض) ہر چینل کی عید ٹرانسمیشن گھٹیا اور غیر معیاری ہے۔

منصور: (مسکرا کر) ابا دونوں کا ایک مطلب ہوتا ہے......

سراج: (بے ساختہ) پر دو لفظ بول کر زیادہ تسلی ہوتی ہے دل کو......

منصور: ہوا کیا......؟

سراج: (ناراض) کسی چینل پر ریما نہیں ...... کسی پر میرا نہیں۔

منصور: (چھیڑتا ہے) ڈھونڈھ لیں شاید کہیں نرما یا ریشم مل جائے آپ کو......

سراج: (بے زار) ڈھونڈ بیٹھا ہوں وہ بھی نہیں ہیں...... ایک پر کوئی صبح صبح دانت چمکانے کے ٹوٹکے بتا رہی ہے...... ایک پر کوئی خالہ شبراتن جیسے حلیے کی عورت بٹھائی ہوئی ہے......

منصور: (مسکراتے ہوئے) صبر کریں پھر...... دو چار گھنٹے میں آجائیں گی "پریاں" کسی نہ کسی چینل پر......

سراج: (ناراض) اور تب تک تمہاری اماں بھی فارغ ہو کر آجائے گی ...... میں لکھوں گا ہر چینل کو خط......

منصور: لکھیں لکھیں ضرور لکھیں ابا...... اس طرح کے خط لکھنے سے لکھائی اچھی ہو جاتی ہے۔ (مذاق کرتا باہر چلا جاتا ہے)

//Cut//

Scene No # 35

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: بہادر، حبیب، نادر، بگو

بہادر باتھ روم میں بند حبیب سے فون پر بات کر رہا ہے۔

بہادر: ہاں...... ہاں وہ نوٹ بگو کو دے دو......

حبیب: (مشکوک) پکی بات ہے......؟

بہادر: (بے ساختہ) ہاں ہاں پکی بات ہے۔

حبیب: (بے ساختہ) بہادر صاحب ہی بات کر رہے ہیں نا آپ......؟

بہادر: ہاں...... ہاں بہادر ہی بات کر رہا ہوں......

حبیب: (یک دم) میں خود نہ آ جاؤں دینے...... چار قدم کا تو فاصلہ ہے۔

بہادر: (گھبرا کر) نہیں نہیں...... بگّو کے ہاتھ ہی بھیجو......

حبیب: (سنجیدہ) ہزار روپے کا معاملہ ہے......

بہادر: (بے ساختہ) کوئی بات نہیں...... بگّو پر پورا اعتماد ہے مجھے......

حبیب: (بگّو کو گھور کر) کیسا اعتماد......؟ ابھی پچھلے ہفتے آپ نے ہی تو میونسپلٹی والوں کو درخواست دی ہے پورے محلے سے سائن کرا کے...... کہ یہاں کا سینٹری ورکر بدلیں وہ کام چور ہے......

بہادر: (بے ساختہ) کام چور ہے پر چور نہیں...... دے دو تم اُسے ہزار کا نوٹ......

حبیب: (دوبارہ) آپ بہادر صاحب ہی ہیں نا......

بہادر: (غصے سے) تم آواز نہیں پہچانتے میری کیا......؟

حبیب: (سنجیدہ) وہ تو پہچانتا ہوں پر آواز بنانا کیا مشکل ہے آج کل......

بہادر: (زچ ہو کر) اب کیسے بتاؤں میں تمہیں کہ میں ہی بہادر ہوں......

حبیب: (تحقیقی انداز) پورا نام بتائیں اپنا......

بہادر: بہادر شاہ ظفر......

حبیب: (حیران ہو کر) یہ تو آخری مغل بادشاہ کا نام تھا......

حبیب: لو جی...... مجھے آج تک پتہ ہی نہیں تھا (دانت پیس کر ہنستا ہے)

بہادر: (غصے سے) بے وقوف آدمی میں ہی بہادر ہوں......

حبیب: (سنجیدہ ہوتے ہوئے) برا نہ منائیں بہادر صاحب یہ ہزار کے نوٹ کا معاملہ ہے...... یہ بتائیں کہ آپ کے بیٹے کا کیا نام ہے......؟

بہادر: نادر......؟

حبیب: (بے ساختہ) عمر کتنی ہے اُس کی......؟

بہادر: یہی کوئی 22-20 سال...... نہیں 25-24 نہیں...... زہرہ...... یہ نادر کی عمر کتنی ہے۔ (سوچ کر اٹک کر...... گڑبڑاتا ہے پھر زہرہ کو آواز دے کر پوچھتا ہے)

زہرہ: (باہر سے آواز) 23 سال...... کیوں......؟

بہادر: (تبھی گلی سے گزرتے نادر کو دیکھ کر) 23 سال ——

حبیب: ٹھہریں نادر سے پوچھتا ہوں وہ آرہا ہے گلی میں ——

بہادر: (گڑبڑا کر) خدا کے لیے اُس سے ذکر بھی نہ کرنا اس ہزار کے نوٹ کا ……

حبیب: (بے ساختہ) ہزار کے نوٹ کا نہیں —— عمر کا پوچھوں گا —— (نادر کو روک کر) نادر میاں …… عمر کتنی ہے تمہاری ……؟

نادر: (حیران) 23 سال …… کیوں چاچا ……؟

حبیب: کچھ نہیں …… جاؤ …… مبارک ہو بہادر صاحب —— صحیح عمر بتائی آپ نے …… (کہہ کر دوبارہ فون پر بات کرنے لگتا ہے)

بہادر: (دانت پیس کر) تجھ کو ہزار کا نوٹ دے دے اب ……

حبیب: دیتا ہوں ……

//Cut//

Scene No # 36

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: نیلما، چھمو

چھمو نیلما کے بیڈ روم کے دروازے پر کھڑی اُس سے کہہ رہی ہے:

چھمو: وہ بیگم صاحبہ بلا رہی ہیں جی ……

نیلما: میں بس آرہی ہوں۔

چھمو: جلدی آجائیں بڑے غصے میں ہیں ……

نیلما: کیوں ……؟

چھمو: (مزے سے) ایسی جی ساسوں کو عادت ہوتی ہے …… اُن کو دورے پڑتے ہیں جب بہو انہیں آرام کرتی نظر آئے۔

نیلما: پر میں آرام تو نہیں کر رہی تھی میں تو تیار ہو رہی تھی میرے میکے والے آرہے ہیں ……

چھمو: (مصالحے لگا کر) یہ تو جی اور بھی خطرناک کام ہے …… بیگم صاحبہ پہلے ہی کہہ رہی ہیں کہ آپ کے ماں باپ کوئی ملکہ برطانیہ کا تاج تھوڑی لے کر آرہے ہیں کہ آپ نے سنگھار شروع کر دیا۔

نیلما: (نیلما کو برا لگتا ہے) اور تو نے کیا کہا ……؟

چھمو: (مزے سے) لو جی میں نے کیا کہا تھا...... میں نے کہا جو بھی ہے عیدی تو آ رہی ہے...... پہلی بار عید لے کر آ رہے ہیں...... سب کے لیے کچھ نہ کچھ لے کر آئیں گے...... نوکروں تک کو خالی ہاتھ نہیں رکھیں گے......

نیلما: (سنجیدہ) تو انہوں نے کیا کہا......؟

چھمو: انہوں نے کہا...... دیکھ لیں گے نوکروں کو کیا دے کر جاتے ہیں......

نیلما: (نیلما کچھ خفگی سے اُس سے کہتی ہے) تو جا...... میں آ جاتی ہوں......

//Cut//

Scene No # 37

وقت: دن

جگہ: بہادر کا گھر

کردار: بہادر، زہرہ، نادر

بہادر صحن میں نکلتا ہے تو وہاں بیٹھی زہرہ اُس سے کہتی ہے۔ وہ ساتھ نادر کے لیے دروازہ کھول رہی ہے۔ (صحن کا)

زہرہ: یہ آپ ایک گھنٹہ سے باتھ روم میں کیا کر رہے تھے......؟ (پیٹ پر ہاتھ پھیرتے ہوئے نظریں چرا کر جھوٹ بولتا ہے نادر اندر آتا ہے)

بہادر: پیٹ خراب ہو گیا میرا...... وہ جو تم نے اپنے بالوں والا شیر خورمہ کھلایا ہے اُس......

زہرہ: (یک دم بہادر سے) اور یہ آپ نادر کی عمر کیوں پوچھ رہے تھے مجھ سے......؟

بہادر: (گھبراتا ہے) میں......؟

نادر: (چونک کر حیران ہو کر نادر سے کہتی ہے) ہیں ابا میری عمر پوچھ رہے تھے......؟ وہ تو حبیب دکاندار بھی پوچھ رہا تھا......

زہرہ: ہیں...... یہ حبیب دکاندار کو تمہاری عمر کیسے یاد آ گئی...... اور تم نے کیوں بتائی؟

نادر: (بے ساختہ) لو مجھے کیا تھا...... میں کیوں چھپاتا......؟

زہرہ: اور کتنی بتائی تو نے......؟

نادر: جتنی ہے......

زہرہ: (ڈانٹ کر) کم بخت دو چار سال کم بتانی تھی......؟

نادر: اماں کس لیے چھپاتا...... میں عورت ہوں کوئی......؟

زہرہ: (نادر سے تجسس کے عالم میں) پر یہ حبیب نے تیری عمر پوچھی کیوں......؟ جا ذرا

پوچھ کر تو آ......

بہادر: (گھبرا کر) لو بھلا اب اتنی سی بات کے لیے اُسے واپس بھیجو گی...... پوچھی تو پوچھی اُس نے عمر......

زہرہ: (تبھی بیرونی دروازہ بجتا ہے تو زہرہ کہتی ہے) پھر بھی......اب یہ کون آ گیا......؟ نادر ذرا دیکھ تو......

بہادر: (گھبرا کر دروازے کی طرف جاتا ہے) نہیں......نہیں میں جاتا ہوں......وہ ابرار آیا ہوگا......

//Cut//

Scene No # 38-A

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، سراج

سراج TV پر کوئی پروگرام دیکھنے میں مگن ہے جب حسن آرا کچھ پریشان سی کمرے میں داخل ہوتی ہے اور کچھ تھکی سی وہاں بیٹھتی ہے سراج کنکھیوں سے اُسے دیکھتا ہے اور پھر بڑے محظوظ انداز میں گنگنانا شروع کر دیتا ہے۔ حسن آرا بے حد چڑ کر کہتی ہے۔

حسن آرا: ایک تو آپ اپنا یہ منحوس گانا بند کریں......احمد رشدی بننے کی کوشش نہ کریں......

سراج: (شکوہ والا انداز غصے میں) مہدی حسن جیسی آواز والے کو احمد رشدی کے ساتھ ملا دیا......بیگم روزِ قیامت اس ظلم کا جواب دینا پڑے گا آپ کو......

حسن آرا: (بے ساختہ) مہدی حسن کی آواز کوّے جیسی ہوتی تو بلاشبہ پھر مہدی حسن جیسی آواز ہی تھی آپ کی......

سراج: اگر تمہارے بھائی جان تمہاری عیدی لے کر نہیں آئے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم ذاتیات پر اُتر آؤ......

حسن آرا: (غصے میں کہتی ہے) ذاتیات پر اُترتی ہے میری جوتی......اور خبر نامہ لگائیں آپ......(اور ریموٹ پکڑ کر چینل بدل دیتی ہے)

سراج: اب تم انتقام پر اُتر آئی ہو......

حسن آرا: (وہ خبر نامہ دیکھتے ہوئے بڑبڑاتی ہے) بھائی جان نے زیادتی کی ہے میرے ساتھ......

سراج: (ہنستا ہے) شکر ہے وہ ہزار کا نوٹ نہیں آیا......جسے سامنے تم نے ہاتھ میں لے کر

پھرنا تھا...... اور ہر آئے گئے کو رات تک ہنس ہنس کر بتاتا تھا...... کہ بھائی جان عیدی دے کر گئے ہیں "ابھی"...... (حسن آرا کو پچھلی عید یاد آتی ہے)۔

//InterCut//

Scene No # 39

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، بگو

حسن آرا اپنے دائیں ہاتھ میں ہزار کا نوٹ اس طرح دبائے ہوئے ہے کہ وہ صاف طور پر نظر آئے...... وہ دروازہ کھول کر بگو سے بات کر رہی ہے جو بے حد خوشی سے اُس کے ہاتھ میں دبے نوٹ کو دیکھ کر کہتا ہے۔

بگو: سلام جی...... وہ عیدی لینے آیا تھا...... اس بار تو ہزار روپیہ ملنے والا ہے مجھے...... (اُس کے ہاتھ میں پکڑے نوٹ کو دیکھ کر خوشامدانہ انداز میں حسن آرا سر پر ٹکا دوپٹہ سیدھا کرتے ہوئے بائیں مٹھی میں پکڑا سو کا ایک نوٹ اُسے دیتے ہوئے کہتی ہے۔)

حسن آرا: یہ......؟ یہ تو بہادر بھائی عیدی دے کر گئے ہیں ابھی مجھے...... تو یہ سو رکھ۔

//Cut//

Scene No # 38-B

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، سراج

حسن آرا بے اختیار گہری سانس لے کر حال میں واپس آتی ہے سراج ابھی بھی بولتا جا رہا ہے۔

سراج: ہم نے لاکھ ہزاروں کے نوٹ دے دیئے ساری عمر...... مگر وہ ایک ہزار کا نوٹ ہمارے سارے نوٹوں پر بھاری رہا...... دل دکھاتا رہا ہمارا...... میں تو کہتا ہوں اللہ نے سنی ہے اس بار اپنے اس بندے کی دعا...... پورا رمضان دعائیں مانگتا رہا میں......

حسن آرا: پتہ نہیں شیطان کو عید والے روز کیوں نہیں بند کرتا اللہ...... (بے حد غصے میں کہہ کر جاتی ہے)

//Cut//

Scene No # 40

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: زہرہ، بہادر

زہرہ صحن میں بیٹھی ایک پرات میں چاول چن رہی ہے جب بہادر باہر نکلتا ہے اور کہتا ہے۔

بہادر: ذرا ظہر کی نماز پڑھ آؤں میں......

زہرہ: (طنزیہ) ساری عمر گھر میں نماز پڑھتے رہے آج مسجد کیسے یاد آگئی؟

بہادر: (بے ساختہ) عید کا دن ہے یہ......

زہرہ: پہلے بھی عید کے کئی دن آئے ہیں......

بہادر: (وہ بات کرتے یک دم غصے میں آتا ہے) اب اگر خیال آ ہی گیا ہے مجھے تو تم میری نماز پر پابندی لگاؤ گی...... یعنی کفر کرو گی......؟

زہرہ: (بلند آواز میں نادر کو پکارتی ہے)...... نادر...... نادر...... جا ابا کے ساتھ مسجد ہو آ...... (آواز یک دم دھیمی کر کے منت والا انداز)

بہادر: اُس کو کیوں آوازیں دے رہی ہو...... دوست آئے بیٹھے ہیں اُس کے دوستوں کو چھوڑ کر کہاں نکلے گا......؟

زہرہ: (کہتی ہے اور ساتھ ہی آواز دیتی ہے پھر نادر کو) دوست بھی پڑھ لیں ساتھ ہی نماز ......ثواب کا کام ہے...... نادر...... نادر...... اپنے دوستوں کو بھی ساتھ ہی لے جانا مسجد میں......

نادر: (اندر سے آواز آتی ہے) جی اماں......

بہادر: (خفا ہو کر یک دم) رہنے دو...... میں گھر پر ہی پڑھ لیتا ہوں......

زہرہ: (مذاق اُڑاتے ہوئے) ہائے بہادر صاحب کفر کریں گے...... وہ بھی عید کے دن...... (بہادر کچھ کہے بغیر پاؤں پٹختا جاتا ہے)

//Cut//

Scene No # 41

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، سراج

حسن آرا بے حد خفگی کے عالم میں بیرونی دروازے سے باہر جھانک رہی ہے۔ اُس کے ہاتھ میں پھلوں کا ایک لفافہ ہے۔ تبھی سراج باہر آ جاتا ہے۔

سراج: بھیا نہیں آنے کے تمہارے بیگم......

حسن آرا: (گڑبڑا کر) بھیا کو کون دیکھ رہا ہے...... میں تو ہکّو کا انتظار کر رہی ہوں......

سراج: (ہنستے ہوئے طنزیہ) زندگی میں پہلی بار ہکّو کے لیے چکر کاٹتے دیکھا تمہیں......

حسن آرا: (لفافہ دکھا کر) پھل دینا تھا اُسے یہ......

سراج: (طنزیہ) یہ بھی پہلی بار دیکھا میں نے......

حسن آرا: (غصے سے) آپ اس طرح کی چھچھوری باتیں کرنا چھوڑ دیں......

سراج: آج تو مجھے ہی کرنی پڑیں گی...... پہلے تو تمہارے بھیا آ کر کرتے تھے پر آج تو مجھے ہی اُن کی کمی پوری کرنی ہے۔ (تبھی بیرونی دروازے کی بیل بجتی ہے وہ سراج کو گھورتی ہوئی تیزی سے دروازے کی طرف جاتی ہے اور دروازہ کھولتی ہے۔)

حسن آرا: آپ سے تو میں بعد میں پوچھوں گی سراج صاحب...... ذرا ہکّو سے فارغ ہو لوں...... (دروازے پر وقار اور نفیسہ کھڑے ہیں جو بڑے پرجوش انداز میں کہتے ہیں اُن کے ہاتھ میں شاپرز ہیں)

وقار اور بیوی: السلام علیکم عید مبارک......

//Cut//

Scene No # 42-A

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: بہادر، زہرہ، ابرار

بہادر اور ابرار صحن میں گلے مل رہے ہیں۔ زہرہ پاس کھڑی ہے۔ گلے ملنے کے بعد بہادر ابرار کو بٹھاتے ہوئے کہتا ہے۔

بہادر: میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ ابھی تک آئے کیوں نہیں تم......

ابرار: (بڑے فخریہ انداز میں) بس وہ تمہیں تو پتہ ہے سب سے پہلے بہن کی طرف جاتا ہوتا ہے اُسے عیدی دینے کے لیے۔

بہادر: (حسرت سے) کافی دیر بیٹھے جمیلہ بہن کی طرف......؟

ابرار: ہاں ...... ہاں صبح عید کی نماز پڑھ کر ہی چلا گیا تھا ...... پھر ابھی آیا ہوں وہاں سے
(تبھی زہرہ کچھ کھانے پینے کی چیزیں لے کر آتی ہیں۔ ابرار کہتا ہے)

ابرار: دیکھو اسے کہتے ہیں مہمان نوازی ...... ایک تم ہو صرف باتیں ہی کیے جا رہے ہو۔

//Cut//

Scene No # 43-A

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: سراج، حسن آرا، وقار، نفیسہ (مسز وقار)

سب لوگ ڈرائنگ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک ٹیبل تحائف سے بھرا ہوا ہے جبکہ حسن آرا بالکل بے تاثر چہرے کے ساتھ کمرے میں بیٹھی ہے۔ (سراج ہنستا ہوا وقار سے کہہ رہا ہے)

سراج: اس تکلف کی کیا ضرورت تھی ......

مسز وقار: (بے ساختہ) میں بھی منع کر رہی تھی وقار کو ......

وقار: لو بیٹی کے گھر خالی ہاتھ جاتے ......

مسز وقار: (بے ساختہ بڑے سٹائل سے) نہیں خالی ہاتھ کیوں ......؟ میں نے تو کہا تھا فلاورز اور کارڈ لے جاتے ہیں ......

حسن آرا: (چبھتا ہوا انداز اور ٹھنڈا لہجہ) نہیں آپ دونوں ہی آ جاتے تو بھی ہمیں اتنی ہی خوشی ہوتی جتنی آپ کے پھولوں اور کارڈ کے ساتھ آنے کی ہوئی تھی۔

سراج: بھئی حسن آرا بیگم کوئی خاطر مدارت کرواپنے سمدھیوں کی ......

حسن آرا: (ٹھنڈے لہجے میں منصور کو دیکھ کر کہتی ہے) صرف میرے نہیں ہیں اور پھر جس نے ڈھونڈے ہیں اُس نے خاطر مدارت کا انتظام بھی کیا ہوگا ......

منصور: میں ذرا چائے کا کہہ آؤں ......

حسن آرا: چائے کے ساتھ باورچی خانے میں جو پڑا ہے سب لے آنا ...... آخر تمہارے سسرال والے آئے ہیں ...... تمہاری بیوی کی عیدی لے کر ...... (منصور ماں کی بات پر بے حد پریشان ماتھے سے پسینہ پونچھتا نیلما کے ساتھ وہاں سے جاتا ہے۔ نیلما بھی منصور کو چبھتی نظروں سے دیکھتی ہے۔ وقار ہنس کر کہتا ہے)

وقار: بھئی ہم تو عید کے دن چائے وائے نہیں پئیں گے ...... ہم تو شیر خورمہ کھائیں گے ......

حسن آرا: (حسن آرا نفیسہ کو دیکھ کر) کیوں گھر سے کھا کر نہیں آئے کیا ......؟ آپ کی بیگم کچھ

کھاتی نہیں ہیں تو کچھ پکاتی بھی نہیں ہیں کیا......؟

سراج: بھئی نفیسہ بہن آپ تو میری بیگم کو اپنی سمارٹنیس کا راز بتائیں ...... تا کہ وہ بھی آپ کی طرح سمارٹ ہو جائیں ......

حسن آرا: (بات کاٹ کر خفگی سے) سراج صاحب پہلے آپ اپنا وزن کم کریں پھر دوسروں کے لیے ٹوٹکے اکٹھے کرتے پھریں ......خوامخواہ زبیدہ طارق بننے کی کوشش نہ کریں۔

//InterCut//

Scene No # 42-B

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: بہادر، ابرار، زہرہ

ابرار چائے کا خالی کپ رکھتے ہوئے بہادر سے کہتا ہے:

ابرار: چلو پھر جمیل کی طرف چلتے ہیں ...... (جلدی سے کھڑا ہوتا ہے)

بہادر: (بے ساختہ) ...... ہاں ہاں چلو ......

زہرہ: (بے ساختہ) لیکن کس لیے ......؟

ابرار: (حیران ہو کر) ہیں ......؟ ہر سال تو جاتے ہیں بھابھی ہم ......

بہادر: ہاں ...... ابھی آدھ گھنٹہ میں آتا ہوں واپس ......

زہرہ: (کچھ ہچکچا کر بہادر سے) ذرا بات سنیے گا ......

بہادر: بعد میں آ کر سنتا ہوں۔

زہرہ: (بڑے دلنشین انداز میں مسکرا کر) ذرا پہلے سنیے گا ......

ابرار: جاؤ جاؤ سن آؤ بھابھی اتنے پیار سے بلا رہی ہیں ...... (بہادر سے ہنس کر کہتا ہے۔ بہادر کچھ ہچکچاتا اندر جاتا ہے)

//Cut//

Scene No # 44

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: زہرہ، بہادر

زہرہ بیڈ روم میں بہادر کے سامنے کھڑی اُس کی شیروانی کی ساری جیبوں کی تلاشی لے رہی ہے۔ بہادر کمزور آواز میں خفگی سے احتجاج کر رہا ہے۔

جب الماری کی (تلاشی مکمل کر کے بے حد سختی سے) کچھ نہیں ہے میرے پاس ...... جب الماری کی

بہادر: ساری چابیاں تمہارے پاس ہیں تو میری جیب میں کیا ہوگا......

زہرہ: بس ٹھیک ہے جائیں اب ......اور کہہ رہی ہوں میں حسن آرا کے گھر نہیں جانا آپ نے ......

بہادر: (بے حد خفا باہر جاتا ہے) خالی ہاتھ جاؤں گا کیا میں اُس کے گھر......؟

//Cut//

Scene No # 45

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: منصور، چھمو

منصور چھمو کے پاس کھڑا کہہ رہا ہے۔

منصور: (بے ساختہ) چھمو تو کچھ پھل اور مٹھائی ماموں کے گھر دے آ......اور ساتھ ماموں کو جا کر کہہ آ کہ اماں انتظار میں بیٹھی ہے اُن کے......

چھمو: (بے ساختہ) لیں جی......بیگم صاحبہ کو پتہ چلے تو گلہ دبا دیں گی وہ میرا......

منصور: (بے حد بے بس) اور ماموں نہ آئے تو میری بیوی میرا گلا دبا دے گی ......تو نے دیکھا نہیں کیا کر رہی ہے اماں میرے سسرال والوں کے ساتھ......

//Cut//

Scene No # 46

وقت: دن

جگہ: بہادر کا گھر

کردار: بہادر، ابرار

ابرار صحن میں کھڑا ایک بسکٹ اُٹھا کر کھا رہا ہے جب بہادر باہر نکلتا ہے۔ اور مسکراتے ہوئے ابرار کے ساتھ چلتے ہوئے کہتا ہے۔ (بے حد دبی آواز میں پیچھے دیکھ کر زہرہ کی عدم موجودگی چیک کر کے)

بہادر: وہ بیگم نے کچھ رقم دی کہ پہلے جا کر حسن آرا کی عیدی دے کر آئیں ...... بعد میں جمیل کی طرف جائیں......تو تم جمیل کے گھر پہنچو...... میں حسن آرا کے گھر سے ہو کر آیا......

ابرار: (گہرا سانس لے کر) ایسی بیگم خوش قسمت لوگوں کو ملتی ہے......

بہادر: نہیں ...... نہیں ...... کبھی کبھی دوسروں کو بھی مل جاتی ہے ......(بڑبڑاتا ہے۔ ابرار حیران ہو کر دیکھتا ہے)

//Cut//

Scene No # 47

وقت: دن

جگہ: گلی

کردار: بہادر، بگو

بہادر اپنے گھر کے دروازے کے باہر ٹہل رہا ہے وہ بگو کو دیکھتا ہے جو خراماں خراماں آ رہا ہے اُس کے قریب آنے پر وہ اُس سے دانت پیستے ہوئے کہتا ہے:

بہادر: کم بخت کب سے انتظار کر رہا تھا تیرا ...... کہاں مر گیا تھا تو ......؟

بگو: عیدیاں اکٹھی کر رہا تھا ...... اور کیا جی ......؟ (ہنس کر جیب سے پانچ دس کے ڈھیر سارے نوٹ نکال کر دیتا ہے)

بہادر: یہ کیا ہے ......؟

بگو: (آرام سے) ہزار روپے ......

بہادر: (غصے سے) تجھے ہزار کا نوٹ لینے بھیجا تھا میں نے

بگو: (آرام سے) ہاں پر وہ تو آپ کے دوست ابرار صاحب نے لے لیا مجھ سے ...... وہ بہن کے گھر جا رہے تھے ......

بہادر: (بے حد خفا) جا پھر حبیب سے ہزار کا ایک اور نوٹ لے آ ......

بگو: وہ حبیب 100 کا دے رہا ہے ہزار کا نوٹ ...... کہہ رہا ہے۔ صبح سے ہر کوئی چھٹا لے لے کر ہزار کا نوٹ لینے آ رہا ہے ...... بھلا ایسے کیوں ہے جی ......؟ عید پر تو چھٹا ہی لینا چاہیے نا ......؟ (بہادر بے حد غصے سے ہزار کا چھٹا لیتا ہے)

//Cut//

Scene No # 43-B

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: حسن آرا، وقار، نفیسہ، سراج، منصور، نیلما

حسن آرا بے حد سرد مہری سے ہر ایک سے بے نیاز خود کو ایک لکڑی کے ہاتھ والے پنکھے سے جھلنے میں مصروف ہے۔ میز پر چائے کے لوازمات ہیں اور نیلما سرو کرنے میں مصروف ہے:

وقار: ایک تو KESC والوں کو تہواروں کا بھی کوئی خیال نہیں ...... جب دل چاہا بجلی بند کر دیتے ہیں۔

سراج: پچھلی عید پر ریما کا شو نہیں دیکھ سکا میں بجلی کی وجہ سے ...... کوئی ظلم سا ظلم ہے۔ (نفیسہ اپنی پلیٹ میں ایک چھوٹا سا چمچ حلوہ اور کیک کا آدھے انچ کا ایک ٹکڑا ڈالتے ہوئے نیلما سے لیتی ہے)

نفیسہ: میں صرف اتنا ہی لوں گی۔ وہ بھی تم Share کر لینا میرے ساتھ......

وقار: بیٹا اپنی ساس کو بھی تو دو نا ...... بہن آپ بھی تو لیں نا ......

حسن آرا: آپ ہی کھائیں ...... ہم یہ بازاری چیزیں نہیں کھاتے ...... (وقار اور نفیسہ شرمندہ ہوتے ہیں)

سراج: پر میں کھا لیتا ہوں بیٹا مجھے دینا ذرا......

نفیسہ: میں صبح چھ سات قسم کی سویٹ ڈشز بنا کر آئی ہوں ...... آپ نے کیا کیا بنایا......؟

حسن آرا: (تڑاک سے جواب) مجھے چونکہ cooking آتی ہے اس لیے میں نے ایک ہی چیز بنائی آپ کی بھی مجبوری سمجھتی ہوں میں ...... نہ بنانا آتا ہو تو پھر زیادہ ہی چیزیں بنانی چاہیے ...... کچھ نہ کچھ تو ٹھیک بن ہی جاتا ہے پھر......

نفیسہ: نہیں وہ اصل میں میرے بھائی آتے ہیں نا عید کے دن ...... تو ہر ایک کو الگ الگ میٹھا پسند ہے۔ آپ کے بھائی بھی تو آئے ہوں گے ...... (حسن آرا تیز پنکھا جھلنے لگتی ہے)

منصور: (جلدی سے گھبرا کر ایک ڈش اُٹھا کر) آنٹی آپ یہ کیوں نہیں لیتیں ......

چھمو: (اندر آتے ہوئے) عید مبارک جی ......

سراج: (ڈانٹ کر) چھمو یہ تو 250 مرتبہ عید مبارک کہہ کر گئی ہے تیرا مسئلہ کیا ہے آخر......؟

چھمو: (شرمندہ ہو کر) نہیں جی وہ میں پوچھنے آئی ہوں کسی چیز کی ضرورت تو نہیں ......

حسن آرا: (تلخی سے) اب اور کیا لا کر رکھے گی ...... باورچی خانے میں کچھ رہ گیا ہے کیا......؟

چھمو: (برا مان کر جاتی ہے) اچھا جی ......

Scene No # 48

وقت دن

جگہ: گلی

کردار: بہادر، چھمو، چند گزرنے والے لوگ۔

بہادر بے حد پریشان اور کچھ شرمندہ سا حبیب کی بند [illegible] پاس گزرنے والے لوگوں سے [illegible] کا نوٹ مانگتا پھر رہا ہے۔ جب چھمو ہاتھوں میں [illegible] کے شاپرز پکڑے ایک شاپر میں سے کوئی اچھا پھل کھانے کے لیے ڈھونڈتی چلی آ رہی ہے۔ پھر وہ ایک سیب نکال کر قمیض سے رگڑتی ہے اُسے کھانے لگتی ہے اور تبھی وہ بہادر کو دیکھتی ہے۔ اور جلدی سے ادھ کھایا سیب واپس لفافے میں ڈالتے ہوئے تیزی سے اُس کی طرف آتی [illegible]...

چھمو: عید مبارک صاحب جی......

بہادر: (چونک کر) اوہ...... خیر مبارک چھمو......

چھمو: میں تو آپ کے ہی گھر آ رہی تھی......

بہادر: (ہنس کر) کیوں......؟ خیریت؟

چھمو: ہاں جی...... وہ یہ پھل مٹھائی دینی تھی اور بیگم صاحبہ آپ کا انتظار کر رہی ہیں۔

بہادر: (جھجک کر پوچھتا ہے) اچھا تو یہ پھل مٹھائی رہنے دے...... تیرے پاس ہزار کا ایک نوٹ ہے......؟

چھمو: (فٹافٹ اپنے دوپٹے کے کونے میں بندھے دو تین ہزار کے نوٹ کھول کر) لو جی...... کوئی ایک ابھی صبح ہی تو عیدی ملی ہے مجھے...... کتنے چاہییں......؟

بہادر: (جیب سے نوٹوں کا انبار اُسے دیتا ہے) بس ایک...... اور...... یہ گن لو پیسے......

چھمو: بعد میں گن لوں گی...... اور میری عیدی...... (چند لمحے سوچتا ہے پھر یک دم اُس سے کہتا ہوا آگے بڑھ جاتا ہے)

بہادر: تیری عیدی...... تو ایسا کر...... یہ سارا پھل اور مٹھائی رکھ لے میری طرف سے۔ (چھمو خفگی سے دیکھتی ہے)

//Cut//

Scene No # 43-C

وقت: دن

جگہ: حسن آرا کا گھر

کردار: وقار، نفیسہ، منصور، سراج، حسن آرا

سب بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے ہیں۔ وقار سراج کو سر پر بال اُگانے کے لیے تراکیب بتا رہا ہے۔ نفیسہ اپنی بوریت ظاہر کرنے کے لیے وقتاً فوقتاً جمائیاں لے رہی ہے۔ نیلما منصور سے بے حد خفا نظر آ رہی ہے اور منصور بے حد مصیبت میں کبھی ماں کا چہرہ دیکھ رہا ہے اور کبھی نیلما کا جو مسلسل اپنے ہاتھ پر لگی کیوٹکس دیکھ رہی ہے۔ حسن آرا اب بھی بڑی بے رخی کے ساتھ خود کو پنکھا جھل رہی ہے۔

وقار: کدو کے بیجوں کا تیل بھی اگر دن رات سر پر مالش کریں تو بال اُگتے ہیں......

سراج: (بے حد تجسس سے) واقعی اُگتے ہیں......؟

حسن آرا: (بڑبڑاتی ہے) صرف انسانوں کے سر پر......

وقار: (دوبارہ اُس سے) بھابھی بڑا اچھا مذاق کرتی ہیں۔

سراج: اور وہ جو آپ پہلے مجھے نیولے کے ناخنوں کے پاؤڈر کا کوئی ٹوٹکہ بتا رہے تھے......

وقار: (بڑی شدومد سے) ہاں وہ...... وہ کچھ خاص مقدار میں کچھ چیزیں شامل کرنی ہوتی ہیں...... آپ میرے ساتھ چلیئے گا تو میں ملواؤں گا آپ کو اُس آدمی سے......

سراج: (اٹھتا ہے) ابھی چلیں......؟

وقار: (ہنس کر) نہیں اتنی جلدی کی ضرورت نہیں......

سراج: (جوش میں) اُس سے شرطیہ 15 دن میں سر پر بال آجاتے ہیں......

وقار: (اپنے بال دکھا کر)......شرطیہ...... یہ آپ دیکھ نہیں رہے میرے......

حسن آرا: اب نیولے کے ناخنوں کو پیس پیس کر بال اُگائیں گے...... لاحول ولاقوۃ......
(بڑبڑاتی ہے) (تبھی باہر سے بہادر کی آواز آتی ہے حسن آرا ہڑبڑا کر پنکھا پھینک کر دوپٹہ سیدھا کرتی ہے خوشی میں جیسے پاگل ہو جاتی ہے)

بہادر: منّی......منّی

حسن آرا: بھائی جان آ گئے...... میرے بھائی جان آ گئے......(ساتھ چھمو کو آوازیں منصور دونوں ہاتھ چہرے پر پھیر کر خدا کا شکر ادا کرتا ہے۔ تبھی بہادر اندر داخل ہوتا ہے۔ سراج مایوس نظر آتا ہے۔)

حسن آرا: چھمو......چھمو......آئی بھائی جان......

بہادر: (آتے ہی ڈانٹتا ہے) یہ باہر کا دروازہ کھلا رکھا ہے منّی......آج کل حالات کا پتہ بھی ہے؟

حسن آرا: جی...... جی...... وہ چھمو کم بخت نکلی ہو گی پھر گھر سے کچھ لے کر...... عید مبارک......
(بالکل فرمانبرداری سے) بھائی جان!

بہادر: عید مبارک...... (منی کے سر پر ہاتھ پھیر کر)

سراج: عید مبارک......

بہادر: یہ کون لوگ ہیں؟

حسن آرا: بھائی جان یہ منصور کے ساس سسر ہیں...... (خوش خوش) (بڑی خوشی سے تعارف کراتی ہے)

بہادر: اچھا...... اچھا......

وقار: (خوش) عید مبارک

بہادر: عید مبارک

حسن آرا: (نیلما سے پیار سے) وہ نیلما بیٹا ذرا جانا...... وہ شیر خورمہ کا پیالہ تو لانا۔

نیلما: (پیچھے سے آواز) جی اماں......

حسن آرا: اور فروٹ چاٹ بھی لے آنا......

نیلما: جی اماں...... (جاتی ہے)

حسن آرا: (بہادر سے) بیٹھیں بھائی جان کھڑے کیوں ہیں آپ......؟

وقار: (چند لمحے سوچ کر) منصور کی شادی پر ملاقات ہوئی تھی آپ سے......

بہادر: (جلدی سے) اچھا...... مجھے یاد نہیں......

حسن آرا: ہاں...... ہاں ہوئی تھی بھائی جان......

بہادر: (جلدی سے ہاں میں ہاں ملاتا ہے) ہاں...... ہاں یاد آ گیا ہوئی تھی......

حسن آرا: (مسکرا کر) ابھی آپ کا ہی ذکر کر رہے تھے وقار بھائی۔

بہادر: (خوش ہوتا ہے) اچھا اچھا میرا ذکر ہو رہا ہے......

سراج: (مذاق اُڑاتے ہوئے) ہاں نیولے کے بارے میں کچھ بتا رہے تھے وقار صاحب......

منصور: (گھبرا کر بات کاٹتا ہے) اس سے پہلے آپ کا ذکر ہوا تھا ماموں......

بہادر: اچھا...... اچھا...... (نیلما شیر خورمہ لے کر آتی ہے حسن آرا بڑے انداز میں بھائی کو شیر خورمہ دیتی ہے۔ اور ساتھ ہی نیلما کو پھر اندر بھیجتی ہے۔ سراج، وقار، منصور اور نفیسہ باتوں میں مصروف ہو جاتے ہیں)

حسن آرا: یہ لیں بھائی جان...... نیلما ذرا فرج کے نچلے خانے میں کھجور کا حلوہ ہے...... وہ بھی لانا...... اور وہاں لکڑی کی الماری میں ناریل کی مٹھائی ہے وہ بھی لے آنا۔

نیلما: جی اماں...... (جاتی ہے منصور کو دیکھ کر)

بہادر: (ایک چمچ لیتے ہی) ماشاء اللہ...... ہمیشہ کی طرح ذائقے دار ہے شیر خورمہ...... تمہارے جیسا شیر خورمہ کوئی نہیں بنا تا مُنّی......

حسن آرا: (آنکھیں چمکنے لگتی ہیں اور وہ سب کو فخریہ دیکھتی ہے) جی بھائی جان......

بہادر: (آہستہ سے دوسرا چمچ منہ میں ڈال کر سرگوشی کرتا ہے وہ بھی سرگوشی کرتی ہے) کب سے آکے بیٹھے ہیں یہ لوگ مُنّی......

حسن آرا: (ہنس کر سرگوشی کرتی ہے) چھوڑیں بھائی جان...... چھچھورے لوگ ہیں......

بہادر: (ہنس کر) تمہاری بھابھی کے خاندان جیسے......

حسن آرا: اور آپ کے بہنوئی کے خاندان جیسے بھی...... دیکھا نہیں کس طرح مِل جُل کے باتیں کر رہے ہیں......

بہادر: (تجسس سے) پر باتیں کیا کر رہے ہیں۔ (تبھی نیلما آتی ہے اور چیزیں رکھتی ہے حسن آرا پھر اُسے بھیجتی ہے۔ تبھی بہادر کے پیالے میں شیر خورمہ کھاتے کھاتے ایک بال آتا ہے لیکن وہ جلدی سے اُسے نکال کر باہر پھینک کر دوبارہ شیر خورمہ کھانے لگتا ہے اس طرح کہ کوئی یہ دیکھ نہیں پایا۔)

حسن آرا: (نیلما کو پھر بھیجتی ہے) بیٹا وہ کباب بھی پڑے ہیں فریج میں...... ذرا وہ بھی لے آؤ ...... اور کاجو کی برفی رکھی ہے شیلف میں...... وہ بھی لے آؤ......

نیلما: (منصور کو گھور کر جاتی ہے) جی اماں......

حسن آرا: کیا باتیں کرنی ہیں سراج کو سر کے بال اُگانے کے ٹوٹکے بتا رہے ہیں...... (بہادر سے سرگوشی میں)

بہادر: اچھا...... واقعی......؟ اچھے ٹوٹکے ہیں......؟

حسن آرا: پتہ نہیں بھائی جان سراج کے سر پر کچھ اُگ آیا تب تو اچھا ٹوٹکا نہیں ہوگا......

بہادر: (بہادر چونکتا ہے اور ہزار کا نوٹ نکال کر اُسے دیتا ہے) یہ تمہاری عیدی......

حسن آرا: پورا ہزار ہی دے دیا آپ نے بھائی جان...... پورا ہی ہزار دے دیا...... (بلند آواز میں جتانے والے انداز میں کہتی ہے کہ سب سن لیں)

بہادر: ہاں ...... ہاں ...... رکھو ...... کوئی نہیں ...... یہ صبح سے جیب میں لیے پھر رہا تھا میں (لاپرواہی جتاتے ہوئے وقار سے تجسس سے) ...... ہاں تو وقار صاحب آپ کوئی ٹوٹکہ بتا رہے تھے سر کے بالوں کے لیے ......)

وقار: جی ...... جی ...... وہ میں عرض کر رہا تھا کہ نیولے کے ناخنوں ...... (نیلما پھر آتی ہے)

//Cut//

Scene No # 49

وقت: دن

جگہ: زہرہ کا گھر

کردار: چھمو، نادر، زہرہ

چھمو اطمینان سے زہرہ کے گھر کرسی پر بیٹھی ہے اور زہرہ شاپرز کو تخت پر رکھتے ہوئے اُس سے کہتی ہے۔

زہرہ: تیری بیگم صاحبہ کو یہ پھل اور مٹھائی کا خیال کہاں سے آگیا آج ......؟ حاتم طائی کی قبر پر لات ماردی آج حسن آرا بیگم نے ......

چھمو: لو جی ...... انہوں نے کون سا خود خرید کر بھیجی ہے۔ وہ تو اُن کی بہو کے ماں باپ لے کر آئے ہیں۔

زہرہ: اوہ ...... اچھا ...... بہو کے ماں باپ لائے ہیں ...... میں بھی کہوں حسن آرا کو کیا ہو گیا......؟ دیکھو تو کیا پھل اور مٹھائی لائے ہیں اُس کی چہیتی بہو کے میکے والے ......

زہرہ: (زہرہ شاپرز کھول کر اندر جھانکنے لگتی ہے۔ اور تبھی اُسے وہ سیب جو چھمو نے گلی میں کھاتے کھاتے اندر ڈالا تھا اور کیلے کے چند چھلکے نظر آتے ہیں) (بے حد خفا ہو کر) یہ بھیجا تھا اُس نے ہمیں ...... جھوٹے سیب اور کیلے کے چھلکے؟

چھمو: (مصنوعی حیرت) ہا ...... ہائے ...... دیکھیں تو ذرا/ یہ تو جی بھیجنے والے کو سوچنا چاہیے ...... پر دل کتنا تھوڑا ہے آپ کی نند کا آپ کو تو پتہ ہے ......

زہرہ: (چھلکے پھینکتے ہوئے) دل اور دماغ دونوں ہی تھوڑے ہیں اُس کے پاس ......

چھمو: (مزے سے) مجھے کہہ رہی تھیں ...... دیکھ لینا چھمو تجھے ایک آنہ نہیں ملے گا زہرہ سے عیدی کا ...... چاہے تو لاکھ سلام کرتی پھرے ......

زہرہ: (ناراض) کم بخت ...... زبان دیکھ ذرا اس کی ......

(سو کا ایک نوٹ دوپٹے کے کونے سے کھول کر زہرہ چھمو کو دیتی ہے)

چھمو: اور کیا جی...... (سو کا ایک نوٹ دوپٹے کے کونے سے کھول کر زہرہ چھمو کو دیتی ہے)

زہرہ: یہ رکھ تو......اور جا کر بتانا...... بلکہ دکھانا اُسے......

چھمو: (تجسس سے) وہ تو دکھانا ہی ہے جی میں نے...... (نوٹ فرمانبرداری سے لیتی ہے)

زہرہ: اور بہو کیسی ہے تیری بیگم صاحبہ کی......؟

چھمو: اُف جی...... نہ پوچھیں دو دھاری تلوار...... پٹاخہ......آفت کی پرکالہ...... (کانوں کو ہاتھ لگا کر)

زہرہ: (خوش ہو کر) سچ کہہ رہی ہے تو......؟

چھمو: چھمو نے آج تک جھوٹ کبھی نہیں بولا......

زہرہ: (سینے پر ہاتھ رکھ کر ہنس کر) ہائے کلیجے میں ٹھنڈک ڈال دی ہے تو نے چھمو یہ بتا کر......

چھمو: خون کے آنسو رُلا رہی ہے بیگم صاحبہ کو...... مجال ہے کسی کام کو ہاتھ لگاوے......اور اب تو منصور صاحب کو ساتھ لے کر الگ ہونے کے چکر میں ہے وہ......

زہرہ: ہائے...... ہائے دیکھ لیا کیسا میرا صبر پڑا حسن آرا...... میرے مولا تو کیسا سننے والا ہے......(خود بھی ایک کیلا لیتی ہے۔)

چھمو: یہ ایک کیلا لے لوں......؟

زہرہ: لے یہ کوئی پوچھنے کی بات ہے تو جو کھا مرضی تیرا اپنا گھر ہے...... (مسکرا کر سارا لفافہ اس کے سامنے رکھ دیتی ہے)

چھمو: (مسکرا کر) دیکھا اس کو کہتے ہیں بڑا دل......

زہرہ: اچھا تو بتا پھر بہو کیا کیا کرتی ہے اُس کی اُس کے ساتھ......؟ (تجسس سے)

چھمو: (کانوں کو دوبارہ ہاتھ لگا کر) جو کرتی ہے وہ بتانے والا نہیں...... بڑا پچھتاتی ہے بیگم صاحبہ اَب کہ شہلا سے شادی کیوں نہ کی منصور کی......

زہرہ: (منہ پر ہاتھ پھیر کر) شہلا سے شادی...... ارے بیٹا تو جائے گا اُس کے ہاتھ سے...... میں ترسا دوں گی بھائی کی شکل دیکھنے کو اُسے...... چاہے جا کر کہہ دینا اُسے......

چھمو: (معصومیت سے) اچھا جی کہہ دوں گی۔

نادر: (اندر آتے ہوئے) اماں یہ ابا کہاں ہیں......؟

زہرہ: (کیلا کھاتے ہوئے) ابا تمہارے وہ اپنے دوست جمیل کے ہاں گئے ہیں ابرار بھائی کے ساتھ......

چھمو: (معصومیت سے کیلا کھاتے ہوئے) لیکن بہادر صاحب تو ہمارے گھر گئے ہیں بیگم صاحبہ کو عیدی دینے ......

زہرہ: (کیلا ہاتھ سے چھوٹ جاتا ہے) ہیں ...... کیا کہہ رہی ہے تو ......؟

چھمو: (ناراض) قسم سے .... میرے سے ہزار کا نوٹ لے کر گئے ہیں ...... مجھے عیدی تک نہیں دی ...... کنجوس کہیں کے ......

نادر: (ماں سے طنزیہ) اور لگالیں پہرے آپ ......

زہرہ: ذرا چل تو نادر میرے ساتھ تو ...... تیرے ابا کے سر پر جو چار بال ہیں وہ بھی نہیں آج چھوڑنے میں نے ...... ارے دن دیہاڑے آنکھوں میں دھول جھونک دی میرے ...... زہرہ بے حد غصے میں دوپٹہ سیدھا کرتی چپل پہنتی نادر کا بازو کھینچتی گھر سے نکل جاتی ہے۔

چھمو اُسی طرح بڑے اطمینان سے سیب کھاتی رہتی ہے۔ پھر اچانک اُسے خیال آتا ہے اور وہ بڑ بڑا کر دوپٹے کا پلو کھول کر وہ سارے نوٹ نکالتے ہوئے کہتی ہے جو بہادر نے اُسے دیئے تھے۔

چھمو: ہا ...... ہائے ...... میں تو بھول ہی گئی ...... ہزار روپیہ گننا تھا میں نے ......(وہ بڑے اطمینان سے نوٹ سیدھے کر کے گننے لگتی ہے)۔

//Cut//

The End

لانگ پلے

بس اِک لو میرج

کردار

مرکزی کردار

1) شفیق (جواد کا باپ)
2) جواد کی ماں
3) جواد کی دادی
4) جواد
5) مائرہ
6) حماد

ثانوی کردار

1) ملازم
2) ملازمہ (شگو)
3) تین لڑکیاں
4) کچھ لڑکے
5) ایک لڑکا

لوکیشنز

1: جواد کا گھر
2: حماد کا گھر
3: سڑک
4: پارک

Scene No # 1

وقت : رات

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد

جواد رات کے وقت اپنے کمرے میں بیٹھا T.V پہ ایک Romantic انگلش مووی دیکھ رہا ہے جس میں ایک جوڑے کی شادی کی تقریب ہو رہی ہے۔ جواد اُس تقریب کو دیکھتے ہوئے سوچ رہا ہے۔

جواد: (Voice Over) پتہ نہیں وہ کون سے خوش قسمت لوگ ہوتے ہیں جن کی Love Marriage ہوتی ہے اور اُن کے گھر والے ایسی شادیوں کا انتظام اپنے ہاتھوں سے کرتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ 24 سال بعد لڑکی منگوائیں اور کہیں کہ بیٹا تمہارے چچا کی بیٹی سے تمہاری شادی طے کر دی ہے...... دنیا کا سب سے بے ہودہ کام arrange marriage ہے اور اُس سے بھی بے ہودہ اکلوتا بیٹا ہونا۔ (جواد سوچتا رہ جاتا ہے۔)

//Inter//

//Cut//

Scene No # 2

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، دادی، ماں، باپ

جواد، جواد کی دادی اور ماں باپ لاؤنج میں بیٹھے ہیں اور کچھ حیران پریشان سے نظر آ رہے ہیں۔

دادی: (حیرانی سے) یہ میں نے کیا سُنا جواد؟

ماں: (نیل پالش لگاتے ہوئے حیرانگی سے) کیا؟...... کیا کہہ رہے ہو تم؟

باپ: (اخبار پڑھتے ہوئے چونک کر) ......What?

What are you Saying?

جواد: (دوٹوک انداز میں) آپ نے صحیح سنا ہے۔ میں اُس سے شادی نہیں کروں گا۔......

I will not marry her.

دادی: (خفگی سے) یہ سب تمہاری بیوی کی وجہ سے ہوا ہے۔ اسی نے جواد کے کان بھرے ہیں۔ ہاں......

ماں: (شوہر کی طرف دیکھتے ہوئے) یہ سب آپ کی وجہ سے ہوا ہے۔...... کتنی دفعہ کہا تھا کہ اس کی منگنی کرادیں، لیکن آپ نے جب بھی مانی...... اپنی ماں کی مانی ہے۔

باپ: (جواد کو ڈانٹتے ہوئے) یہ سب...... قصور تمہارا ہے، تمہیں پال پوس کر اتنا جوان اس لیے کیا کہ تم اپنے باپ کے سامنے منہ پھاڑ کے یہ کہہ رہے ہو کہ تم نے شادی نہیں کرنی؟

جواد: (خفگی سے) آپ سب میری بات کان کھول کر سُن لیں...... میں اُس سے شادی نہیں کروں گا...... نہیں کروں گا، نہیں کروں گا......

دادی: (خفگی سے) لیکن کوئی وجہ بھی تو ہوتی ہے انکار کرنے کی؟......

ماں: کسی اور لڑکی سے شادی کرنا چاہتے ہو کیا؟

باپ: (غصے سے کھڑے ہوتے ہوئے) خبردار!...... ایسا میرے مرنے کے بعد ہی ہوگا۔

جواد: اور مائرہ سے شادی میں اپنے مرنے کے بعد کروں گا۔

دادی: (خوش ہوتے ہوئے) تو دیکھا۔...... مجھے پتہ تھا، میرا بچہ مان جائے گا۔ بھلا دادی کی بات کو انکار کر سکتا تھا...... شفیق! توفیق کو فون کرو، مائرہ کو جلدی بھیجے...... ہاں......

شفیق: (خوش ہو کر جواد کو گلے لگاتے ہوئے) ارے بیٹا! جیتے رہو...... جیتے رہو...... جیتے رہو بیٹا!......

شفیق: (جواد غصے سے باہر نکل جاتا ہے۔) (خوشی سے ماں اور بیوی کو) ارے مبارک ہو...... مبارک ہو۔

//Cut//

Scene No # 3

وقت	:	دن
جگہ	:	جواد کا گھر
کردار	:	جواد، دادی

دادی تخت پہ بیٹھی جواد کو خفگی سے کہہ رہی ہے۔

دادی: بیٹا جواد! تُو تو بڑا بے لحاظ ہو گیا ہے۔ ارے تیری ماں کو کوئی اعتراض نہیں، ...... تیرے باپ کو کوئی اعتراض نہیں تو تجھے کیا تکلیف ہے؟

جواد: (خفگی سے) تکلیف ہے۔...... زندگی میری برباد ہو رہی ہے۔...... شادی میری کر رہی ہیں آپ۔......

دادی: (سمجھانے والے انداز میں) ارے خوامخواہ! ...... ارے مائرہ خوبصورت ہے، پڑھی لکھی ہے، نیک سیرت ہے۔...... اور امریکن نیشنیلٹی بھی ہے اُس کے پاس۔

جواد: (خفگی سے) تو میں کیا کروں؟...... اگر مجھے بُش کی بیٹی بھی رشتہ بھیج دے ناں تو "نہ" کر دوں۔

دادی: (سنجیدگی سے) آخر کیوں؟...... تیرا مسئلہ کیا ہے؟

جواد: (سنجیدہ ہو کر) 20 سال ٹانگیں دبانے کا یہ صِلہ دے رہی ہیں آپ مجھے۔

دادی: خبردار! جو ماں کی طرح احسان جتایا مجھ پہ تو ...... ارے ٹانگیں ہی دباتا ہے، کوئی امریکہ تو نہیں گھما دیا۔......

جواد: (بے ساختہ) تو میری شادی آپ صرف امریکہ گھومنے کے لیے کر رہی ہیں؟

دادی: (خوشی سے پان چباتے ہوئے) ارے بیٹا تمہیں تو پتہ ہی ہے کہ مجھے ڈزنی لینڈ دیکھنے کا کتنا شوق ہے۔...... توفیق نے کہا تھا کہ شادی طے ہوتے ہی، امریکہ بُلوا لے گا مجھے ...... ہاں ...... (جواد خفگی سے اُٹھ کے وہاں سے چلا جاتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 4

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، ماں

جواد کی ماں سیڑھیاں اُترتے ہوئے، نیچے کھڑے جواد سے کہہ رہی ہے۔

ماں: ارے مجھے تو پہلے ہی شک تھا، تمہاری دادی کا کوئی اپنا مطلب ہے، ورنہ وہ کہاں کرنے والی تھیں مائرہ سے تمہارا رشتہ...... ڈزنی لینڈ...... دیکھتی ہوں کیسے جاتی ہیں ڈیزنی لینڈ......

جواد: (وہ آ کر کرسی پہ بیٹھ جاتی ہے) یہی تو میں کہہ رہا ہوں آپ سے امی ...... اس میں دادی کا اپنا مطلب ہے۔...... آپ پلیز پاپا سے بات کر کے یہ رشتہ ختم کرا دیں۔

ماں: (وہ ماں کے پاس آ کے بیٹھ جاتا ہے خفگی سے) تمہارے پاپا...... اور میری بات سُنیں گے؟...... اِسی حسرت میں تو پوری عمر گزر گئی کہ وہ کبھی میری بھی سُنیں۔...... لیکن وہ تو بس ایک ہی رونا روتے رہتے ہیں کہ میں انگلش میڈیم پڑھا ہوا اور اردو میڈیم بھانجی سے مجھے پھنسا دیا۔

جواد: (خفگی سے اُٹھتے ہوئے) میں اپنی بات کر رہا ہوں امی اور آپ اپنا قصہ لے کے بیٹھ گئی ہیں۔

ماں: (خفگی سے) ارے اتنے فرمانبردار ہیں اپنی اماں کے کہ میں نے آج تک نہیں دیکھا...... اماں یہ لادوں...... اماں وہ لادوں...... اماں یہ کھا لو...... اماں وہ کھا لو...... اُن کا بس چلے ناں تو سارا دن اُن کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالتے رہیں۔

جواد: (بے چارگی سے) میرے بارے میں کچھ سوچیں امی...... میرے بارے میں سوچیں۔

ماں: (سمجھانے والے انداز میں) ارے بیٹا! تمہارا ہی تو سوچ رہی ہوں۔ اس لیے تو تمہارا رشتہ مائرہ سے کرا رہی ہوں۔...... سُنا ہے بہت فر فر انگریزی بولتی ہے وہ۔ اگر اُس نے آ کر تیرے باپ کی انگریزی کے ہوش نہ اُڑا دیئے ناں، تو مجھے کہنا۔

جواد: (خفگی سے) آپ اپنی انگریزی کی خاطر میری زندگی برباد کر رہی ہیں؟

ماں: (خفگی سے) ارے لوگ تو مرتے ہیں کہ اُنہیں امریکن لڑکی ملے۔ تجھے تو گھر بیٹھے مِل رہی ہے، تُو کیوں کفرانِ نعمت کر رہا ہے؟

جواد: (خفا سا) مجھے وہ لڑکی پسند نہیں ہے امی۔

ماں: کیوں؟...... تجھے کوئی اور لڑکی پسند ہے کیا؟ (جواد بیٹھا سوچنے لگتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 1-B

وقت : رات

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد

جواد اپنے کمرے میں بیڈ پہ لیٹا سوچ رہا ہے۔

جواد: کوئی لڑکی؟...... کوئی لڑکی پسند ہے؟...... اب میں اُنہیں کیسے بتاؤں؟...... کہ مجھے فی الحال ہر لڑکی پسند ہے...... اپنی کلاس کی، ڈیپارٹمنٹ کی...... ہر یونیورسٹی کی،

ہر لڑکی......

//Inter//
//Cut//
//Flash Back//
Scene No # 5

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد، نوکرانی

جواد کچن میں کھڑا ہے اور نوکرانی کچن کی صفائی کرنے میں مصروف ہے۔ جواد سوچ رہا ہے نوکرانی کو کام کرتے ہوئے دیکھ کے:۔

جواد: (Voice over) یہاں تک کہ میں اپنی نوکرانی شکیلہ عرف شگو سے بھی love marriage کرنے پہ تیار تھا، مغلِ اعظم کے تین شو دیکھنے کے بعد،...... آخر محبت میں ذات، پات، عُمر، رُتبے اور حیثیت کی کوئی قید نہیں ہوتی، اور میں اُس سے love marriage کر لیتا لیکن میں نے اُس دن اُسے چائے بنانے کو کہہ دیا......

جواد: (نوکرانی سے) شگو......

شگو: جی؟......

جواد: (پیار سے) ذرا ایک پیالی چائے تو پلانا۔

شکیلہ جو صفائی کر رہی ہے بغیر ہاتھ دھوئے چائے بنانے لگتی ہے۔ اور چائے بناتے ہوئے ایک ہاتھ سے اپنا ناک بھی صاف کرتی ہے۔ پاس کھڑا جواد اُسے یہ سب کرتے دیکھ رہا ہے۔ اور اُس کا دل کچھ بُرا سا ہوتا ہے۔

شگو اُسے چائے کا کپ پکڑاتی ہے۔ (جواد وہ کپ پکڑتے ہوئے سوچتا ہے۔)

جواد: (Voice ovel) مجھے اُس چائے کے ذائقے پہ کوئی اعتراض نہیں تھا۔ بلاشبہ میں نے زندگی میں اُس سے اچھی چائے کسی کے ہاتھ کی نہیں پی مگر میں اتنا unhygenic Romance افورڈ نہیں کر سکتا...... میں نہیں چاہتا کہ اپنی بیوی کے ہاتھوں پہلے ہی سال ہیپاٹائٹس کا شکار ہوں...... اُس ایک کپ کو تیار ہوتے دیکھ کر میں نے شکیلہ کو ہمیشہ اپنی بہن ہی سمجھا۔

//Cut//

//Flash back//

Scene No # 1-C

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد

جواد ڈھیر ساری books پاس رکھے سوچ رہا ہے۔

جواد: (Voice over) مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ میں love marriage کے ارادے سے باز آ گیا ہوں...... یا میں نے دنیا کی ہر لڑکی کو برادرانہ نظروں سے دیکھنا شروع کر دیا ہے...... البتہ میں نے Love marriage کے لیے اپنی کوششیں ضرور تیز کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ لڑکیوں کی نفسیات کو سمجھنے کے لیے، میں نے خواتین سے متعلق سارے ڈائجسٹ اور رسالے پڑھنے شروع کر دیئے۔

//InterCut//

Scene No # 6

وقت : رات
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد

جواد اپنے کمرے میں بیڈ پہ لیٹا ایک کتاب پڑھنے میں معروف ہے۔ اور کتاب پڑھتے ہوئے سوچ رہا ہے۔

جواد: آخر لڑکیوں کو متاثر کرنے کے لیے لڑکوں کو کیا کیا کرنا چاہیے؟...... کس طرح کسی لڑکی کے ساتھ افیئر کا آغاز ہو سکتا ہے؟...... کس طرح کوئی لڑکی میری طرف متوجہ ہو سکتی ہے؟...... پھر میں نے خواتین کے رسالوں کے تمام آزمودہ طریقے استعمال کیے۔ (جواد سوچ رہا ہے۔)

//Cut//

//Flash back//

Scene No # 7

وقت : دن
جگہ : سڑک
کردار : جواد، ایک لڑکی

جواد سڑک پر ایک لڑکی سے کہہ رہا ہے۔

جواد: (پیار سے) میں آپ کو ڈراپ کر دوں؟

لڑکی: (غصے سے) کیوں؟...... کیا تمہیں پیٹرول مفت میں ملتا ہے؟

//Cut//

Scene No # 8

وقت : دن

جگہ : سڑک

کردار : جواد، دوسری لڑکی

جواد راستے سے گزرتی ہوئی لڑکی سے کہہ رہا ہے جو سامان کے لفافے اُٹھائے ہوئے ہے۔

جواد: (پیار سے) لائیے میں آپ کی Help کر دوں؟

لڑکی: (غصے سے) No, Thank you very much Bhai ---

جواد: (شاکڈ) بھائی؟......

//Cut//

//Flash back//

Scene No # 9

وقت : رات

جگہ : پارٹی/فنکشن

کردار : جواد، ایک اور لڑکی، ایک لڑکا

جواد کہہ رہا ہے ایک لڑکی سے۔

جواد: (رومینٹک موڈ سے) اتنی خوبصورت لڑکی اکیلی بیٹھی ہوئی ہے؟

لڑکی: میں اکیلی کہاں ہوں۔...... میرے ساتھ میرا بھائی...... ہے۔ کہو تو بلاؤں؟ (ساتھ ہی اُس کا بھائی وہاں آ جاتا ہے۔ جواد ڈر کے وہاں سے چلا جاتا ہے۔)

//Cut//

//Flash back//

Scene No # 10

وقت : رات

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، لڑکی، چند لڑکے

جواد رات کے وقت اپنے بیڈ پہ لیٹا سو رہا ہے۔ وہ خواب میں دیکھ رہا ہے۔

چند لڑکے: (نعرے لگا رہے ہیں) جواد بھائی...... جواد بھائی......

لڑکی: (نعرہ لگاتی ہے) سب لڑکیوں کا ایک ہی بھائی......

لڑکے: (نعرے لگاتے ہیں) جواد بھائی...... جواد بھائی......

لڑکی: (پھر سے نعرہ لگاتی ہے) سب لڑکیوں کا ایک ہی بھائی......

لڑکے: جواد بھائی...... جواد بھائی......(جواد کی آنکھ کھل جاتی ہے اور وہ ہڑبڑا کر اُٹھ جاتا ہے۔)

//Cut//

//Flash back//

Scene No # 11

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد

جواد آئینے کے سامنے کھڑا سوچ رہا ہے۔

جواد: (Voice over) پتہ نہیں، میرے چہرے پر لڑکیوں کو یہ بھائی پن کیوں نظر آتا ہے؟...... حالانکہ اچھا خاصا سمارٹ آدمی ہوں۔...... کم از کم آئینہ تو مجھے یہی بتاتا ہے۔......

//Cut//

Scene No # 1-D

وقت : رات
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد

جواد اپنے بیڈ پہ لیٹا سوچ رہا ہے۔

جواد: (Voice over) خواتین کے رسالوں کے سارے آزمودہ فارمولے فیل ہو گئے۔

//InterCut//

Scene No # 12

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد

جواد فون پہ بات کر رہا ہے لیکن بہت ناخوش نظر آ رہا ہے۔ پھر تنگ آ کے وہ فون بند

کر دیتا ہے۔

//Cut//

Scene No # 13

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد

جواد اپنا لیپ ٹاپ پہ کسی سے chat کر رہا ہے۔ لیکن بہت ناخوش اور مایوس نظر آ رہا ہے۔

//Cut//

Scene No # 1-E

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد

جواد اپنے بیڈ پہ لیٹا سوچ رہا ہے۔

جواد: (Voice over) چاہے وہ فون پہ رومانس کرنے کا طریقہ ہو، یا پھر انٹرنیٹ پہ اپنی زندگی کے ساتھی کو ڈھونڈنے کا طریقہ۔...... میری قسمت نے خود ہی میرا ساتھ نہیں دیا۔...... اور اب یہ چچا کی بیٹی، ...... یہ کہاں سے وارد ہو گئی ہے؟...... پتہ نہیں انگریزوں کے چچاؤں اور خالاؤں کی بیٹیاں کیوں نہیں ملتیں؟

//Cut//

Scene No # 14

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، حماد

جواد اور حماد T.V لاؤنج میں بیٹھے ہیں۔ حماد سیب کھاتے ہوئے:۔

حماد: (لاپرواہی سے) اوئے! سیب کھائے گا؟

جواد: (غصے سے) زہر کھاؤں گا۔

حماد: (لاپرواہی سے) چلو زہر کھالو...... کچھ تو کھالو بھئی۔

جواد: (خفگی سے) تُو مذاق کر رہا ہے؟...... میں واقعی زہر کھالوں گا۔

حماد: (سنجیدہ ہوتے ہوئے) یار بات سُن، مجھے سمجھ نہیں آتی...... تُو اتنی دیر سے کہہ رہا

ہے...... شادی، شادی، شادی...... اور اب شادی ہو رہی ہے تو تمہیں پھر بھی آگ لگی ہوئی ہے۔

جواد: (جھنجلا کر) یار! میں love marriage کرنا چاہتا تھا، یہ arrange marriage ہے۔

حماد: (لاپرواہی سے) اویار! arrange ......love marriage...... میرج تو ہے ناں......

جواد: (خفگی سے) How can you be so insensitive? تو جانتا بھی ہے، میری زندگی کی سب سے بڑی خواہش کیا ہے؟

حماد: (سیب کھاتے ہوئے) ہاں...... جانتا ہوں...... جانتا ہوں، love marriage...... اویار! بچپن سے تیری بکواس سُن رہا ہوں یار۔

جواد: (پریشان سا) تو پھر تُو خود بتا یار، یہ زیادتی نہیں ہے؟

حماد: (تسلی دینے والے انداز میں) یار بات سُن، اس arrange marriage کو love marriage سمجھ لو۔

جواد: یہ میں نہیں کر سکتا۔

حماد: (سیب کھاتے ہوئے) اچھا بات سنو...... تم ایک کام کرو...... تمہاری کزن جب آتی ہے ناں، تو اُس سے افیئر چلاؤ۔ اور جو arrange marriage ہے وہ love marriage بن جائے گا۔

جواد: (خفگی سے) Love marriage اس طرح نہیں ہوتی۔

حماد: تو پھر کس طرح ہوتی ہے بھئی؟

جواد: (غصے سے) مجھے خود نہیں پتہ یار...... پتہ ہوتا تو اب تک کر لیتا۔

حماد: (تسلی دیتے ہوئے) بات سُن...... مجھے تم سے ہمدردی ہے۔

جواد: (غصے سے) تُو اپنی ہمدردی اپنے پاس رکھ...... مجھے تو لگتا ہے، تُو یہاں صرف پھل کھانے آتا ہے۔

حماد: (خفگی سے) اویار! کیا گھٹیا باتیں کرتے ہو۔

جواد: (خفا سا) تین دفعہ، دو سیب کھا کے جاتا ہے تُو یہاں سے۔

حماد: (خفا سا ہو کر) یار آنٹی صحیح کہہ رہی تھیں ویسے تمہارے بارے میں...... تو واقعی بدل

گیا ہے۔......

جواد: (خفگی سے) تُو اگر آنٹی کا اتنا سگا ہے تو خود جا کے کر لے آنٹی کی بھتیجی سے شادی۔

حماد: (سنجیدہ سا) او یار! بات سُن، تجھے پتہ ہے، میری شادی کے بارے میں کیا فلاسفی ہے؟...... میں کہتا ہوں، جوانی میں نہ کرو شادی، کیونکہ جوانی خراب ہو جائے گی۔ بڑھاپے میں کرو، کیونکہ بڑھاپا ہے ہی خراب۔...... چلتا ہوں اب۔...... اور بات سُن، آج سے تیرے پھل کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا میں...... ٹھیک ہے؟...... (وہ کہہ کر سیب جواد کی طرف اُچھالتا ہے جسے وہ کیچ کر لیتا ہے۔ اور چلا جاتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 15

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : شفیق، جواد

شفیق اور جواد T.V لاؤنج میں ہیں۔ شفیق صوفے پہ بیٹھا میگزین دیکھ رہا ہے۔ جواد بہت خفگی سے باپ سے کہہ رہا ہے۔

جواد: آخر پاپا! اس میں بُرائی کیا ہے؟

شفیق: تو بیٹا! آخر اس میں اچھائی کیا ہے؟

جواد: (خفگی سے) ساری دنیا کرتی ہے Love marriage۔

شفیق: (اطمینان سے) تو ساری دنیا اگر کنوئیں میں کود جائے تو کیا تم بھی کود جاؤ گے؟

جواد: (خفگی سے) پاپا! آپ love marriage کو کنویں میں کودنے سے ملا رہے ہیں؟

شفیق: بیٹا! یہ تو خودکشی کی اور بھی بھیانک form ہے۔

جواد: یہ میری خواہش ہے پاپا۔

شفیق: (ٹھنڈی آہ بھرتے ہوئے پھر وہ ذرا سی خفگی سے) آہ...... بیٹا!...... کبھی یہ میری بھی خواہش ہوا کرتی تھی۔...... لیکن جب تمہارے باپ کی یہ خواہش پوری نہ ہو سکی، تو پھر تم کیسے کرو گے love marriage......؟

جواد: (پریشان سا) پاپا! یہ میرے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔

شفیق: اور میرے لیے یہ عزت اور ناک کا مسئلہ ہے۔

جواد: (خفگی سے) آخر آپ کو مائرہ میں نظر کیا آتا ہے؟

شفیق: (مطمئن سا) وہ سب کچھ جو تمہاری ماں میں نہیں ہے۔

جواد: مثلاً؟

شفیق: مثلاً...... امریکن نیشنیلٹی ہے اُس کے پاس۔

جواد: میرے لیے بے کار ہے۔ مجھے پاکستان میں رہنا ہے۔

شفیق: اعلیٰ تعلیم یافتہ ہے وہ۔

جواد: تو میں کون سا جاہل، گنوار سے love marriage کرنے جا رہا ہوں؟

شفیق: Hmm...... دیکھو وہ فیشن ایبل ہے، ویل ڈریسڈ۔

جواد: آخری دفعہ آپ نے اُسے چار سال کی عمر میں دیکھا تھا، آپ کو کیسے پتہ کہ وہ یہ سب کچھ ہے۔

شفیق: مجھے پورا یقین ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ وہ خوبصورت ہے۔

جواد: (جواد اپنی ماں کو آتے ہوئے دیکھ کر) تو کیا میری ماں بدصورت ہے؟

ماں: (اُس کی ماں وہاں آ جاتی ہے۔ اور غصّے سے شوہر سے کہتی ہے) کیا؟...... کیا کہا آپ نے؟

جواد: (ماں سے) آپ کے بارے میں کچھ کہہ رہے ہیں۔

شفیق: (ہڑبڑا کر) وہ...... میں...... دراصل اِسے یہ سمجھا رہا تھا کہ وہ مائرہ جو ہے، وہ سفینہ کی طرح ہی خوبصورت ہے۔

جواد کی ماں: (خوش ہو کر) ہاں...... یہ تو خیر آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے تھے۔

شفیق: (سختی سے) تو پھر سمجھاؤ اپنے بیٹے کو...... لگتا ہے اس پہ فلموں کا بہت زیادہ اثر ہو گیا ہے۔ پا...... پارو...... (فلمی انداز میں)

جواد کی ماں: (خفگی سے شوہر سے) فلموں کا اثر تو آپ پہ ہو گیا ہے، کیونکہ زیادہ تر فلمیں آپ اور آپ کی والدہ ماجدہ دیکھتے ہیں۔

جواد: (ہاں میں ہاں ملاتا ہے۔) بالکل...... بالکل

شفیق: (ڈانٹتے ہوئے) کان کھول کر میری بات سُن لو...... اس گھر میں اگر ہماری بہو آئے گی، تو وہ صرف میری بھتیجی...... (ساتھ ہی اپنی بیوی کے کان میں اُس کا نام پوچھتا ہے۔ وہ اُسے جواب دیتی ہے۔)

جواد کی ماں: مائرہ......

شفیق: مائرہ ہوگی......سمجھ گئے؟......(جواد خفگی سے وہاں سے چلا جاتا ہے۔)

شفیق: (فخریہ انداز میں بیوی سے) یہ ہوتا ہے، سمجھانے کا طریقہ۔......ایک تم ہوتی ہو کہ دو، دو گھنٹے لگی رہتی ہو۔ میں نے دو منٹ بھی نہیں لگائے اور وہ پوری طرح سمجھ گیا۔......یہ فرق ہوتا ہے انگلش میڈیم اور اُردو میڈیم میں۔

سفینہ: (خفگی سے) لیکن سمجھا تو اُسے اُردو میں رہے تھے۔

شفیق: (سمجھاتے ہوئے) انگلش میڈیم والا پنجابی میں بھی سمجھائے ناں تو سمجھنے والا آٹومیٹک Translate کرلیتا ہے......Translate سمجھتی ہو؟......ترجمہ کرلیتا ہے۔ (پھر اُسے میگزین دیتے ہوئے)

شفیق: یہ لو پڑھو......انگلش میں ہے۔ (وہ وہاں سے چلا جاتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 16

وقت : رات

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، جواد کا دوست حماد

جواد اور حماد بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

حماد: (سیب کھاتے ہوئے) اوہ! مجھے ایک آئیڈیا آ گیا۔

جواد: (تجسس سے) کیسا آئیڈیا؟

حماد: (لاپرواہی سے) تُو گھر سے بھاگ جا۔

جواد: (upset سا) ابے! ابھی مجھے وہ خوبصورت لڑکی نہیں ملی، جس کے ساتھ میں بھاگنا چاہتا ہوں۔

حماد: (لاپرواہی سے) اوہ یار! اکیلا بھاگ جاناں......

جواد: (خفگی سے) میں پاگل ہوں کیا؟......

حماد: (سنجیدہ ہو کر) اوہ یار! بات سُن، میں تمہیں صحیح مشورہ دے رہا ہوں۔...... آج ہی میں نے اخبار میں پڑھا ہے۔......ماں باپ نے اپنے لڑکے کا اشتہار دیا ہے، وہ گم شدہ ہے۔......اُنہوں نے کہا بیٹا! آپ واپس آئیں گے، آپ کی ہر بات مانی جائے گی۔

جواد: (حیرت سے) کیا مطلب؟

حماد: (لاپرواہی سے) مطلب یہ کہ، تمہاری اور مائرہ کی شادی نہیں کریں گے۔ تمہیں پھر آزادی ملے گی، اپنی love marriage کرنے کی۔

جواد: (سوچتے ہوئے) آئیڈیا تو اچھا ہے، مگر......

حماد: (بات کاٹ کر) اوہ! اگر، مگر مت کر۔ تُو اکیلا بیٹا ہے، اس فیملی میں تُو تھوڑی دیر کے لیے غائب ہو جائے گا، اُدھر کرائسس ہو جائے گا...... اِدھر رپورٹ، پولیس میں رپورٹ...... اشتہاریں، سب کچھ...... پاگل ہو جائیں گے۔

جواد: (خوش ہوتے ہوئے) واقعی؟

حماد: تو اور کیا بھائی......

جواد: (سوچتے ہوئے) مگر میں بھاگ کے جاؤں گا کہاں؟

حماد: کسی دوست کے گھر جاؤ۔

جواد: (فوراً) تیرے گھر چلا جاؤں؟

حماد: (ہاتھ جوڑتے ہوئے) یار! خدا کے لیے...... میرے گھر والے دو گھنٹے بعد تمہیں اِدھر ڈراپ کریں گے، پھر مجھے بھی جوتے ماریں گے۔...... میرے گھر...... (بڑبڑاتا ہے۔)

جواد: یار! تو پھر میں کیا کروں؟

حماد: (سنجیدہ ہو کر) تُو ایسا کر، تیرے گھر میں جو سٹور روم ہے ناں، جہاں کوئی نہیں جاتا، تُو اُدھر ہی چلا جا۔

جواد: (یکدم خوش ہوتے ہوئے) یار! تیرا دماغ ہے یا شیطانی چرخہ؟

حماد: (ہنستے ہوئے) اوہ! ایسے تو نہیں میں سیب کھاتا بھئی......

جواد: (پریشان سا) لیکن یار! میں کھاؤں گا کیا؟

حماد: (سنجیدہ سا) یار! کونسا تین، چار ہفتے کی بات ہو رہی ہے، میں ایک، دو دن کی بات کر رہا ہوں، ویسے بھی تیری فریج میں کھانا ہی کھانا ہے، سب اُٹھا کے تیرے پاس لے کے آؤں گا۔

جواد: (خوش ہو کر) یار! میں تیرا یہ احسان ساری زندگی نہیں بھولوں گا۔

حماد: بالکل۔...... یاد رکھنا۔

جواد: (فکرمندی سے) پھر تُو مجھے بتاتا رہے گا ناں کہ گھر میں کیا ہو رہا ہے؟......

حماد: (تسلی دیتے ہوئے) اوہ...... ہاں، ہاں...... روز میں تیرے گھر آؤں گا، روز میں تجھے رپورٹیں دُوں گا۔...... ویسے بھی یار چوبیں گھنٹے کی بات کر رہا ہوں۔

جواد: (مطمئن سا) بس تو پھر ٹھیک ہے۔...... یہ بتا کہ بھاگوں کب؟

حماد: (سوچتے ہوئے) پہلی رمضان کو تو تُو بھاگ جا۔...... رمضان میں ویسے ہی برکت ہے، گھر والے روزے میں ہوں گے بہت تڑپیں گے تیرے لیے۔...... (جواد کچھ سوچنے لگتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 17

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد، شفیق، جواد کی دادی

جواد، جواد کا باپ اور دادی تینوں لان میں بیٹھے ہیں۔ شفیق اور دادی دونوں چائے پی رہے ہیں۔ اور ساتھ کِھل کِھلا کر ہنس رہے ہیں۔

دادی: (ہنستے ہوئے) یہ جو بچہ ہے ناں بہت Funny ہے، بہت Funny ہے...... بڑا مزاقیہ ہے۔...... (جواد کا باپ اور دادی دونوں ایک بار پھر زور دار قہقہے لگا کر ہنسنے لگتے ہیں۔ جواد غصے سے سوچتا ہے۔)

جواد: (Voice over) مجھے آج پتہ چلا ہے کہ...... رومیو، فرہاد، مجنوں، رانجھا، مرزا اور پنوں پہ جب اُن کے رشتے دار ہنستے تھے، تو اُنہیں کیسا لگتا ہوگا۔...... اور مجھے یہ بھی احساس ہوا ہے کہ تاریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے۔

دادی: (ہنستے ہوئے کہہ رہی ہے) بہت Funny ہے،...... بہت Funny ہے...... بڑا مزاقیہ ہے۔......

جواد: (غصے سے یکدم) یہ مذاق نہیں ہے۔...... میں صرف love marriage کروں گا اور صرف love marriage......

دادی: (حیران ہوتے ہوئے) ہیں!...... یہ...... بچے یہ چائے پی، چائے پی...... تاکہ تُو ٹھنڈا ہو۔

جواد: (خفگی سے) میں کوئی بچہ نہیں ہوں...... اور نہ ہی میں یہاں آپ کی چائے پینے آیا ہوں۔

شفیق: اچھا!...... تم فیصلہ سُنانے آئے تھے ناں؟...... ہم نے سُن لیا...... اب تم چائے پی

لو...... شاباش، چائے پی لو۔ (چائے کا کپ اُس کے آگے رکھتے ہوئے)

دادی: (خفگی سے) دیکھو بیٹا! آج تک، ہماری سات پشتوں میں بھی love marriage نہیں ہوئی...... تو تمہارے دماغ میں یہ فتور کیسے آ گیا؟

جواد: (غصے سے) آپ لوگ بھی سُن لیں، اگر میں نے love marriage نہیں کی تو میں یہ گھر چھوڑ کے چلا جاؤں گا۔

دادی: (حیرانی سے) ہیں؟......

شفیق: (غصے میں کھڑا ہوتا ہے پھر مذاق اُڑانے والے انداز میں) جا...... جا شاباش...... جا......

جواد: جا رہا ہوں میں......

شفیق: جا......

شفیق: سنو...... (جواد جانے لگتا ہے۔ اُسے آواز دیتا ہے جواد جیسے خوش ہو کر پلٹتا ہے کہ جیسے اُس کا باپ اُسے روکنے لگا ہے۔)

شفیق: (پھر سے کہتا ہے) جاؤ...... (جواد غصے سے وہاں سے چلا جاتا ہے۔ شفیق اور دادی ایک بار پھر سے ہنسنے لگتے ہیں۔)

//Cut//

Scene No # 18-A

وقت : رات
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد

جواد اپنے کمرے میں بیٹھا، رائیٹنگ ٹیبل پہ بیٹھا کچھ لکھنے میں مصروف ہے وہ خط لکھ رہا ہے اور لکھتے ہوئے سوچ رہا ہے کہ اس خط کا اُس کے گھر والوں پہ کیا اثر ہو گا۔

//InterCut//

Scene No # 19

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد کے ماں باپ اور دادی

دادی جواد کا وہ خط ہاتھ میں لیے رو رہی ہے اور کہہ رہی ہے۔

دادی: جواد!...... میرا بچہ......

ماں: (روتے ہوئے شفیق سے) ہائے!...... پتہ نہیں کہاں چلا گیا ہوگا میرا بچہ؟......ارے میرا اکلوتا بچہ ہے......آپ جائیں ناں، کہیں، ڈھونڈھ کے لائیں۔ میں نہیں رہ سکتی اُس کے بغیر۔

//Cut//

Scene No # 18-B

وقت : رات

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد

جواد بیٹھا سوچ رہا ہے اور جیسے دکھائی نہ دینے والے آنسو اپنی دونوں آنکھوں سے صاف کرنے لگتا ہے۔ اور جیسے بے حد اُداس سا ہو جاتا ہے۔ وہ ایک بار پھر سے سوچنے لگتا ہے۔

//InterCut//

Scene No # 20

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : دادی، شفیق

دادی اور شفیق بہت پریشان سے بیٹھے ہیں۔

دادی: (روتے ہوئے) میں تو تب تک کھانا نہیں کھاؤں گی جب تک بچہ میرا، میری آنکھوں کے سامنے نہیں آجاتا۔

شفیق: (نادم اور پریشان سا) یہ سب میرا ہی قصور ہے۔ مجھے اُسے، اُس شادی پہ مجبور نہیں کرنا چاہیئے تھا۔...... آخر وہ چاہتا ہی کیا تھا معصوم...... صرف ایک love marriage......

//Cut//

Scene No # 18-C

وقت : رات

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد

جواد اُس خط کو تہہ کرنے لگتا ہے۔ اور خط تہہ کرتے کرتے سوچنے لگتا ہے۔ اور پھر ایک اخبار نکال کر پڑھنے لگتا ہے، ساتھ وہ سوچتا ہے۔ شفیق کی آواز اُس کے کانوں میں گونجنے لگتی ہے۔ شفیق کہہ رہا ہے۔

شفیق: (Voice over) پیارے بیٹے جواد شفیق!

تم جہاں کہیں بھی ہو، عید سے پہلے واپس آ جاؤ تمہاری ماں اور دادی کی حالت بہت خراب ہے۔ ہم تمہاری ہر خواہش پوری کریں گے۔ اگر کوئی اس اشتہار کو پڑھے اور ہمیں جواد کے بارے میں اطلاع دے تو ہم اسے ڈھائی لاکھ روپے انعام دیں گے۔ شفیق الرحمٰن

(جواد یہ سب سوچ کر جیسے بے حد خوش ہوتا ہے اور اُٹھ کر کمرے سے باہر چلا جاتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 21

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر/ حماد کا گھر

کردار : جواد/ حماد

جواد اپنے گھر کے سٹور روم میں کھڑا فون پہ حماد سے بہت غصّے سے بات کر رہا ہے۔

جواد: (upset سا) سارا دن گزر گیا یار! کسی کو پتہ بھی نہیں چلا کہ میں گھر پہ نہیں ہوں۔ تُو جا کے دیکھ اُن کو میرا خط ملا بھی ہے کہ نہیں؟

حماد: (تسلی دیتے ہوئے) اچھا...... اچھا...... میں ابھی جاتا ہوں بھئی!

جواد: (پریشانی سے) مجھے تو یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ میں بغیر اے۔ سی کے رات کو یہاں پہ سوؤں گا کیسے؟

حماد: (یکدم) اوہ! نہیں...... نہیں...... اوئے آن نہیں کرنا کچھ۔...... آن کرے گا پکڑا جائے گا سیدھا...... میں ابھی چلتا ہوں تیرے گھر تُو ذرا میری ایکٹنگ چیک کرو...... اوکے؟...... اوکے بائے۔ (جواد مایوسی سے اپنا سیل فون رکھ دیتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 22

وقت : شام

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد کی ماں، جواد کا باپ اور دادی

جواد کے ماں، باپ اور دادی تینوں ڈرائنگ ٹیبل پہ بیٹھے افطاری کر رہے ہیں جب حماد وہاں آتا ہے۔

حماد: (دادی سے) السلام علیکم دادی جی!

دادی: جیتے رہو بیٹا!

حماد: (شفیق سے کہتے ہوئے اپنا ہاتھ آگے بڑھاتا ہے۔) السلام علیکم! انکل..... (شفیق بڑی گرمجوشی سے اُس کا ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں تھامتے ہوئے)

شفیق: وعلیکم السلام! ورحمتہ وبارکاتہ..... جنت المکان، دوزخ الحرام.....

دادی: آؤ بیٹا! روزہ کھولو.....

حماد: (شرمندہ سا) ایکچوئیلی دادی جی! روزہ نہیں رکھا آج میں نے۔

شفیق: (خفگی سے) لاحول واللہ قوت اللہ باللہ..... یاحی العظیم۔ (اُس کی طرف دیکھتے ہوئے) پناہ مانگتا ہوں میں اللہ کی، شیطان مردود سے۔ (کہہ کر افطاری کرنے لگتا ہے۔

جواد کی ماں: زندگی میں کبھی تو روزہ رکھ لیا کرو۔

دادی: (ڈانٹتے ہوئے) بیٹا بچپن سے جوانی آ گئی، اب بڑھاپا بھی آ جائے گا۔

حماد: (نادم سا ہو کر) ایکچوئیلی جی! میں جواد کو ملنے آیا ہوں۔

جواد کی ماں: (خفگی سے) جواد تو گھر پہ نہیں ہے۔

حماد: (حیرانی سے) کیوں جی! کہاں ہے وہ؟

شفیق: (طنزیہ انداز میں) تمہیں پتہ ہے، وہ کہاں ہے؟

حماد: (کھسیانا ہو کر) نہیں جی، مجھے تو نہیں پتہ، کہاں ہے؟

شفیق: (طنزیہ انداز میں) تو پھر ہمیں کیسے پتہ ہوگا کہ وہ کہاں ہے؟

حماد: (مصنوعی حیرت سے) اچھا!..... آج صبح سے دیکھا نہیں میں نے ویسے۔ اور یونیورسٹی بھی نہیں آیا۔

جواد کی ماں: کوئی بات نہیں..... کر رہا ہوگا کہیں آوارہ گردی۔

شفیق: (خفگی سے) آج کل اُن پہ love marriage کا بھوت چڑھا ہے۔ ..... ڈھونڈ رہے ہوں گے کہیں، اپنی کسی لیلیٰ کو۔ (حماد نادم سا سر کھجانے لگتا ہے)

دادی: (شفیق سے) بیٹا! جتنا تم اپنے بیٹے کا کریکٹر بنانے کی کوشش کر رہے ہو ناں، اتنا ہی خراب ہو رہا ہے اُس کا۔

شفیق: (خفگی سے) اماں! اس تربیت میں ماں کا ہی ہاتھ ہوتا ہے۔

دادی: ہاں! بیٹا وہ تو تم ٹھیک کہتے ہو۔

جواد کی ماں: آپ دونوں بس مجھ میں ہی کیڑے نکالتے رہا کریں۔

حماد: (یکدم مداخلت کرتا ہے) ایکچوئیلی جی! میں ذرا جواد کے کمرے سے کچھ کتابیں لینا چاہ رہا تھا۔

جواد کی ماں: ہاں تو جا کے لے لو ناں۔

حماد: اچھا......!Thank you......

شفیق: (بیوی سے) ذرا آہستہ بولا کرو...... روزے میں ویسے بھی بلڈ پریشر بگڑنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

//Cut//

Scene No # 23

وقت : شام
جگہ : جواد کا کمرہ
کردار : حماد، جواد

حماد اُس کے کمرے میں داخل ہوتا ہے اور اُس کے کمرے میں، میز سے جواد کا خط ڈھونڈنے لگتا ہے۔ اور جب کچھ دیر تک اُسے وہ خط نہیں ملتا تو وہ اپنے سیل فون سے جواد کو کال ملانے لگتا ہے۔ دوسری طرف جواد کال ریسیو کرتا ہے۔ اُسے ساری بات بتاتا ہے۔

جواد: (پریشان سا) یار میں نے خود بیڈ پہ رکھا ہے۔

حماد: (بیڈ کی شیٹ اوپر نیچے کر کے) یار اِدھر بیڈ پہ نہیں ہے یار۔

جواد: (غصے سے جیسے یاد آنے پر) یہ شگو...... دل تو کرتا ہے گلا دبا دوں اُس کا...... waist basket میں تو چیک کر......

حماد: اوہ...... ویسٹ باسکٹ؟...... اچھا......
(کہتے ہوئے باسکٹ ڈھونڈھتا ہے پھر ساتھ ہی اُس کی نظر پاس پڑے سیبوں پر پڑتی ہے وہ اُس کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے)

جواد: (تبھی جواد فون پہ) خبردار جو تُو نے سیبوں کو ہاتھ لگایا...... پہلے خط ڈھونڈ۔

حماد: (حماد باسکٹ سے خط ڈھونڈنے لگتا ہے۔ اُسے خط مل جاتا ہے۔) ہاں مل گیا...... گیا......

حماد: (ساتھ ہی اُس کو کھول کے پڑھنے لگتا ہے) یار! تُو نے تو بہت اعلیٰ خط لکھ لیا ہے بھئی (ساتھ ہی سیب بھی پکڑ لیتا ہے۔)

جواد: (غصے سے) بکواس بند کر اور جا کے خط گھر والوں کو دے۔

حماد: اچھا! یار ابھی جاتا ہوں...... ابھی جاتا ہوں...... میں ذرا خط پڑھ لوں یار......
اچھا...... او کے...... او کے...... (کہہ کر فون بند کر دیتا ہے پھر سیب کھاتے ہوئے
ساتھ ساتھ مزے سے خط بھی پڑھتا جاتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 24

وقت : شام
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد کے ماں، باپ، دادی، حماد

شفیق، اُس کی بیوی اور ماں سب ٹیبل پہ بیٹھے افطاری کر رہے ہیں جب حماد کچھ گھبرائے لہجے میں آوازیں لگاتا آتا ہے۔

حماد: (گھبرایا ہوا) دادی جی! انکل!...... غضب ہو گیا۔
شفیق: (لاپرواہی سے) کیا ہو گیا بھئی؟ دودھ پھٹ گیا کیا؟
دادی: (سنجیدگی سے) کیوں شور مچا رہے ہو؟
حماد: (پریشان سا) جواد گھر سے بھاگ گیا ہے۔ جی......
دادی: (مطمئن سا ہو کے) اچھا......
شفیق: (خوشی سے) شکر ہے۔
حماد: (پریشان سا) میں ابھی اُس کے کمرے میں تھا،...... مجھے یہ خط ملا۔ (وہ خط شفیق کو دیتے ہوئے کہتا ہے شفیق وہ خط لیتے ہوئے بڑے نارمل سے انداز میں خط پڑھنے لگتا ہے۔ لکھا ہے۔)
شفیق: میں نے اپنی ایک جائز خواہش کے لیے آپ سب کو منانے کی بہت کوشش کی۔......
مگر آپ میں سے کسی نے میرے دِلی جذبات سمجھنے کی کوشش نہیں کی۔ مجبوراً مجھے یہ گھر چھوڑنا پڑا۔ میں اب دوبارہ......
وہ پڑھتے پڑھتے کہتا ہے۔ وہ یہ کہہ کر پھر سے خط پڑھنا شروع کرتا ہے۔
ایک تو اس کی writing بھی صحیح نہیں ہے۔
شفیق: میں اب دوبارہ اس گھر میں تبھی قدم رکھوں گا، جب آپ لوگ مجھے لَو میرج کی اجازت دے دیں گے۔ جواد شفیق
وہ خط پڑھ کے اُس کی تہہ لگا کے اُسے واپس پکڑا دیتا ہے۔ پھر بیوی سے کہتا ہے۔

شفیق: (مطمئن سا) ذرا وہ سموسے دینا، آلو والے دینا......

دادی: بیٹا سنو!......اب اگر جواد گھر میں آئے بھی تو اُس کی ٹانگیں توڑ دینا۔

شفیق: (لاپرواہی سے) ٹھیک ہے۔

جواد کی ماں: ارے اماں! دو، چار دن ایسے ہی رُلے گا ناں تو خود ہی آ کے معافی مانگ لے گا۔

شفیق: پہلے تو میں نے سوچا تھا کہ اس بارے میں سوچوں گا۔......مگر اب میں سوچتا ہوں کہ اِس کے بارے میں کچھ نہیں سوچوں گا۔......اب اُس کی شادی صرف مائرہ سے ہی ہوگی۔

جواد کی ماں: (ہاں میں ہاں ملاتے ہوئے) بالکل......

حماد: (پریشان سا) بے چارہ پتہ نہیں کہاں ہوگا......کچھ کھایا بھی ہوگا کہ نہیں؟

دادی: (خفگی سے) ارے ایسی کونسی قیامت آن پڑی کہ کچھ کھائے گا ہی نہیں......ارے پچھلے رمضان وہ ہر وقت کھاتا رہتا تھا......

جواد کی ماں: (اطمینان سے) بہت پیسے ہوتے ہیں اُس کے پاس۔ بھوکا نہیں مرے گا......

شفیق: (خفگی سے) بیٹھا ہوگا، کسی اُلو کے پٹھے کے گھر پہ......اور بیٹھا ہی رہے وہاں اب۔

جواد کی ماں: (کچھ یاد آنے پر) ارے شفیق! میں تو تمہیں بتانا ہی بھول گئی، وہ ترمذی صاحب نے افطار پہ بُلایا ہے......

دادی: (خوش ہو کر) ہائے بیٹا! میں بھی چلوں گی۔

جواد کی ماں: (خفا سی) ارے اماں! افطاری کی دعوت ہے، آپ وہاں جا کے کیا کریں گی۔

دادی: (خفگی سے) ارے تُو تو مجھ سے جلتی ہے کہ میں اپنے بیٹے کے ساتھ کہیں بھی نہ جاؤں۔

شفیق: اماں! آپ جائیں گی۔

دادی: (خوش ہو کر) ہائے میرا بیٹا!......

حماد: (شفیق سے) انکل! مجھے بتائیں، میں کیا کروں؟

شفیق: (نارمل انداز میں) تم؟......تم نے جواد کے کمرے سے کتابیں لے لیں؟

حماد: جی بالکل لے لیں......

شفیق: باہر جانے کا راستہ پتہ ہے؟

حماد: اوہ......yes......

شفیق: اچھا! پھر خدا حافظ!......

حماد: (خط دکھاتے ہوئے) اچھا انکل اس کا کیا کروں؟

شفیق: (مطمئن سا) اس کا؟...... اس کا بڑا سمپل فارمولہ ہے...... اس کی چار تہہ لگاؤ...... کہیں سے موم جامہ کراؤ...... کالے دھاگے میں لپیٹ کے اپنے گلے میں ڈال لو...... یہ تو تمہارے دوست کی نشانی ہے...... ٹھیک ہے بیٹا؟...... تراویح پہ آ جانا......

(حماد مایوس سا وہاں سے چلا جاتا ہے)

دادی: (اطمینان سے) شکر ہے اللہ کا...... (باقی سب اُس طرح کھانے میں معروف ہیں)

//Cut//

Scene No # 25

وقت	:	رات
جگہ	:	جواد کا گھر، حماد کا گھر
کردار	:	جواد، حماد

جواد بہت غصے سے اپنے سیل فون پہ حماد سے کہہ رہا ہے۔

جواد: (upset سا) تُو نے کہا تھا گھر سے بھاگ جاؤں۔ جو بیس گھنٹے میں بات مان لیں گے میری۔

حماد: (پریشان سا) یار جواد! مجھے کیا پتہ تھا کہ کسی کو تیری پرواہ ہی نہیں ہے، سوائے میرے...... اب میں کس کے پاس جا کے سیب کھاؤں گا یار۔

جواد: (خفگی سے) میری حالت خراب ہوگئی ہے یہاں پہ سارا دن بسکٹ اور پھل کھاتے کھاتے...... اور اُوپر سے یہ گرمی

حماد: (تسلی دیتے ہوئے) مجھے اَب بھی یقین ہے، آج نہیں تو کل سب کے سب پگھل جائیں گے۔

جواد: (غصے سے) اور کوئی پگھلے یا نہ پگھلے، لیکن میں ضرور یہاں پگھل جاؤں گا۔

حماد: تسلی دیتے ہوئے) حوصلہ کر بھئی، حوصلہ کر...... سب ٹھیک ہو جائے گا۔ (جواد غصے سے فون رکھ دیتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 26

وقت	:	رات
جگہ	:	جواد کا گھر، کزن کا گھر
کردار	:	جواد، حماد

جواد انتہائی بُری حالت میں فون پہ حماد سے بات کر رہا ہے۔

جواد: کچھ کرے یار!...... تیرا دوست اس دنیا سے جانے والا ہے۔

حماد: (دوسری طرف) یار جواد! بتا میں کیا کروں؟...... تیرے گھر والوں کو پرواہ ہی نہیں ہے تیری۔

جواد: (پریشان سا) اَبے!...... تو تُو جا کے احساس دِلا ناں۔

حماد: (دوسری طرف) اوہ یار! میں جب بھی جاتا ہوں، تیرے بارے میں بات کرنے کے لیے تو وہ مجھے کام پہ لگا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں جواد جب تک نہیں آتا تو تم یہ کام کرو۔ ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں یار میری، پورے شہر میں گھوم گھوم کے۔

جواد: (پریشان سا) تو دیکھنا، مہاتما بدھ بن کے نکلوں گا، میں یہاں سے۔ فاقے کر کر کے۔

حماد: (کیلا کھاتے ہوئے) فاقے؟...... یار تُو تو کہہ رہا تھا، تُو روزے رکھ رہا ہے؟

جواد: (بے چارگی سے) اَبے! آٹھ پہرے روزے رکھ رہا ہوں۔ پانی سے روزہ کھولتا ہوں۔

حماد: (حیران سا ہو کر) اچھا سچ؟

جواد: اب تو پانچ وقت کا نمازی بھی ہو گیا ہوں۔

حماد: (ہنستے ہوئے) پھر تو تیرا چہرہ بالکل نورانی ہو گیا ہو گا۔

جواد: (upset سا) یہ مجھ پہ اللہ کا عذاب آیا ہے حماد۔ باندھ کے نمازیں پڑھوا رہا ہے۔

حماد: (ہمدردی سے) یار جواد! جب تُو ایسی باتیں کرتا ہے ناں تو مجھے رونا آتا ہے۔

جواد: (خفگی سے) اَبے اُلّو کے پٹھے، مجھے یہاں سے نکال۔ ...... مجھے نہیں کرنی لو میرج...... بلکہ مجھے شادی ہی نہیں کرنی۔

حماد: (تسلی دیتے ہوئے) اوہ یار جواد! جسٹ ریلیکس یار!...... Chill مار...... کل ماڑہ آ رہی ہے، آج تو تجھے ڈھونڈیں گے ہی ڈھونڈیں گے۔

جواد: (پریشان سا) ساری شام افطاری کے کھانے سونگھ سونگھ کے تو لگتا ہے میری تو تُوتی بن گئی ہے۔

حماد: Oh yaar! don`t worry ..... every thing will be fine... ok? تُو فکر نہ کر۔...... او کے۔ بائے...... (وہ کہہ کر فون رکھ دیتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 27

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : دادی، جواد کی ماں، ملازم

دادی اور جواد کی ماں دونوں گھر کے T.V لاؤنج میں بیٹھی کسی کے آنے کا انتظار کر رہی ہیں۔

جواد کی ماں: (upset سی) پتہ نہیں یہ حماد، اُسے کب لے کے آئے گا؟

دادی: (فکرمندی سے) فلائیٹ تو آ گئی ہو گی ناں؟......

جواد کی ماں: (پریشانی سے) فلائیٹ تو کب کی آ چکی ہے، مگر اب تک تو اُنہیں پہنچ جانا چاہیئے تھا۔......

دادی: (اطمینان سے) ہو سکتا ہے، پہلی بار پاکستان آ رہی ہے، کہیں رُک گئی ہو گی۔

جواد کی ماں: (پریشان سی) مگر مجھے تو یہ سوچ سوچ کر گھبراہٹ ہو رہی ہے کہ اُس کے ساتھ کتنی انگریزی بولنی پڑے گی۔

دادی: (طنزیہ انداز میں) حالانکہ تمہیں یہ سوچ سوچ کر گھبراہٹ ہونی چاہیئے کہ اُسے تمہاری انگریزی سمجھ میں آئے گی کہ نہیں۔

جوا کی ماں: (خفگی سے) اب ایسی باتیں اُس کے سامنے مت کیجئے گا۔ آخر وہ میری ہونے والی بہو ہے، پتہ نہیں کیا سوچے؟

دادی: ارے کیا سوچے گی؟...... یہی سوچے گی کہ ایسی ساس ڈھونڈتے ہوئے ماں باپ نے کچھ سوچا کیوں نہیں۔

نوکر: (اتنے میں ایک ملازم آتا ہے۔) بیگم صاحبہ! ایک لڑکی آئی ہے، اپنا نام مائرہ بتا رہی ہے۔

دادی: (Excited ہو کر) ہاں تو کم بخت بلا ناں اُسے، کھڑا کیوں ہوا ہے اُسے۔

جواد کی ماں: (جلدی سے کھڑی ہوتے ہوئے) لیکن میں خود دیکھتی ہوں۔

دادی: ہاں۔ جاؤ......

"Cut"

Scene No # 28-A

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد کی ماں، مائرہ، حماد

مائرہ اور جواد کی ماں ایک دوسرے سے ملتی ہیں۔

مائرہ: (خوش سی) ہائے!......

جواد کی ماں: (خوشی سے) ہائے! ہاؤ یو آر؟

مائرہ: (خوشی سے)I`m Fine!

جواد کی ماں:That`s good

دادی: (بہو کو پیچھے ہٹاتے ہوئے) ارے ہٹو پیچھے ملنے دو مجھے اتنے سالوں بعد میری بچی آئی ہے۔

دادی: (وہ کہہ کر مائرہ سے ملتی ہے) کیسی ہے میری بچی تو؟......

مائرہ: (خود کو چھڑاتے ہوئے) ارے دادی! آرام سے...... میرا بینڈ اُتر جائے گا۔ (اپنا ہیئر بینڈ ٹھیک کرتی ہے)

دادی: اچھا......اچھا......

جواد کی ماں: (پریشان سی)you Speak Urdu?......

مائرہ: آف کورس......آپ کیا سمجھیں تھیں چاچی؟......

جواد کی ماں: (حیرت سے) چاچی؟......آنٹی......آنٹی بیٹا!......

دادی: ارے تم کیا کھڑے کھڑے ساسوں کی طرح سوال کرنے لگی ہو۔......ارے بچی کو بیٹھنے تو دو۔

جواد کی ماں: (پریشانی سے) تم اکیلی کیوں آئی؟......تمہارے انکل اور حماد تمہیں لینے گئے تھے۔

مائرہ: (شرماتے ہوئے) حماد کو کیوں بھیجوایا آپ نے؟...... ہائے اللہ! مجھے کتنی شرم آتی اگر وہ ایئر پورٹ پہ کھڑا ہو کے میرا انتظار کر رہا ہوتا۔

دادی: (مسکرا کر) بیٹا! وہ شرم جواد کو دیکھنے سے آنی تھی، حماد کو نہیں

مائرہ: اَب یہ جواد کون ہے؟

دادی: (مسکرا کر) اُس سے تو تمہاری شادی کروا رہی ہوں میں۔

مائرہ: اوہ! چاچی کا بیٹا؟......

جواد کی ماں: آنٹی...... آنٹی بیٹا!......

مائرہ: (حیرانی سے) تو پھر حماد کون ہے؟

جواد کی ماں: یہ جواد کا بہت اچھا دوست ہے...... وہ چُم چُم

مائرہ: یو مین چَم؟......

جواد کی ماں: i mean...... وہی، وہی......

مائرہ: تو جواد کہاں ہے؟

جواد کی ماں: وہ...... وہ تو اعتکاف میں بیٹھا ہوا ہے۔

مائرہ: (حیرانی سے) اعتکاف کیا ہوتا ہے؟

دادی: (اطمینان سے) بڑا ہی عبادت گزار بچہ ہے...... ہر سال اعتکاف میں بیٹھتا ہے۔

مائرہ: میری سمجھ میں کچھ نہیں آ رہا......

دادی: ہائے بیٹا! تو ہماری سمجھ میں کونسا آتا ہے۔ (اتنے میں حماد جلدی میں وہاں پہنچتا ہے)

حماد: آنٹی...... تھوڑی دیر لگی تھی ہمیں ایئر پورٹ پہنچنے میں لیکن مجھے مائرہ کہیں نہیں نظر آئی۔

دادی: (مائرہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) بیٹا! یہ پہنچ چکی ہے۔ اچھا کیا، جو اس نے تمہارا انتظار نہیں کیا۔

دادی: (پھر مائرہ سے) یہ حماد ہے......

مائرہ: (سٹائل سے) ہائے......

حماد: ہائے...... (دونوں ایک دوسرے کی طرف دیکھ کے مسکرا دیتے ہیں۔ اور ساتھ سوچنے لگتے ہیں۔)

//InterCut//

Scene No # 29

وقت : رات
جگہ : پارک
کردار : حماد، مائرہ

حماد اور مائرہ گانا گا رہے ہیں۔

//InterCut//

//Cut//

Scene No # 28-B

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد کی ماں، دادی، مائرہ، حماد

جواد کی دادی، ماں، مائرہ اور حماد T.V لاؤنج میں کھڑے ہیں۔ مائرہ اور حماد مسلسل ایک دوسرے کو دیکھ رہے ہیں۔ جواد کی ماں اور دادی اس بات کو نوٹس کرتے ہیں۔ اور کوشش کرتے ہیں کہ مائرہ اور حماد کو ایک دوسرے کے سامنے سے ہٹا دیں۔

جواد کی ماں: مائرہ تم Tired ہو گئی ہو گی...... Come on...... آؤ میں تمہیں، تمہارا کمرہ show کراؤں۔

مائرہ: (شرماتے ہوئے) نہیں چاچی! ابھی تو میں بالکل Tired نہیں ہوں، تھوڑی دیر میں چلی جاؤں گی ناں۔ ابھی تو حماد آئے ہیں۔

دادی: (مائرہ سے) بیٹا! تم تھک گئی ہو...... جاؤ اپنے کمرے میں جاؤ۔

دادی: (پھر حماد سے) اور حماد بیٹا!......

حماد: جی......؟

دادی: (خفگی سے) تم بھی اپنے گھر جاؤ، تھک گئے ہو گے۔

حماد: اوہ...... اچھا...... چلیں میں چلتا ہوں۔
خدا حافظ!......

//Cut//

Scene No # 30

وقت : رات
جگہ : جواد کا گھر
کردار : جواد کے ماں، باپ، دادی، مائرہ

جواد کے ماں، باپ اور دادی، مائرہ سب ڈائننگ ٹیبل پہ بیٹھے کھانا کھا رہے ہیں۔

دادی: (مائرہ سے) ارے بیٹا! یہ تو بتاؤ ڈزنی لینڈ تمہارے گھر سے کتنی دُور ہے؟

مائرہ: (لاپرواہی سے) کچھ زیادہ دُور نہیں ہے۔

دادی: (متاثر ہوتی ہے) ماشاءاللہ...... ماشاءاللہ...... پھر تو تم روز جاتی ہو گی؟

مائرہ: ہم پاگل ہیں کیا؟ (دادی غصے سے اُسے دیکھتی ہے۔)

جواد کی ماں: (بات بدلتی ہے) ارے بیٹا! یہ چاول لو ناں۔ میں نے خاص طور پر تمہارے لیے

بنائے ہیں۔

مائرہ: Hmm...... چاچی ...... میں اور چاول نہیں لُوں گی۔

جواد کی ماں: آنٹی ...... بیٹا ...... آنٹی ......

دادی: (مائرہ مسکرا دیتی ہے) ارے بیٹا! یہ تو تم نے مجھے بتایا ہی نہیں، یہ انجلینا جولی اور اُس کی بیٹی کیسی ہے؟

مائرہ: (حیرانی سے) مجھے کیا پتہ دادی ......

دادی: (خفگی سے) ہائیں ...... تم امریکہ سے نہیں آئی ہو کیا؟

مائرہ: (مسکراتے ہوئے) امریکہ سے آئی ہوں، اُن کے گھر سے تو نہیں آئی ناں؟

شفیق: اماں! اُس بے چاری کو پہلے کچھ کھا تو لینے دیں۔ پھر پوچھ لیجئے گا، امریکہ والوں کا حال۔

دادی: (حسرت سے) ہائے بیٹا! ہماری تو حسرت ہی رہی، کوئی جوانی میں ہمیں وہاں بلا لیتا۔ ارے لوگ تو ہر سال اپنی اماؤں کو وہاں بلاتے ہیں۔ ...... اور ہمیں تو 20 سال ہو گئے، ہمارے بیٹے نے تو پوچھا تک نہیں۔ ...... ہم تو بہوؤں کے پیچھے ہی مارے مارے پھرتے ہیں۔

مائرہ: چاچی! آپ مجھے جواد کے بارے میں بتا رہی تھیں۔ چاند رات تک تو آ جائے گا ناں؟

جواد کی ماں: ہاں، ہاں بیٹا! ...... انشاء اللہ ...... انشاء اللہ۔

دادی: (بڑبڑاتی ہے) ہاں! تب تک اگر لو میرج کا بھوت اُتر نہ گیا ہو تو ......

مائرہ: (حیرت سے) کیا کہا آپ نے دادی؟

جواد کی ماں: (ٹالتے ہوئے) کچھ نہیں بیٹا! ...... وہ کہہ رہی ہیں، کھانا کھاؤ ناں۔

دادی: (خفگی سے) ہاں ...... میں تو کھانا کھِلانے ہی بیٹھی ہوئی ہوں۔

//Cut//

Scene No # 31

وقت : رات

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، مائرہ

رات کے وقت جواد کچن میں کھڑا فریج سے پھل نکال کر باہر نکلنے لگتا ہے کہ اچانک باہر سے کسی کو اندر آتے دیکھ کر پھل کچن کی ٹیبل پر رکھ کر چھپ جاتا ہے۔ تبھی مائرہ اندر آتی ہے

اور فریج کھولتے ہوئے۔

مائرہ: (فریج میں دیکھتے ہوئے) چاچی تو کہہ رہی تھیں کہ فریج ہر وقت بھرا ہوتا ہے۔ لیکن یہاں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ (پھر اُس کی نظر ٹیبل پہ پڑے پھل پہ پڑتی ہے۔)

مائرہ: (خوش ہو کر) یہاں ہے سب کچھ...... (اور پھر پھل کھانے لگتی ہے۔ تبھی جواد اُس کو چُھپ کے دیکھتا ہے اور سوچتا ہے۔)

جواد: (Voice over) مجھے کسی نے بتایا ہی نہیں کہ مائرہ اتنی حسین ہے۔

(Voice over) مائرہ: (خوشی سے سوچتے ہوئے) می نے تو مجھے بتایا ہے کہ جواد بہت حسین ہے، بالکل وحید مراد کی طرح ہے...... ویسے بال، ...... ویسی آنکھیں...... اور بالکل ویسی مسکراہٹ...... اُف...... کتنی خوش قسمت ہوں میں۔ مجھے اپنا وحید مراد اسی دنیا میں مل گیا۔ (اتنے میں جواد مائرہ سے چُھپ چُھپا کے کچن سے باہر نکل جاتا ہے۔)

مائرہ: پتہ نہیں وہ دن کب آئے گا جب جواد اعتکاف سے نکلے گا اور میں اُسے دیکھ سکوں گی۔ (وہ سوچتی رہتی ہے۔)

//Cut//

Scene No # 32

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، حماد

جواد اپنا سیل ہاتھ میں لیے اپنے گھر کے سٹور روم میں کھڑا حماد سے باتیں کر رہا ہے۔

جواد: (سنجیدہ سا) ہاں! یار رات کو میں نے مائرہ کو دیکھا۔

حماد: (پریشان سا) تو؟

جواد: یار! تُو نے مجھے بتایا ہی نہیں کہ وہ اتنی حسین لڑکی ہے۔

حماد: یار! بادشاہ آدمی ہے،...... تیری کزن ہے، تمہیں ہی نہیں پتہ کہ وہ کس طرح کی ہے۔

جواد: (سنجیدگی سے) یار! میں تو اُسے دیکھ کے بہت شرمندہ ہوا ہوں۔

حماد: کیوں؟

جواد: (پریشانی سے) دیکھ جواد، تُجھے لو میرج کرنی تھی ناں؟...... یاد ہے ناں؟......

کرتی ہے۔ مائرہ اپنے تصور میں مجھ سے باتیں کرتی ہے۔

جواد: ہاں یار! لیکن...... مائرہ اپنے تصور میں مجھ سے باتیں کرتی ہے۔
I think, She is in love
with me yar! --------
اور مجھے بھی لگ رہا ہے کہ The feeling is mutual yar!

حماد: (پریشانی سے) تو پھر میرا کیا ہو گا؟

جواد: (حیرانی سے) کیا ہو گا؟...... کیا مطلب؟......

حماد: (گڑبڑا کر) کچھ نہیں۔ یار تُو جذباتی ہو رہا ہے۔

جواد: (سنجیدہ سا) نہیں یار! اب تو میں واپسی گھر آنا چاہتا ہوں۔

حماد: (ٹالتا ہے) دیکھ بھئی، کوئی پتہ نہیں آنٹی، انکل کا کیا ری ایکشن ہو گا۔

جواد: (upset سا ہو کر) تو تُو کس لیے ہے؟...... تُو کچھ کر۔......

حماد: (تسلی دیتا ہے) ہیں؟...... اوہ یار...... اچھا...... اچھا۔ میں کچھ کرتا ہوں۔...... چلو...... اوکے...... اوکے...... (حماد فون بند کر دیتا ہے۔ جواد سیل فون ہاتھ میں لیے مائرہ کی باتیں سوچ رہا ہے۔)

مائرہ: (Voice over) جواد بہت حسین ہے، بالکل وحید مُراد کی طرح ہے۔...... ویسے بال...... ویسی آنکھیں...... اور بالکل ویسی مسکراہٹ۔...... اُف...... کتنی خوش قسمت ہوں میں۔ مجھے اپنا وحید مراد اِسی دنیا میں مل گیا۔ (وہ کھڑا سوچتا رہتا ہے۔)

//Cut//

Scene No # 33

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : مائرہ، حماد

مائرہ اور حماد لان بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔

مائرہ: (مسکرا کر) جواد کے بارے میں کیا جاننا چاہو گی؟

مائرہ: جو کچھ آپ کو پتہ ہے۔ (حماد سوچتا ہے۔)

حماد: (Voice Over) جو کچھ مجھے اُس کے بارے میں پتہ ہے، اگر میں کسی کو بتاتا تو اس وقت ہم دونوں جیل میں نا ہوتے۔

مائرہ: (فکرمندی سے) آپ نے کچھ کہا نہیں؟

حماد: (سنجیدہ سا) ایکچوئیلی! میں آپ کا دل نہیں توڑنا چاہتا۔

مائرہ: (پریشانی سے) کیوں؟...... کیا ہوا؟...... وہ تو بہت ہی شریف لڑکا ہے ناں؟......

حماد: (بڑبڑاتا ہے) شریف؟......

مائرہ: (مسکراتے ہوئے) چاچی تو مجھے بتا رہی تھیں کہ وہ انتہائی شریف اور نیک لڑکا ہے۔ (حماد کھانسنے لگتا ہے۔)

مائرہ: (پریشان سی) کیا ہوا؟......

حماد: (ہنستے ہوئے) سوری...... کچھ نہیں...... کچھ نہیں......

مائرہ: اور وہ اعتکاف پہ بھی بیٹھا ہوا ہے۔...... اعتکاف پہ بیٹھنے کے لئے شریف اور نیک ہونا تو ضروری ہے ناں؟...... (حماد پھر کھانسنے لگتا ہے۔)

مائرہ: (پریشانی سے) ?are you ok...... آپ ٹھیک تو ہیں؟

حماد: (اُسے روکتا ہے) نہیں...... !I`m fine

مائرہ: (فکرمندی سے) میں پانی لے کے آؤں آپ کے لیے؟

حماد: نہیں...... نہیں...... Honestly, I`m fine

مائرہ: نہیں...... نہیں...... میں آپ کے لیے پانی لے کر آتی ہوں۔ (مائرہ وہاں سے جاتی ہے۔)

حماد: (طنزیہ انداز میں) جواد...... شریف؟...... نیک؟...... اعتکاف؟......

//Cut//

Scene No # 34

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد کی ماں، دادی

جواد کی ماں اور دادی لاؤنج میں بیٹھی باتیں کر رہی ہیں۔

جواد کی ماں: (خفگی سے) میں تو تنگ آ گئی ہوں۔ اماں آپ کی پوتی کی چوکیداری کرتے کرتے۔...... اب گئی ہے، دیکھ لیجئے گا، رات گئے آئے گی۔

دادی: (پریشانی سے) صحیح کہتی ہو بہو۔...... میرا بھی اُسے دیکھ دیکھ کے دل ہولتا ہے۔ اب دیکھا کتنی اُونچی ہیل پہن کے گئی ہے...... مجھے تو لگتا تھا کہ ابھی گری کہ ابھی گری...... اور ابھی گری......

جواد کی ماں: (خفگی سے) پتہ نہیں رفیق بھائی نے امریکہ میں رہ کے اُسے کون سے اُردو میڈیم سکول میں پڑھایا ہے۔

دادی: (سنجیدہ سی) ارے! اُس کی ماں اُردو میڈیم تھی۔

جواد کی ماں: (خفگی سے) مجھے تو شرم آتی ہے لوگوں کو یہ بتاتے ہوئے، کہ میری بہو امریکہ سے آئی ہے۔......ارے کوئی یقین ہی نہیں کرتا۔

دادی: (خفگی سے) ارے! یقین کیسے کرے گا، وہ کونسا امریکن لگتی ہے۔

جواد کی ماں: (حسرت سے) میں نے تو سوچا تھا شاہین کی بہو کی طرح فَر فَر انگریزی بولے گی، ......جینز اور سکرٹ میں پھرے گی، برابر والی جینی کی طرح، ......اور جب میں اُسے ساتھ لے کر جاؤں گی تو لوگ مجھ پہ رشک کریں گے۔......

دادی: (اُداسی سے) Hmm......اور کیا۔

جواد کی ماں: (خفگی سے) مگر اماں اُس نے تو چاچی، چاچی کہہ کر میرا دماغ ہی چاٹ لیا۔

دادی: (خفگی سے) اور تو اور اُس نے آج تک کسی انگریزی ایکٹر کا نام تک نہیں لیا۔...... ہمیشہ وہی مراد، ندیم کے ڈائیلاگ سُناتی رہتی ہے مجھے۔

جواد کی ماں: (خفگی سے) ارے! اور تو چھوڑیں، پکوڑوں سے لے کر چاٹ تک ہضم کر جاتی ہے۔......اور کراچی کا پانی بھی اُسے تنگ نہیں کرتا۔...... مجھے تو حسرت ہی رہی کہ وہ کبھی ہاتھ میں منرل واٹر کی بوتل لے کے پھرے۔

دادی: (خفا سی) میرا پوتا ٹھیک ہی کہتا تھا، یہ رشتہ ٹھیک نہیں ہے۔

جواد کی ماں: (خفگی سے) لیکن تب اُس کی سُنی کِس نے تھی۔

دادی: (سنجیدگی سے) میں تو کہتی ہوں اب اُسے حماد کے ساتھ ہی پھرنے دو، اُسی کے ساتھ ہم اُس کی شادی کر دیں گے، ہاں......

جواد کی ماں: (سوچتے ہوئے) یہ ٹھیک ہے۔

//Cut//

Scene No # 35

وقت : دن
جگہ : جواد کا گھر
کردار : شفیق، حماد، دادی، جواد کی ماں، مائرہ

دادی لان میں کھڑی ہیں جب حماد وہاں آتا ہے۔

حماد: السلام علیکم!

دادی: (اُس کی طرف مُڑتے ہوئے) وعلیکم السلام!......

دادی: (پھر ساتھ ہی کچھ شاک سی کہتی ہیں) ہائے! حماد!...... یہ تجھے کیا ہو گیا ہے؟

حماد: (مسکراتے ہوئے) میں بالکل ٹھیک ہوں دادی۔

جواد کی ماں: (اتنے میں جواد کی ماں بھی وہاں آتی ہے اور بے حد حیرانی سے) ارے حماد!...... خیریت تو ہے ناں؟

حماد: (مسکرا کر) جی! آنٹی سب ٹھیک ہے۔

دادی: نہیں...... نہیں...... تُو ضرور ہم سے کچھ چھپا رہا ہے۔...... تیرا حلیہ دیکھ کے پتہ چل رہا ہے کہ تیری طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔

جواد کی ماں: (حیرانی سے) پر پہلے تو تم کبھی اِس طرح......

دادی: (حیرانی سے) ارے ابھی تو عید میں بھی ہفتہ ہے۔...... تم پہلے، کس طرح نہا لیے؟ (اس سے پہلے کہ حماد کچھ کہتا۔ شفیق وہاں آتا ہے۔)

جواد کی ماں: لیکن تم نہائے کیوں؟

شفیق: (حماد کی طرف دیکھ کر سنجیدگی سے) یہ اماں! آپ صبح صبح، کس آدمی سے باتیں کر رہیں ہیں؟

شفیق: (پھر حماد کو غور سے دیکھ کر حیرانی سے کہتا ہے) مجھے یاد پڑتا ہے...... کہیں تم حماد تو نہیں ہو؟ (حماد اثبات میں سر ہلاتا ہے)

شفیق: بھئی! یہ کیا ہو گیا تمہیں؟

جواد کی ماں: ارے وہی تو ہم پوچھ رہے ہیں۔ یہ اس طرح،...... صبح صبح...... اس حُلیے میں؟...... بھئی زمانے ہو گئے تمہارا دُھلا ہوا منہ دیکھے۔...... اب تو عادت بھی نہیں رہی ہمیں۔

دادی: اور پتہ ہے شفیق! اس میں سے بُو بھی نہیں آ رہی۔

شفیق: میں رات کو نہیں بتا رہا تھا، آپ کو...... قیامت کی نشانیاں...... (کہہ کر حماد کی طرف اشارہ کرتا ہے۔)

(اتنے میں مائرہ وہاں آتی ہے اور بڑی خوش اور حیران ہو کر حماد کو دیکھتی ہے۔)

مائرہ: ہائے اللہ حماد! یہ حماد نے کیا کر لیا اپنے آپ کو آج؟ (حماد اور مائرہ مسکرا کر ایک دوسرے کو دیکھتے ہیں)

شفیق: ڈرو نہیں بیٹا!...... ڈرو نہیں ...... یہ عید کے عید نہاتا تھا۔ آج پہلی بار رمضان میں نہا لیا ہے۔

مائرہ: (حیرانی سے) لیکن کیوں؟ (جواد جو اپنے سٹور روم کے روشندان سے یہ سب دیکھ اور سُن رہا ہے۔

جواد: (Voice over) یہ تو مجھے پتہ ہے کہ یہ خبیث اتنا بن ٹھن کے کیوں آیا ہے۔...... تجھے دیکھ لوں گا...... کمینے...... حماد......

//Cut//

Scene No # 36

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، حماد

جواد فون پہ حماد سے بات کر رہا ہے۔

جواد: (غصّے سے) بند کر مائرہ کو ساتھ یوں، لے لے کے پھرنا۔

حماد: (خفگی سے) بھئی تجھے کیا بیٹھے بیٹھے تکلیف ہو رہی ہے؟

جواد: (غصّے سے) اپنے دوست کو یہاں پھنسا کے ملنے نہیں آ سکتا، لیکن جب سے مائرہ...... آئی ہے، اُسے ملنے چار چار دفعہ آ سکتا ہے تُو۔

حماد: (خفگی سے) یار تیرا ہی کام کر رہا ہوں۔

جواد: (غصّے سے) تُو مت کر میرا کام...... Thank you...... میں خود ہی آ جاؤں گا باہر......

حماد: (پریشان سا) اوہ! بیوقوف نہ بن جواد......

جواد: (غصّے سے) اور تُو اتنا چالاک نہ بن حماد......

حماد: (پریشان سا) یار! وہ خود مجھ سے کہتی ہے...... مجھے اِدھر لے جاؤ...... مجھے وہاں لے جاؤ...... میں نے یہ شاپنگ کرنی ہے......

جواد: (خفگی سے بات کاٹ کر) بس کر دے جھوٹ بولنا...... بس کر دے...... میں تیری ساری باتیں سُنتا ہوں۔...... اس گھر سے گیا ہوں، دنیا سے نہیں گیا۔

حماد: (پریشانی سے) میں...... میں......

جواد: (خفگی سے) بس کر اپنی 'میں'، 'میں'...... 26 سال میں تجھے یہ توفیق نہیں ہوئی،

میرے گھر اپنا منہ دھو کے آئے اور جب سے وہ آئی ہے، تُو کلون چھڑک چھڑک کے آتا ہے۔

حماد: (حماد اپنی شرٹ کو سونگھتا ہے) یار! بات سُن!......تُو مجھ پہ شک کر رہا ہے۔

جواد: (خفگی سے) اوہ!...... مجھے یقین ہے تُجھ پہ۔...... اُوپر سے گھر والے بھی میری اور مائرہ کی شادی کے خلاف ہوتے جا رہے ہیں۔

حماد: (خفگی سے) اچھا!......تو کیا یہ بھی میرا ہی قصور ہے؟

جواد: (غصے سے) ابے، اَبے......تو اور کس کا ہے؟......نہ تُو مجھے یہ بے ہودہ مشورہ دیتا، نہ ہی میں گھر سے بھاگتا۔

حماد: (تنگ آ کر) دیکھ جواد! میں اب فون بند کر رہا ہوں۔

جواد: (غصے سے) کان کھول کر سُن ...... جا کر میرے گھر والوں سے کہہ دے کہ اگر میں شادی کروں گا تو صرف مائرہ سے۔

حماد: (پریشانی سے) بات سُن ......تو تیرے لَو میرج کا کیا بنے گا پھر؟

جواد: بھاڑ میں گئی لَو میرج...... مجھے اُسی سے شادی کرنی ہے (غصے سے کہہ کر فون بند کر دیتا ہے)

//Cut//

Scene No # 37

وقت : رات

جگہ : جواد کا گھر

کردار : مائرہ، شفیق، جواد کی ماں اور دادی

مائرہ کچھ ڈری سی کچن سے باہر نکلتی ہے اور ساتھ آوازیں دے رہی ہے۔

مائرہ: چاچا، چاچی...... چور...... چاچا، چاچی...... چور...... چاچا، چاچی...... چور......

شفیق: (جواد کے ماں باپ بھی جلدی سے وہاں آتے ہیں۔) تمہارا دماغ خراب ہے، تم ہم دونوں کو چور سمجھتی ہو؟

مائرہ: چاچا! کچن میں چور ہے۔

شفیق: کیا؟......(ڈر کر)

جواد کی ماں: (جواد کی ماں ڈر کے واپس مُڑتی ہے۔ اور جاتے ہوئے کہتی ہے۔) جب اُسے پکڑ لو تو مجھے بتا دینا۔

شفیق: (بیوی کو آواز لگاتا ہے) ارے بات سُنو......

شفیق: (مائرہ سے) ارے میں کیا کروں؟

مائرہ: آپ جا کے چور کو پکڑیں ناں......

شفیق: (پریشان سا) ارے! میرا دماغ خراب ہے کیا؟...... میں پولیس کو فون کرتا ہوں۔

مائرہ: لیکن تب تک تو چور بھاگ جائے گا۔

شفیق: (فون ملاتے ہوئے۔ لاپرواہی سے) ہاں تو بھاگتا ہے تو بھاگ جائے...... جواد اس گھر سے بھاگ گیا تو میں نے کیا کر لیا...... یہ تو پھر چور ہے۔

دادی: (پریشان سی وہاں آتی ہیں۔) ارے! آدھی رات کو تم لوگ کیوں شور مچا رہے ہو؟

مائرہ: دادی کچن میں چور ہے۔

دادی: (خفگی سے) ہائیں چور؟...... اور یہ پھل کس نے گرائے؟...... (وہ پھل اُٹھاتے اُٹھاتے کچن کی طرف جانے لگتی ہے۔ تبھی)

شفیق: اماں! اندر نہ جانا......

دادی: (پریشانی سے) ہائے!...... کیوں؟ (شفیق نے باہر رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود فون پہ پولیس سے بات کرنے لگتا ہے۔ لیکن دادی کچن میں چلی جاتی ہے۔)

شفیق: ہیلو! پولیس اسٹیشن؟...... السلام علیکم!...... دیکھیں...... ہمارے گھر میں چور آ گیا ہے......

(دوسری طرف سے جواب سُن کر)

جی؟...... بھئی مجھے کیا پتہ کہ کیوں آ گیا؟...... اگر میں اُسے پکڑ لیتا تو پھر میں آپ کو فون کرنے کی زحمت کیوں کرتا؟...... جی اچھا...... بڑی مہربانی...... (کہہ کر فون رکھ دیتا ہے)

مائرہ: (شفیق سے) دادی کی آواز نہیں آ رہی چاچا...... (اتنے میں کسی کو مارنے کی آواز آتی ہے پھر کسی کے درد سے کراہنے کی آواز آتی ہے۔)

جواد: (Voice over) آہ......

شفیق: (حیران ہو کر آواز سُن کر) یہ تو جواد کی آواز نہیں ہے؟

مائرہ: (حیرانی سے) لیکن آپ نے تو کہا تھا کہ جواد اعتکاف میں بیٹھا ہوا ہے؟

//Cut//

Scene No # 38

وقت : دن

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، شفیق، دادی، جواد کی ماں

سب لوگ T.V لاؤنج میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ شفیق کہہ رہا ہے۔

شفیق: (طنزیہ انداز میں) واہ بیٹا...... واہ...... شاباش...... خوب ذلت کروائی ہے تم نے ہماری خاندان میں، کہ منہ دِکھانے کے قابل نہیں چھوڑا ہمیں...... شاباش......

دادی: (خفگی سے) ہائے بچے...... تُو نے تو ہماری ناک ہی کٹوا دی۔

جواد کی ماں: ارے! ایسی اکلوتی اولاد تو خدا کسی دشمن کو بھی نہ دے۔

شفیق: (خفگی سے) ارے! رَضی بھیا اور بھابھی نے فون پہ مجھے جو کھری کھری سُنائیں ہیں ناں، کوئی بھی شریف آدمی سُن لے تو چلو بھر پانی میں ڈوب کے مر جائے۔

دادی: (خفا سی) ارے ایسی آگ لگی ہوئی تھی تو چلا جاتا کسی کے پاس، رہتا کسی کے پاس...... آٹے دال کا بھاؤ پتہ چل جاتا۔

ماں: (خفگی سے) اور اُس حماد کی تو میں نے اُس کے باپ سے ایسی پٹائی کروائی ہے ناں کہ عید وہ بستر میں گزارے گا۔ (جواد وہاں بیٹھا اُن سب کی لعن تن سُن رہا ہے اور ساتھ ساتھ اپنے سر کو ٹیکو ر بھی کر رہا ہے۔)

دادی: (پریشان سی) ہائے! کیسے روتی ہوئی چھوڑ کے چلی گئی ہم سب کو...... ہائے! ایسی نیک سیرت، کم گو، معصوم، سلیقہ مند بچیاں کہاں ملتی ہیں آج کل...... اور جاتے جاتے میرے امریکہ کے ویزے کو بھی لات مار کے چلی گئی۔

ماں: (خفگی سے) ارے! اماں...... اماں...... آپ فکر ہی نہ کریں۔ اَب میں اِس کے لیے ہرگز لڑکی ڈھونڈنے والی نہیں ہوں۔

شفیق: (طنزیہ انداز میں) نہیں...... نہیں...... اس کی ضرورت نہیں ہے...... اب تو میرا بیٹا خود اپنے لیے لڑکی ڈھونڈے گا......

(پھر غصے سے) اور یہ شادی بھی خود ہی کرے گا۔ (جواد سب کچھ سُن کر سوچتا ہے۔)

جواد: (Voice over) لو میرج کے ساتھ ساتھ ارینج میرج سے بھی گیا۔ پتہ نہیں، یہ

ہمیشہ میرے ساتھ ہی کیوں ہوتا ہے۔ پتہ نہیں دنیا اتنی خود غرض کیوں ہو گئی ہے؟...... پتہ نہیں میں اتنا بے وقوف کیوں تھا؟...... تھا؟...... یا ہوں؟...... سمجھ نہیں آ رہا کون سا لفظ استعمال کروں۔...... بہر حال یہ رمضان اور عید تو اِسی طرح گزر جائے گی۔...... اب انتظار کروں گا مائرہ کا، کہ اُس کا غصہ ختم ہوتا کہ اُسے کال کروں۔

//Cut//

Scene No # 39

وقت : رات

جگہ : جواد کا گھر

کردار : جواد، حماد

جواد فون پہ مائرہ سے بات کر رہا ہے۔ حماد پاس بیٹھا خواتین کے رسالے پڑھتے ہوئے سیب کھا رہا ہے۔

جواد: (ڈرتے ڈرتے) عید مبارک!...... (پھر ساتھ ہی خوش ہو جاتا ہے۔)

جواد: (Voice over) اُس نے مجھے عید مبارک کہنے سے پہلے بہت کچھ کہا۔...... بہت ساری خوبصورت اور پیار بھری باتیں۔ میں نے ٹھیک ہی سوچا تھا...... مائرہ کو واقعی مجھ سے محبت تھی اور میں اُس کا مسٹر رائیٹ...... مجھے آج تک کسی لڑکی کی آواز اتنی خوبصورت نہیں لگی۔ میرے دل نے پھر سے خواب دیکھنے شروع کر دیئے۔...... ہم واقعی ایک دوسرے کے لیے بنے تھے...... صرف ایک دوسرے کے لیے...... دو اکلوتے...... اور ہماری اِس پیار بھری کہانی کا انجام شادی پہ ہو گا...... اور پھر...... They lived happily ever after ----- (جواد فون پہ بات کرتا رہتا ہے۔ حماد تنگ آ کر وہ رسالہ رکھ دیتا ہے)۔

//Cut//

The End